UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232697

UNIVERSAL
LIBRARY

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام دریں ایام فرخندہ فرجام باعانت عاشر کارعالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعراء دکن

حصہ دوم

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب

محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

طبع مظہر رحمانی مطبع عزیز

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبدالجبار خانصاحب

۱ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصۂ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔ ۵۶ صفحے

۲ محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصۂ اول (۶۱۲) صفحہ۔ صفحے

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصۂ دوم (۶۳۶) صفحہ۔ صفحے

زیر طبع

۳ محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب انجمن تذکرۂ امرا و وزرائے دکن۔

۵ محبوب نو دکن تذکرۂ آثار دکن۔

۶ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصۂ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن۔ حصۂ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان و کد مولف

فہرست حصۂ دوم محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
		حرف الصاد
۱	۶۰۱	صارم - صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی
۲	۶۱۱	صرفی - صلاح الدین ساوجی -
۳	۶۱۲	صادق - میرزا صادق اردو ہادی
۴	〃	صالی - اردستانی
۵	۶۱۳	صابر - میر صابر اصفہانی برہانپوری
۶	۶۱۴	صمود - حافظ میر محمد علی گجراتی
۷	۶۱۵	صفا - میرذوالفقار خان لکھنوی
۸	۶۱۷	صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی
۹	۶۴۸	صائب - میرزا محمد علی اصفہانی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۰	۶۵۴	محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمتمیں
۱۱	۶۵۹	مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند میں آنا
۱۲	۶۷۰	صفی - شیخ محمد شیرازی
۱۳	۶۷۱	صادق - میرزا صادق
۱۴	〃	صادق - میرزا صادق خان حیدرآبادی
		حرف ضاد
۱۵	۶۷۲	ضیا - مرزا عطا برہانپوری
۱۶	۶۷۸	ضیا - میر محمد علی دکنی
۱۷	۶۸۰	ضنیعم - محمد عبدالصمد خان لکھنوی -
		حرف طاء
۱۸	۶۸۳	طالب - مولوی شاہ وجہ اللہ

نمبر شمار	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹	۶۸۴	طپش - میر محمد اکبر
۲۰	۶۸۶	طاہر - محمد طاہر بیدری
۲۱	〃	طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری
۲۲	۶۹۴	طاہر - میرزا محمد طاہر
۲۳	۶۹۵	طغرا - ملا طغرا مشہدی
۲۴	۶۹۶	طاہر - شاہ طاہر
	۷۱۱	سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا -
	۷۱۲	شاہ طاہر کا سفارۃً علی بریدؒ کے پاس جانا
	〃	قصہ سرگین بجارا کی تحقیق
	۷۱۳	اخلاق و اوصاف شاہ طاہر
	۷۱۴	شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین جانا
۲۵	۷۲۱	ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ
۲۶	۷۴۰	ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ
۲۷	۷۶۲	ظفر - شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

نمبر شمار	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۸	۷۶۳	ظہوری ملا محمد طاہر
		حرف العین
۲۹	۷۷۹	عبد اللہ - سلطان عبد اللہ قطب شاہ
۳۰	۷۸۴	عاجز - عارف اللہ خان اورنگ آبادی
۳۱	۷۹۱	عزت - میر عبد المنان
۳۲	۸۰۰	عنایت - میر عنایت اللہ جندی
۳۳	۸۰۲	عاقل - محمد عاقل دہلوی
۳۴	۸۰۵	عشقی - مولوی محمد فضل حق چاچپوری -
۳۵		عاقل - سید محمد سلطان دہلوی -
۳۶	۸۱۱	غزلت - میر عبد الولی
۳۷	۸۲۳	عمر - معتبر خان اورنگ آبادی
۳۸	۸۲۴	عزیز - شاہ عزیز اللہ دکنی

نسلسل نشا	صفحہ	اسمائے شعرا
۳۹	۸۲۵	عالی - نعمت خان
۴۰	۸۲۹	عاصی - شیخ نور محمد برہانپوری
۴۱	۸۳۴	عشرت - خواجہ ابوالبرکات تخان
۴۲	۸۳۵	عرفان - میر محمد قمر الدین
۴۳	۸۳۶	علوی - مولوی سید علوی
۴۴	۸۳۷	عابد - میر زین العابدین
۴۵	〃	عروج - میر بہاء الدین حسین
۴۶	۸۴۰	عاشق - میر کلان خان کابلی -
۴۷	〃	عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی
۴۸	۸۴۱	عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری
۴۹	۸۴۲	عاشق - میر یحیی برہانپوری
۵۰	۸۴۳	عجب - محمد عبد اللہ حیدر آبادی
۵۱	۸۴۴	عدیل - محمد عسکری کنتوری
۵۲	۸۴۵	عنایت - محمد عنایت اللہ برادی -
۵۳	۸۴۶	عراقی - دکنی
۵۴	۸۴۷	عاشق - میر قاسم خان اکبر آبادی -
۵۵	۸۴۹	عشرتی - یزدی
۵۶	〃	عاشق - مولوی سید عبد الودود
۵۷	۸۵۱	عالی - خواجہ کامگار خان
۵۸	۸۵۳	عشق - حکیم عبد الباسط
۵۹	۸۵۵	عوجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی
۶۰	۸۶۲	عطا - سید تفضل حسین
۶۱	۸۶۳	علی - ناصر علی سرہندی
۶۲	۸۷۱	عاصی - مرزا نصیر بیگ خان ایرانی -

حرف غین معجمہ

۶۳	۸۷۳	غیور - محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

نسلسلہ نشا	صفحہ	اسمائے شعرا
۶۴	۸۷۸	غواصی - محمد غوث خان
۶۵	〃	غازی - غازی الدین اورنگ آبادی
		حرف الفاء
۶۶	〃	فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی
۶۷	۸۸۴	فقیر - جمشید الدین عباسی ملوی
۶۸	۸۸۷	فانی - خواجہ احمد شیرازی ثم مدراسی نزیل بیجاپوری
۶۹	۸۸۸	فدائی - رضا طالب خان دہلوی
۷۰	〃	فقیر - میر ہاشم اورنگ آبادی
۷۱	۸۸۹	فکری - خواجہ محمد رفیع صفاہانی
۷۲	۸۹۰	فدوی - فدوی خان دکنی
۷۳	۸۹۱	ملا فرج اللہ شوستری
۷۴	۸۹۲	فتوت - مستعد خان اورنگ آبادی

نسلسلہ نشا	صفحہ	اسمائے شعرا
۷۵	۸۹۴	فدا - شیخ احمد اورنگ آبادی
۷۶	۸۹۵	فکر - محمد باقر اورنگ آبادی
۷۷	۸۹۶	فیاض - محمد فیاض اللہ خان
۷۸	۸۹۷	فرحت - لالہ خوشحال چند
۷۹	۸۹۸	فرح - فرح بخش رکابی
۸۰	〃	فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی
۸۱	۹۰۱	[illegible]
۸۲	۹۰۲	فارق - خانخانان خان
۸۳	۹۰۴	فائق - مولوی سید خیر الدین
۸۴	۹۰۶	فرحت - محمد صبغۃ اللہ
۸۵	۹۰۸	فغان - اشرف علیخان
۸۶	۹۰۹	فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان
۸۷	۹۱۱	فیروز - ملا فیروز
۸۸	۹۱۳	فیض - شمس الدین محمد
۸۹	۹۱۹	فدا - شیخ احمد ناعطی
۹۰	〃	فائز - آقا میرزا قاسم علی
۹۱	۹۲۰	فطرت - میرزا مغز الدین محمد موسوی خان

نشانی سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۹۲	۹۲۴	فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا
		فطرت - میر ابو تراب
		حرف قاف
۹۳	۹۳۵	قبولی - سید شاہ ابو الحسن
۹۴	۹۳۷	قدر - خواجہ نعم خان
۹۵	۹۳۹	مدرت - محمد مدرت اللہ خان
۹۶	۹۴۱	نیس - محمد صدیق حیدرآبادی
۹۷	۹۴۳	قدرت - غلام ابراہیم خان
۹۸	۹۴۴	قاری - خواجہ محمد فاضل گجراتی
		حرف کاف فارسی عربی
۹۹	۹۴۵	کافی - نواب میر عباس علیخان حیدرآبادی
۱۰۰	۹۴۷	کالا - میاں محمد کالا پہاڑ
۱۰۱	″	کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی -

نشانی سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۰۲	۹۴۸	کامل - میر کامل برہانپوری
۱۰۳	″	کلان - میر کلان اورنگ آبادی -
۱۰۴	۹۴۹	کمتر - مرزا مغل اورنگ آبادی
۱۰۵	۹۵۰	کوکبی - قباد بیگ گرجی
۱۰۶	″	کم گو - عبد الرحیم کشمیری
۱۰۷	۹۵۱	کلیم - ابو طالب
۱۰۸	۹۶۳	کاظم - صوفی شاہ
۱۰۹	۹۶۴	گرامی - میر عبد الرحمن
۱۱۰	۹۶۶	گوہر - محمد باقر خان
۱۱۱	۹۶۷	گل - مولانا علی گل استرآبادی
۱۱۲	۹۶۸	گلشن - شیخ سعد اللہ
۱۱۳	۹۶۹	گنا بیگم المعروف بہ بوسیری
۱۱۴	۹۷۰	گہن - میر بدر الدین
		حرف لام
۱۱۵	۹۷۱	لطف - مرزا علی خان دہلوی -

نشانی سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۱۶	۹۷۳	لالہ سرو سنجی رائے اورنگ آبادی
۱۱۷	〃	لائق - سید گل حسین دولت آبادی
۱۱۸	〃	لطف - میر لطف علیخان
۱۱۹	۹۷۴	لذتی - افضل خان
۱۲۰	۹۷۵	لائق - حکیم غلام دستگیر خان
		حرف میم
۱۲۱	۹۷۶	محشر - میر عظمت اللہ احمد آبادی
۱۲۲	۹۷۷	مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی
۱۲۳	۹۷۸	معصوم - میر معصوم کاشانی -
۱۲۴	۹۷۹	معز - مرزا معز الدین اصفہانی
۱۲۵	۹۸۱	محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر -
۱۲۶	۹۸۳	ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر -
〃	۹۸۴	اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم -
〃	〃	اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی
۱۲۷	۹۸۷	مختار - محمد انور خان بہادر
۱۲۸	۹۸۹	معجز - غلام محی الدین
۱۲۹	۹۹۰	مومن - میر مومن استرآبادی
۱۳۰	۱۰۰۰	مہربان - میر عبد القادر اورنگ آبادی
۱۳۱	۱۰۰۵	ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری
۱۳۲	〃	منت - میر قمر الدین ملوہی
۱۳۳	۱۰۰۷	محب - مولانا محب علی سندی
۱۳۴	۱۰۰۸	مسیح - حکیم کمال الدین کاشی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۳۵	۱۰۱۱	مخمور - مرزا لطف اللہ تبریزی
۱۳۶	۱۰۱۴	متین - میر مہدی برہانپوری
۱۳۷	۱۰۱۵	مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی
۱۳۸	〃	میر سید شاہ میر برہانپوری
۱۳۹	۱۰۱۶	منعم - محمد منعم برہانپوری
۱۴۰	۱۰۱۷	مہتاب - لالہ مہن لال اورنگ آبادی
۱۴۱	۱۰۱۸	منصور - میر منصور اسیری
۱۴۲	〃	مبتلا - الف خان اورنگ آبادی
۱۴۳	۱۰۲۰	مہر - مہر علی اورنگ آبادی
۱۴۴	۱۰۲۱	مزا - مرزا محمدی بیگ
۱۴۵	〃	مقدس - محمد جان خلد آبادی
۱۴۶	۱۰۲۲	مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی
۱۴۷	〃	محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی
۱۴۸	۱۰۲۳	مراد - میر منور برہانپوری
۱۴۹	۱۰۲۴	مہدی - میر مرتضی اورنگ آبادی
۱۵۰	۱۰۲۵	مستعد - آقا صائبا -
۱۵۱	۱۰۲۶	مبارک - مبارک خان نیازی
۱۵۲	۱۰۲۷	موزون - رائے مدن سنگھ
۱۵۳	۱۰۳۰	مسرت - شیخ وزیر علی دہلوی
۱۵۴	۱۰۳۱	مشتاق - حافظ محمد تاج الدین بلگرامی
۱۵۵	۱۰۳۲	محسن - ملا محسن ہمدانی
۱۵۶	۱۰۳۳	میرک - میرک معین سبزواری
۱۵۷	۱۰۳۴	محسن - ملا محسن لاری
۱۵۸	〃	مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی -
۱۵۹	۱۰۳۵	معلی - محمد مظہر الدین حیدر آبادی
۱۶۰	۱۰۳۶	موزون - خواجہ قلیچ خان
۱۶۱	۱۰۳۹	ملا عبد القیوم
۱۶۲	۱۰۴۸	محمود - حافظ غلام محمود

حرف نون

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۶۳	۱۰۵۵	نظام - عماد الملک غازی الدین خان بہادر
۱۶۴	۱۰۶۰	نصرت - میر محمد نعیم
۱۶۵	۱۰۶۴	نیر - مہدیعلیخان حیدر آبادی

نسلسلہ نشا	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۶۶	۱۰۶۵	نکہت - محمد یوسف برہانپوری
۱۶۷	۱۰۶۶	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی
۱۶۸		
۱۶۹	۱۰۷۶	نثار - مرزا محمد جان رنگ آبادی
۱۷۰	۱۰۸۰	نیاز - نیاز محمد خان "
۱۷۱	۱۰۸۱	ندرت - میر نجف علیخان اورنگ آبادی
۱۷۲	۱۰۸۲	ناطق - میر محمد ہادی نذر باری
۱۷۳	"	نادر - شیخ نور الدین
۱۷۴		اورنگ آبادی
۱۷۵	۱۰۸۳	نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی
۱۷۶	۱۰۸۵	نیاز - محمد علی حیدرآبادی
۱۷۷	"	نشاط - میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی
۱۷۸	۱۰۸۷	ناجی - شاد قاسم شہدی
۱۷۹	"	نوری - مولانا نور الدین قزوینی
۱۸۰	۱۰۸۸	نوعی - مولانا محمد رضا خبوشانی
۱۸۱	۱۰۹۰	نصرتی - محمد نصرت دکنی
۱۸۲	۱۰۹۴	نفیس - ہوانی پرشاد ایلچپوری
۱۸۳	۱۰۹۵	نفیس - محمد رفیع الدین حسین حیدرآبادی
۱۸۴	۱۰۹۶	ناقص - قاضی خواجہ محمد صاحب ملکاپوری براری
۱۸۵	۱۱۰۰	ناصر - نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید دکنی
۱۸۶	۱۱۱۸	نائی - مولوی حاجی تراب علی
۱۸۷		خیرآبادی
۱۸۸	۱۱۱۹	ناجی - سید منور حسین
۱۸۹	۱۱۲۱	نعمانی - محمد عبد الجلیل بلگرامی
۱۹۰	۱۱۲۴	نصرت - عباس قلیخان
۱۹۱	۱۱۲۵	نوائے - سید عزیز

حرف واو

نمبر شمار	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹۲	۱۱۲۵	واصف - مولوی محمد مہدی مدراسی
۱۹۳	۱۱۲۷	ولی - محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی
۱۹۴	۱۱۴۴	واحد - میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی
۱۹۵	۱۱۴۵	واضح - مرزا علی اصفہانی
۱۹۶	۱۱۴۶	وحشی - مولانا وحشی کاشانی -
۱۹۷	۱۱۵۷	وہمی - مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی
۱۹۸	۱۱۵۰	وفا - محمد امین الیچپوری برادی -
۱۹۹	۱۱۵۵	وحشت - شیخ عبدالواحد تہانیسری -
۲۰۰	۱۱۵۶	وفا - ابوالعلی حیدرآبادی
۲۰۱	۱۱۵۷	واقف غلام علیم حیدرآبادی
۲۰۲	۱۱۵۸	والہ - میر سید محمد
۲۰۳	۱۱۶۲	واصل - مولوی محمد واصل صنا
۲۰۴	۱۱۶۶	وزیر - میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی
۲۰۵	۱۱۶۸	واضح - میرزا مبارک اللہ
۲۰۶	۱۱۷۲	والا - نواب عزیز جنگ بہادر
۲۰۷	۱۱۷۹	والا - سید ابوسعید المخاطب سید ابوطیب خان
۲۰۸	۱۱۸۳	وفائی - سلطان اسمعیل عادلشاہ -
۲۰۹	۱۱۸۵	وحدت - محمد امان اللہ
۲۱۰	〃	والا - سید حمید الدین
۲۱۱	۱۱۸۷	وفا - مرزا عبدالباقی
۲۱۲	۱۱۸۸	وصفی - مولوی سرفراز علی
۱۰۳	۱۱۸۷	وصلی - میرزا وصلی
۲۱۴	۱۱۹۰	واقف - مولوی شاہ میران محی الدین قادری
۲۱۵	۱۱۹۱	واقف - شیخ نورالعین المتوفی ۱۱۹۵ھ ہجری

نسلسلہ نشا	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۱۶	۱۱۹۴	واژع - حکیم شاہ زین العابدین قادری -
		حرف ہائے ہوز
۲۱۷	۱۱۹۶	ہمراز - شیخ عبدالقادر
۲۱۸	〃	ہمدم - شاہ محمد تقی برہانپوری -
۲۱۹	۱۲۰۰	ہادی - عبدالہادی اورنگ آبادی
۲۲۰	۱۲۰۲	ہاشمی - شاہ ہاشم بیجاپوری
۲۲۱	۱۲۰۳	ہاتف - میر عاشق حسین خان حیدرآبادی
۲۲۲	۱۲۰۴	ہادی - ابوالحسن محمد داؤد حیدرآبادی -
۲۲۳	۱۲۰۵	ہنر - گیان رائے حیدرآبادی
		حرف یائے تحتانی
۲۲۴	۱۲۰۶	یوسف عادلشاہ
۲۲۵	۱۲۱۴	یار - مرزا محمد یار بیگ
۲۲۶	۱۲۱۷	یکدل - میر علیم دان خان
۲۲۷	۱۲۱۹	یاد - مولوی خواجہ حمید الدین
۲۲۸	۱۲۲۰	یار - نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدرآبادی
۲۲۹	۱۲۲۳	یکدل - محمد انور مرادآبادی

حرف الصاد

صارم۔ صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص۔ میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے۔ آپ سادات خوافی سے ہیں۔ آپ نواب صمصام الدولہ اشاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہیں۔ آپکی ولادت ۱۱۴۲ھ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس میں فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ میں مصروف رہے اور چندے حکمت نظری عملی میں گذارے۔ غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۱۶۴ھ ہجری میں خطاب خانی و منصب سے سرفراز ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی۔ آپ برار میں رونق افزا ہوئے۔ حسابات صوبہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے۔ پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد میں شش ہزاری منصب نوبت و شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور دستہ فیلداری اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی۔ ۱۱۷۱ھ ہجری میں حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپ کے والد ماجد مقتول ہوئے۔ صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانسس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ اور آپکو بھی ہمراہ لیا۔ حیدر آباد میں آپکو قلعہ گولکنڈہ میں مقید کیا۔ اور آپکے بھائی میر عبدالسلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد میں بھیجا۔ پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے۔ اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بھائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی اور ملکی کل مہمات کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ ۱۱۶۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی ہمہ رونی خطابات کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔ اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسہ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک چمن ہوا۔ اور آپکی فیضرسانی توجہ سے سیرت تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی کا مدار آپکی رائے صائب پر رہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طریق سے چلتا تھا آپکی دیوانی مین تمام رعایا برابر فارغ البال تھی۔ تجارت و زراعت کی بھی عمدہ حالت تھی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حدود سے خارج تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپکے شامل حال و رفیق طبع دانشمند تھے جو ہمیشہ مصروف تھے۔ ذہن ثروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت۔ دانائی فطانت مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و مزاح خیال مین تازہ گل تھے۔ صولت و بہادری مین شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تھے۔ استقلال و تحمل کوہ نمونہ دل تھے۔ متانت و وقار۔ رحم دل و بردبار تھے۔ ہر طرح کے فضائل و شمائل تھے۔ علوم ادبیہ عربیہ و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ حکیم و ادیب تھے۔ خوش تقریر و خوش تحریر تھے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکھنے سے روز مرہ اہل زبان نظر آتا ہے الفاظ کی شستہ و شستگی سے محاورہ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت معانی سے کمال اصفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے۔ آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تھی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و شوری کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے اجتہاد میں بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و نکاوت ذہن میں معروف تھے مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب میں تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے فیصل مسائل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایاں ہو جاتا تھا۔ دونوں آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ میں بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہیں کی نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت میں ملک کن ترقی شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل طمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ تاکی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے مخالفت کے میدان میں کبھی قدم نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمیں ہمیشہ کے خیال کا بھی گذر نہیں تھا۔ جبتک بے انصافی و ریا سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور میں سعی سفارش کی کچھ وقعت نہیں تھی۔ آپ فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہیں۔ ہاں جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کہرے کھوٹے میں تمیز نہیں ہو سکتا۔ اگر حاکم بالادست لایق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ریاست کے انتظام کے لئے لایق شخصوں کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لایق ریاست کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت میں

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھ صوبوں کے جزو کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بھی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکھے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدہ داون کے نام مذکور ہین مجکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکھنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پھر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تھین۔ چنانچہ تاریخ تمامی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تھے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کو لاس مین امانتاً مدفون کئے پھر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغیچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اُسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ؎

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر — دیوان دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا — صمصام الملک عقل کل کرد سفر
۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا — آفتاب آئینہ باشد جلوہ روی ترا
کیست از عالم کند آگاہ دلدار مرا — او در فراقت می پسندد دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا — ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

طلقه زد ما رصفت بسکه بگرد کمرت — بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا
روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود — در دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا
پیری چو رسید قامتت گشت دوتا — بر موی سفید و سمه هیچ است حنا
ای شیخ عبث فکر جوانی داری — مس را نتوان ساخت بتلبیع طلا
تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی — سرو با آزادگیها قد دلجوئے ترا
ز غیر دوست بپرداز خلوت دلرا — نه کعبه مسکن لات است منزل عزا
ما زمردک چشم شدیم عیان صمام — که کمتر ند در آفاق مردم بینا
قیامت میکند بپا تا کز خود خبر دارد — دوبالا ساخت حسن یار را آئینه دیدنها
من تخم درد کاشته ام در زمین دل — جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا
زحمت دهوئے خال تو دل شد اسیر اف — آرے مدام صید پئے دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشتم بیاد — در محفلے که صرف ز پروانه میرود
باغ عشق بهر ستند همچو لاله مرا — ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا
هر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت — چونے ز روز ازل لازم است ناله مرا
تا ماند تاب چهره مشب دل خراب — با هتاب برآرند آفتاب مرا
سرمه کمین چشم برده جان مرا — نیست ممکن صدا فغان مرا
شگون گل بود کز پیرهن بر تن دریدنها — به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها
هنر ورے تواند دید زیر چرخ آرامی — در غلطان ندارد یاد شکل آرمیدنها
چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت — که دل گاه نبض از هم برد کوئے طپیدنها
بجز بیحاصلی ندارد کردن افزائی — بهر شمشاد باشد نے بوی از سر کشیدنها

کند آلام هر دم دختر رز در بر مینا
بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

له

کسی خوشنمائی حسن معنی صورت لفظی
تهی از مے گل نیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان را ز دست نازکی سائی
که دارد در کف خود هر قلم خنجر مینا

دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساغر
سرے دارم بدوشش خود بلا گردد سر مینا

یارب همه جرم گشته در پیش من
در فکر شده است جان و دل پیش من

هر چند که افزود ز حد عصیانم
محروم مکن ز رحمت خویشش من

له

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب
بد خواهش را بود هم سیه روئی لب

له

حق می داند بخاطر هیچ شما است
در کشور سینه داد سیداد شما است

از جلبش دل نام شما مے خیزد
این از بسی های اراد شما است

مارا بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست
پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

له

ایشوخ من بیا که درین فصل نوبهار
با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

من بقربان آورم که مرا
داد آواز یار آمده است

له

خنده زیر لب و برادر جیب
چه اندازیار آمده است

دهر است که تا تمام روپیدا نیست
تا صبح شود شام در و پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند
امروز کسی نام در و پیدا نیست

اے میخواران که صیدی رام شما است
شخص مینا بحلقه جام شما است

له

لالنم گیرید یا دست شیفتگان
صهبائے طرب کنون کدر کام شما است

ازدیده من که بر تو حیران شده است
در عرضه تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است
در دیده نم از اشک نمایان شده است

ای دوست بیا که بهر یا اندازت ... ولہ ... در کوی تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهد زیاد رویت رگ شوق ... ای دوست بیا که وقت باران شده است
ما بیاد یوسف گم گشتهٔ خود ای عزیز ... ولہ ... بیت احزان از دل اندوهگین کردیم طرح
در دل ما عکس چین جبههٔ او صورت گرفت ... گرد بیجا انصاف ما نقش چین کردیم طرح
هر کس ترا دید بکس رو نکند ... ولہ ... وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان ... مست می عشق تو بهی خو نکند
ای باد کشای می که می نوش کنید ... ولہ ... حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارید دل ز خود فراموشان را ... ای کاش فراموش اگر فراموش کنید
از شوق چشم او نگس نگه بستن نمیداند ... ولہ ... بیاد قامتش شمشاد پشتش نمیداند
ای ز جهان دل تو سیه گون شد ... ولہ ... شیشهٔ می ز لعبت آبله خون باشد
گفتی تغافل و کنم از هر جفا درد ... ولہ ... برای کشتن عشاق شیوها دارد
چکونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم ... ولہ ... که تیر آه غریبان بر قفا دارد
ز دست و جو غمال تو دل شد اسیر اف ... ولہ ... آری مدام صید پی دانه می رود
آید بگوش نغمهٔ رحمت گشتنم بیاد ... در محفلی که صرف ز پیمانه می رود
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را ... ولہ ... که چون جواب نگردد صدا ز کوه بلند
اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد ... ولہ ... ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد
بسیه باغ چو آن می پرست برخیزد ... ولہ ... گل از چمن کده ساغر بدست برخیزد
ز خود دران چه سوال و جواب خواهد بود ... شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
که در رسد کند جا درون صاف دلان ... اگر بر آئینه گردی نشست برخیزد

ظالم نگهان بدل چو منزل کردند ولله صد جور و جفا بر من بیدل کردند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام تیغ ابرو نموده بسمل کردند
داشت شوق گل رخ تو نهانی نرگس ولله کز غم چهره بر آورده خزانی نرگس
از تاب حسن روی تو نازد بجوش گل از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
اے نوبهار عزم گلستان نموده کز شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسے همنشین دل تا کرده اند نفس تو با نگین دل
شرحی کردند رنگ گل عذار جوان من ولله
تا به غفلت بردل من ناوک اندازی کند
مجنون صفت با من صحرا نمی روم
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال
ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم
نمیدانم چه نامت کرده و طالع نامیمون
با ندک دیدنش جان میدهم بهمه التفاتی
نگه زرد دیده سویش کردم ولله
گل بچه رنگ شکند رخ بگشاده چنین
جستن برق رویش خواست نشان بدهند
شب از چشم و خطش در بزم مستان بود تمیز رنگی ولله
بهر حالت رهنمایان خود غافل مشو ظالم
تو و ملک سلطنت خوش من و کوچه گدائی ولله

صد جور و جفا بر من بیدل کردند
تیغ ابرو نموده بسمل کردند
کز غم چهره بر آورده خزانی نرگس
از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
کز شادی وصال تو شد جوش گل
تا کرده اند نفس تو با نگین دل
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سر کیمیا گرفت ہست رہ عشق گیر صادم | کہ بہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین جیف کہل گئین یہ آنکھین | پھر ہو نہ ایک مین وہ ندیکھا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا | دیکھون تو مجھہ کہنے ہے صنم گویا
مجھے گر جان کی کا حکم وہ شہ مین دیتا | کہا اوسکا ندا کی سون آپ ارو بجان کرتا
فلک گر تا مین بھٹی جہن سے رنگ بھاتا | گر مین اپنے دکا حال ظالم بیان کرتا
از بسکہ تمرا عشق کی سیکھی گہاتین | سب بھول گئے شادی کے باتین
لکا ہو خط سیاہ گورے منہ پر | سو جہنین شاید کہ بہرین دل راتین
جہن تجھ زلف مین دل پھن رہا ہے | ہمارے ہاتھہ مین کبے آ رہا ہے
جہن کہلتا ہمارا باغ سون آں | یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے
دل صد پارہ آہ کیا ہا گوشے سے | سرا پا غرق خون ہو داغ دل سے پہ تیہمارے
جہن کی کہا ہوا ست ارو اپنی خون ناحق | کہ قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہنچے
اسیرون کی تو شکی کس سے جہن پہنچا دی | ہماری کشتی فریاد صیاد کون پہنچے

صرفی ۔ صلاح الدین ساوہی

صرفی تخلص ۔ صلاح الدین نام ۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تھے ۔ وطن اوونسے ہند مین آئے ۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گئے ۔ آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولا گجرات مین چند مدت رہے ۔ پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا ۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے ۔ صابر و قانع تہے ۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل بہا زار آورد	بایدا ول تاب خوبان خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم و گرنہ میفرستادم	کف پائے ہرچہ ہستی ہمہ خار خلاش
با تو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہا ز پئے نام و نشان تو

صادق - میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص - میرزا صادق نام - شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا۔ وطن اصلی سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور ملا۔ نظام شاہ نے از روی قدردانی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ **ہوھذا**

شوخیکہ ببسادگی از و کردم صبر	اکنون خطش از عنبار دارد سر سبز
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوختہ تر ست آفتاب از تتہ ابر

صابی - اردستانی

صابی تخلص - مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان نادر الوجود ہے **من کلامہ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات اصفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین وارد ہند ہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری و دیوانی پر مامور ہوا۔ پھر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدۃ العمر شادی نہین کی مجرد زندگی بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مآثر العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا جو میر صابر کا تلمذ و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتھہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتھہ شاہی لشکر مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ اور تالاب بنا فرمایا۔ اور فہرونام قصبہ مین جو بامین مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی جب سیمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب و برباد اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل جسکا عرض بچیس درعہ اور طول ایک فرسخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور حمام بہی بنایا۔ اسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلاً اور میر صابر نے ۱۰۲۷ھ ہجری عرفی کی ہمراہی لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا بنجف بردم اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تھوڑا تغیر کر کے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی۔ ؎ بکاوش مژہ از گور تا بنجف آمد + میرصابر بہ ۱۰۶۴ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم کے ساتھ اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میرنے اسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می راطرب از ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان دماغ و راغش کردیم	گوشے ہوائے کہکشاں راغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی دارد	ما نیز سر تسلیم در راغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم متداولہ کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذراوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہیں ہوی

من اشعارہ الفارسی

ز بسکہ حد نبود وصف بستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان دہان مرا
شبے بجانہ ماگر تراگذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میرذوالفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میرذوالفقار علیخان نام۔ شاہ میر شرفا لکھنو سے تھا۔ فن شاعری میں بیگانہ۔ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہاں چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح میں قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے پٹنا میں آیا وہاں عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہاں سے میرابوالقاسم المخاطب میر عالم مدارالمہام کے عہد میں حیدرآباد دکن میں آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار میں ملازم رہا۔ بسبب نووارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہیں ہوئی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکھانے لگے پھر تو آپ شہرہ آفاق ہوے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندولعل مہاراجہ بہادر کے دربار میں باریاب ہوے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردیئے اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا بمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے۔ مرد باکمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے۔ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بہی لکھے ہین۔ مثلاً مثنوی چہومنتر وغیرہ مشہور ہین۔ ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے۔ آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ آپکا انتقال ۱۲۶۰ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

مرا دلیست چہ وحشی دلے کہ در گفتار — سخن بدر کند و ہنگر ہمو و دیوار

بزینۂ در بیت العتیق میماند — سر سجود من و آستانۂ دلدار

فلک بدست گرفتست حشمت اقتدرہ — بود بفکر چہ تعمیر پیر خستہ کار

بہار آئینہ قصر لاجوردی بین — ہجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار

اگر بطبع در آید معانی دلکش — اساس بیت شمار و طبیعت اشعار

بہر طرف نگرم روبہ پیش محراب است — مگر تعلق دل شد بابروے دلدار

بطالعم در دولت کشادہ شد باید — کہ مثل سایہ شوم سجدہ ریز نامِ دیوار

کجاست گرمی بازار مردم شروان — کہ دستگاہ فروشم چو ساغر سرشار

جناب عشق بفکر عمارت دلم ست — چنانکہ خانہ کند معمور در کشانش کار

چہ سروری کہ بہنگام گنج بخشی او — گدا روا ز عرق شرم بر گوہر بار

نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید — زمانہ ناز فروشد با ہوان ستار

بعہد او نخرد کارگاہ اکسون باف — شعاع دیدۂ خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین
بہ بازی گل و سنبل گرفت مار و شرار

نہ در عنایت او التماس را دخلے
نہ در سخاوت او انتظار را آثار

جہان ہمت و انصاف را چہ چند و چہل
کہ ہست خاک درش طلائے دست افشار

بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا
چہ ارمغان کہ نیارد سوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادمانی انگیز استوار
جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار

سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار
جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو
جلوہ گر شد با ہزاران آرزو

از برائے ہمت ہمت بگو
وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق ۔ مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص ۔ مرزا محمد صادق نام ۔ آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کے صاحبزادے ہیں ۔ آپکی ولادت روز پنجشنبہ تاریخ سوم شعبان ۱۰۱۸ھ ہجری مطابق نجم جہانگیری ہندوستان واقع ہوئی ۔ اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا میں ہوئی ۔ اس شہر کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ فارغ التحصیل ہوکے ہندوستان و دکن کی سیر کی ۔ اس سیر و سیاحت میں اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت میں مستفید ہوئے ۔ جہانگیری و شاہجہانی ملازمون میں پدر و پسر ملازم تھے ۔ آپ شاعری و انشا پردازی میں عدیم النظیر تھے ۔

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصراً تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و فرہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی ھوھذہ

سوئے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت — باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حذر این بادیہ جز اشک ندست کسے — آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

مجھے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تھے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کے طرف رحلت کی۔

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبدالرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تھے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔
پس ۱۰۲۱ھ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ھ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ھ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بھیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تھے
سیاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تھی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصراً لکھتا ہون **هو هذا**

صبح صادق کا مولف صاحب تزجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ھ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہوگئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکھی ؎

بہر سال وفات او گفتم رفتہ ملا محمد صوفی ۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ — کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جارا

نمی ماند این بادہ اصلاً بآب — تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب تزجمہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۶ھ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ھ ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا۔ پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر میرے والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت غفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ھ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔

فلک دیگر بکام زندہ در دو آشام میگردد — عسس گو خواب رحمت کن کہ شب جام میگردد
سر شوریدہ را بسامان متوان باز آوردہ — ازین دستار پریشانست کہ از سر بندہ

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکا کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ مین تدریس مین مشغول ہوا۔ ۱۰۳۲ھ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہنوازے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من التضمار

پاسبان شیشہ دل باش اے غافل سنگ — یار سنگین دل فلاخن دار دل سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد سے ملکی شاہنوازخان صاحب

۱۰۳۹ھ مین عید کے بہار شاہی گرا مقدور سے

اسوقت میرے دل مین حالت کا شوق موجزن تہا۔ مولانا

یزدی و مولانا عبدالشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہا۔ مولانا شاہنوازخان

ہمرکاب تہے ۱۰۳۵ھ مین ایک معاملہ سے

وحی کہ جان و مدبہدن فخر نبی ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ ان ایام مین مولانا

مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا

رکہتے تہے۔ ۱۰۳۵ھ

مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین

خط کی مشق کرتا تہا۔ میر فتی شاہنوازخان کی ملازمت مین تہا۔ شاہنوازخان کے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیر تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہان سے ارادۂ بیت اللہ لاہور گیا۔ من ۲ شعارہ

از لب بر آستان تو شہا فتادہ ام — چون نقش پائے خویش ز پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ با لائے دلبرم — اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوف سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ مین نے آپ کو ۱۰۳۱ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تہا۔ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک بنگالہ مین موت سے ہوا۔ من ۲ شعارہ

دوش ما را نازنین زلف یار گرفتن — بر سمن آسان نمود مار گرفتن
جام مکفت گیر و ز آفتاب بیا مو — راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا آدم ہیلانی سے ملا وہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من ۲ شعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر — گر بتا بوت روم شوخی گہوارہ کنم

انہین ایام مین میرزا قاسم نامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تہا بہجری تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من ۲ شعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب — نالان نالان بسے دویدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب — در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

آور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولاً وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہوکے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من ۲ شعارہ

آن خال سیہ بنود بر گوشۂ چشم تو — افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلقے او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من ۲ شعارہ

زلفش زدو سو گوئے رنج زایمان دشت — از یکطرف آمد خط و گو از میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

آور نیز ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجلس خلاق تہا۔ دیر ہی تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشحال خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ شعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من — زانسان کہ رو را بزمارا ن کتاب را

محمد فصل و سال و چہارست علی زان فصلہا فصل بہارست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ اصفہانی تہا - مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا - فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من ۲ شعارہ

گل شگفت و گل عذاران فرو شد در کشت باغ روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا - پہر پٹنہ سے جونپور گیا - مین اس سے دونون مقام مین ملا ہون - شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا - شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا - کچہہ فروغ نہین پایا - جونپور سے بنارس مین آیا - اور یہان سکونت پذیر ہوگیا - جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا - عنایت سے سرفراز ہوا - جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اسوقت بنارس مین مراجعت کی - بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا - جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا - مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا - آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا - صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوف ایران پہنچ گیا - من ۲ شعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت حیف چون عمریکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خانقاہی خوب جانتے و سمجہتے تہے - ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے - خوش مزاج و لطیف طبع تہا - دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و فرہ حاصل ہوتا تھا۔
جب سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا
حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی
فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت
مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اللہ تعالیٰ
ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش ۔۔۔ تازہ پرور گلستان خلد خلے ہم بدوش
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست ۔۔۔ ہر طرف نیم قفس ہلوہ کند دام دگر
میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب ۔۔۔
مامور ہوئے حسب الحکم جب جانے لگے ۔۔۔
مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی سے ملا کر وہان سے ۔۔۔
مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین ۔۔۔
اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎
گر فلک یک صبح دم با من گران باشد خوش ۔۔۔ شام ہجران سیر و صبح آن نباشد خوش
پھر ایران سے ہندوستان روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی
مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میرے ۔۔۔
میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے سر پر
افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا
فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا
راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پھر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے یکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوف پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل کر حرف میم مین لکھا ہے۔ اگر دیکھنا مطلوب ہو تو وہان دیکھیے۔ من الشعارہ

بید وست یکدو روز صبورم کہ از فراق	چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک درشما آوارگی می افکند	کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پھر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تھے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تھے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین رہتے تھے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بھی مشرف ہوا تھا کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست	مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

پھر جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تھے۔ من الشعارہ

تا بر تو نظر کشود م امید دست تیغ تو سرم بداس افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تھے۔ کبھی عطائی۔ کبھی معنوی تخلص کرتے تھے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تھے۔ اب سنتا ہون کہ دونون بھائی فوت ہو گئے۔ من ۲ شعار ۵

بلب گرفتہ بطفلی ازین جہان رفتم	ہمان طفل کہ پستان گرفتہ خوابم رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بتامل
ہمو دا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

اور شعرائے جونپور سے تھا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اسکی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔ اور وہان کے شعرا مین شمار ہوتی تھا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تھا۔ من ۲ شعار ۵

نمی گردد بگرد مطلب نیاد ان انا کہ شمع مرد را بر سر نگردد چون پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۰ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولاً جونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اسوقت میرے والد جسکا لقب اعظم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرۂ علم سے دور تھا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع ۱۰۳۶ھ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در فتن شاہ ۔۔۔ سازد از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین یہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین ہروی قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پھر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ھ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچھہ کامیابی نہین ہوئی۔ پھر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آبہ تمام	درون من شدہ چو دود و کش سیاہ تمام
ز یک نگاہ بمن لاف اتفات مزن	نکرد دعوی خود کش بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بھی مستعدان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتدار دور سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اب سنے مین آیا کر وہ فوت ہوگیا۔ ؎

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت ۔۔۔ ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ ست

نیز برہانپور مین میرقابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صفائی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زیادہ چہرۂ مالالہ گون مباد لبریز ۔۔۔ ہزالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جام عشرت ما جز بخون مباد خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا اُزبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ من بشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم کا سائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چند روز بہ رہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت و ہمرکابی سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و مودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے۔ شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دارالحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد و خوشنما پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر و اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ هوهذه

چون بسوئے دکن نہادم رو سخت محنت کشیدم از ہر سو

رخت بستم ز شہر برہانپور چون شدم منزلے ازان دور

رنج غربت اثر نمود مرا رنج بر رنج فزود مرا

خون دل را دران گذرگہ تنگ راہبر اشک و آہ بیش آہنگ

تیرہ شد روز و نفروزئی من دل من تنگ تر ز روزئی من

زخم از درد دل زریر شدہ دلم از راہ باد گیر شدہ

چار دم روز چون سپردم راہ شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شهر عنبر نسیم مشک سرشت — آب او برده آبجوی بهشت
خاک آن بقعه مشک اذفر بود — راستی آن بنای عنبر بود
هم در و قصر سے آسمان مانند — سایه بر ابر و پایه بر اورند
ساکنانش ملک بنیکوئی — بزمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل — آب در دیده آتشے در دل
شهرے آمد بپیش من در راه — قلعه اش بر فلک زده خرگاه
قلعه سر فراز همچو فلک — ساکنانش شنیده ذکر ملک
قلعه داران فزون تر از انجم — فکر اختر شمر در ایشان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او — شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماه — دست گردون زدامنش کوتاه
نام آن شهر و قلعه پرسیدم — زیکے دیو گیر بشنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد — اینچنین شهر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد ست — شاه جم دولت در و شاد ست
شهریار دکن نظام الملک — مالک صف شکن نظام الملک

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی سے اورنگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد کیا۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگ لاخ تھی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک مین شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور سمین عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا۔ کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب
نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چندروز عادلشاہی
دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت حبشیہ دکنیہ
وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز
بطریق سیر و شکار اُس میدان پُرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا۔ اور وہان خیمہ
و خرگاہ قائم کیا چندروز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سیرابی و شادابی
دیکھکے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلیس سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد
کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلیس نے ملک موصوف
کی راے سے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے
جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام خرگاہی
رکہا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا۔ پہر عوام الناس کے استعمال سے
خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا۔ انتہی کلامہ۔

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ
جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی
مخاطب بہ اسلام خان نے جو صاحب قران کا صاحب سپاہ و فوج کا بخشی تہا
میرے حال پر مہربانی کی اور مجلسہ بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش نما
و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

شہر دیدم خراب چون دل ریش ۔۔۔ یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر ۔۔۔ دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوهے بمرغزار جنیر	برسرش قلعه بنام سنیر
کمرش راز لاله پیرایه	دامنش رازمانه در سایه
قلعه اش راه اختران میزد	تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم	تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

مین شاهجهانی لشکر مین روزنامچه نویسی پر مامور هوا - اُن ایام مین ملازمان درگاه جهان پناه سے ملازمت و مجالست کا اتفاق هوتا تها - ازانجمله قیصر بیگ شیرازی هے - لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف هے - درگاه والا مین حاضر رهتا هے - من ابیات

زیرستان را نوازش کمتر از دریا نکرد — قطره دریا می شود هر که بدریا میرود

دوم ملا صبحی همدانی هے وه مهابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تها - لیکن متوهم هوکے فرار هوا - اور صاحبقران کی خدمت مین آیا - اُس زمانه تک همرکاب رها که خانجهان افغان و فتنه و هنگامه گرم هوا - آخر افغانی فتنه مین مقتول هوا من کلماته

هیچ نگفتیم چرخ بیسر و پا را — بر که نوشتی برات روزی ما را

عنایت الله بن خواجه ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یهه بیت کهی

خورد چربی و مالد دست بر سر — چو شمع آویخته هر سوے صبحی

جب جنیر مین یهه خبر پهنچی که ابراهیم عادل شاه والی بیجاپور فوت هوا - اُسکا لڑکا محمود شاه مسند نشین هوا - صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تهنیت کیلئے بهیجا - مین بهی همرکاب تها - جب هم بیجاپور مین پهنچے - مین نے وهان باقر خوزه کاشی کو دیکها - شعر ازمان سے تها - عادلشاه کی مقاربت مین رهتا تها - بعد ازان

بنگالہ مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا ۱۰۳۸ھ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول وعرض راہ عشق آغاز وانجام وبس — ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست وبس
برہمن زنار وزاہد سبحہ صد دانہ وشست — ہر کجا پرواز کردم دانہ ودام ست وبس

۱۰۳۷ھ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا۔ اس خبر کے سنتے ہی شکر فیروزی اثر دارالسلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ اور گجرات مین پہنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجہ ہوا۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتھ ہوا۔ اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا۔ وہان ملا موسی شاعر سے ملاقی ہوا۔ استعداد وخوش طبع تھا۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکھتا تھا۔ **من کلامہ**

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا — کدام را من تنہا بدست وپا افتم

پھر مین سورت سے احمدآباد گجرات مین پہنچا۔ اور وہان سکونت اختیار کی تقی بلبانی سے جو شیخ احمد بلبانی کا نواسہ تھا ملا۔ تذکرۃ الشعرا اسیکی تالیفات سے ہے یہ متعدد جلدون پر شامل ہے۔ **من اشعارہ**

تم از غم چنان پاشید از ہم — کہ آید بچو گردد از جامہ بیرون

چند روز احمدآباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجہ ہوا۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی۔ انہین ایام مین مولانا عبداللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے ہین علوم وفنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے۔ نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبرآباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ **من اشعارہ**

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ	ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرسا کن زپستی	سرم را بندۂ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ	تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان	مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبرآباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ سلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ **من اشعارہ**

بادشاہیم بر سریر سخن	صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر رو	گہ بر آستین ازو پریشانی

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبرآباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اولاً قنوج کے راستہ سے بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۴۲۴ھ ہجری مین

بمقابلۂ منود واقع ہوئی - پھر مین جونپور مین آیا - اور وہان سے براہ راست
پٹنہ مین پہنچا - میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے
چند روز پٹنہ مین گذارے - سنہ ۱۰۳۸ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہو کے آیا - مین بہی انکی خدمت مین پہنچا -
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا - صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا - اور خاص میرے ساتھ زیادہ محبت کہتا تہا - من ابیاتہ

نمونۂ جبرس بیدلم صد انگنم ۔۔۔ زبس شکستہ دلم لب نجنبد و انگنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم بہند ۔۔۔ عندلیبم سایۂ گلبن قفس ہا شد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا - اور چند روز کے بعد راج محل مین
پہنچا - اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا - وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا - رنج سفر سے آرام پایا - اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا - سید مذکور علماء اکابر سے ہین - باوصاف
بزرگان اولیا موصوف ہے - آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا - اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علماء سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا - اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا - فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے - بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین - آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق - و انوار الہدی
فی العلم الالہی - و صراط الوسط فی اثبات الواجب و غیرہا - شعر و شاعری سے بہی آپ کی

طبیعت مناسب تھی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ **من ۲ اشعار**

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند — زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند — جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بھی فضائل و کمالات سے موصوف تھے۔ لطف طبع و سخن فہمی میں معاصرین سے ممتاز تھے۔ بیالیس برس کی عمر میں ۱۰۴۶ھ ہجری میں بنگالہ میں فوت ہوئے۔ مجھ سے آپکو زیادہ اخلاص تھا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے **ھو ھذہ**

امروز چو دید میرزا صادق را — شد سرمہ نور دیدۂ عاشق را
یارب ز انچہ کہ ہست لطف تو بما — جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہا ہیں۔ پہر میں اسی زمانہ میں سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تھے۔ حاصل تخلص ذہانت تھے مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تھے خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تھے **من ۲ اشعار**

باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت — نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بسکہ دارم ناتوانی چون ز جا جنبیدہ ام — بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم — کہ ہر کہ پردہ دری کرد زود رسوا کند
ما نیستیم کہ در بحر فنا نیستیم ہمہ — در کشتی عمر ما خدا نیستیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم — در گوش زمانہ چون صدا نیستیم ما

چون کثرت خلق نمود از یکیست — در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواہ و یکے طلب کہ در حلقۂ ذکر — تسبیح ہزار دانہ را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بھی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابوالفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور ہوا۔ اب معزول ہے نیازمند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ بہی اُستاذ سے مجکو زیادہ مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم — سنگے و آمد و شد جا نانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبداللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی زیادہ ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کامل رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت — دست زمانہ زین جہتش سنگسار دست

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد بنفشہ دن کارے — گو بیارستہ ز آب مژہ بیداری
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندے — کز تن بکاہد و بجان در فزایدے

ہستی ما است بررخ آئینۂ وجود	چون تیرگی دم کہ دمے ہم نیاید
یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار	وین دائرہ ز شرعیت دوران نماند
گفتی کہ جہان چیست نمودے بود	حق است بے منکر حشمش متوان بود
مانندۂ لفظ لاست ہستی دو کون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکھا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکھتا تہا سخن صحیح و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور ہوا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سید کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہوکے دارالخلافہ اکبرآباد مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من ۲ اشعارہ

نیست فرقے در میان خوبرویت پرست	رشتۂ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس ست ہر پیمانہ یکی است	آہ سحر و نعرۂ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض	گر خانہ دو تاست صاحب خانہ یکی است

میر قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین میر بری بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مردکم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من ۲ اشعارہ

خال تو دلربا ست نگہدار خویشتن باش وزدی کسے بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تہا۔ من ۲ اشعارہ

ز پا افتادہ عشقت امید از چشم تر دارد کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوئے تو برگردد تو میگردم　　اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔

پیش او بعد مسافت نبود پنداری　　کاسمان وار گرفتہ است زمین را بہ بغل

اور اُسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من الشعارہ

از ما پوش چہرہ کہ ما بے ادب نیئم　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من الشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حکمی شیرازی خواہر زادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدر آباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی بعیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر با جل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من الشعارہ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورد ہ　　ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　درخت بخویش بالد ہر استخوانش دراندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد وفا ہانی تہا عرفی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب جمعہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دل دشمن جان بود ہلاکش کردم　　وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم　　در شہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان اہبری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کرکے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ **من اشعارہ**

باز امشب طرۂ شورے بامن دیوانہ بود　　دل یکے آتش پرست وسینۂ آتشخانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان اہبری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم وسخن دان تہا۔ **من کلامہ**

اگر اسیر سیہ چردہ شدیم سجاست　　دل شکستۂ ما مومیائی میخواست

رخسارہ ولب او درد مرا دوا کرد　　گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع وخوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ میرزا ابوسعید نبیرۂ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

اے خوے تو بجت نماز جان را محراب　　ابروے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنے　　ہر سو ست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا **من کلامہ**

ارائش دیوانہ گل داغ جنون بس　　از سر ہوس طرۂ دستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا **من کلامہ**

چون رشتۂ غم تو بسوزن درآورم　　دلق فراق پوشم وبر تن درآورم

جہانگیر نگر مین متہرا واسنام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ **من کلامہ**

دست ما تا گرفت دامن دوست　　دگر از آستین ما بگریخت

چون دولابم زچرخ پرفن — سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قید خانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی بمسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را	زدرد من کہ خبر میدہد مسیحا را
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکھتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیرنگر مین واپس آیا۔ اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جورو ساز بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بھیجا۔ اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت مین تہا من ۲ اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ ہم تیغ — گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشد

مطرب ما کہ بلب نغمہ می نوشان ست — نے جدا از لب او کوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیرنگر مین لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میرزا شاہ بانو نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ؎ بزودی ہر کمالے را زوالے ہست
پہر مین بہی جہانگیر نگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت ۱۵ چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیر نگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من ۲ شعارہ

سیلی شکم درغمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا بر ہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک نسم گل در چمن رعنا بی	چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے۔ مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من ۲ شعارہ

جزہ چشم سیہ کز غمزہ صد رخنہ بدل کرد	با خامۂ موکش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسایہ زمین را	جا تنگ شد از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل و زلبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی متشی تخلص کو جہانگیر نگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می مکم چندانکہ لب در لب ہمانہ را

اور نیز شہر مذکور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین ہے

دل خوشہ خوشہ از تف غم شد از انکہ من	یکجو کف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔

پس جب قاسم خان نے ۱۰۴۲ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین امیر علاء الدولہ مرعشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہمچو برادران میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تہا۔ **من کلامہ**

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کرد

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت آشنا پرور تہا۔ **من کلامہ**

مجنون بخاک رفتہ و موران بر نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر زلف در دوسری مسیت چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بجبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال ۱۰۴۳ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوے۔ آپ بہی شاعر پیرگو تہے۔ **من اشعارہ**

موج اشکم چون بغل بکشاد جیحون گفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد درین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان ندهد تش بصد بزم حریفان	تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را
بکنائے بلیرانہ کمینی بر چشم	گمارز خون دل مینی بر چشم
اے ورد کشان شراب بے شیشہ کنید	از بہر دل خراب در شیشہ کنید
از بیم خمار می طلبید در بر دل	گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ہم چار بھائی حقیقی تھے۔ ایک محمد تقی ایران میں تھا۔ میں اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتھ ہندوستان میں آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تھا اور دوسرے بھائی ہی لیاقت و فضیلت سے بہرہ نہیں تھے۔ من کلام السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم	آرستہ ہست بہر وحوش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمہ خود ہر دو خود	از پس فتادہ ہر سر یکدگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد میں بیمار مصیبتین نازل ہوئیں۔ و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تھا کہ قید خانہ میں بھیجے جائیں۔ لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بھائیونکو اپنی حفاظت میں رکھا۔ آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا۔ میں نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا۔ مقام منگیر میں شرف خدمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا۔ پس خان موصوف کے ساتھ جہانگیر نگر میں آیا۔ جو کچھ امید رکھتا تھا اسکا خلاف پایا۔ مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا۔ اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ میں محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت میں بسر کرتا تھا۔ شعراء زمان سے تھا جہانگیر نگر میں دیکھا وہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع وسلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من ابیات

تا چند زیر و کعبہ مخوان این فسانہ را | ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
تا تم دستور اینچنین خراب | گریہ مست و خندہ یکی ست
گر زمین از جا رود آزادگان را باک نیست | ہمچو نخل موم ما را شعلہ در خاکستر است
شب وصالے اگر روز کردہ دانی | کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل الا آب بیتو | بگلوئے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدال شد و از من عیب است | چون رگ لعل و انار گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود مباشد | چو گوش گر شنوا سخن بلند بود مباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من ابیات

بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گذشت | دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طاقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع ولطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا من

زاہد بخوری بادہ کہ مستی دارد | مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع وشیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ من

عاشق تا جان نہ در پردہ جانانہ باخت | کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل اندا جنت

پس انہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی۔ ملک مین فتنہ برپا ہوا۔ اس ہنگامہ فتنہ مین عبدالسلام حاکم کوچ قید کیا گیا۔ اسلام خان نے اپنے بھائی میرزین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین بھی جاگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا۔ لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا۔ میرزین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی۔ چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا۔ اسی لشکر مین عبدالرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکھا لطف طبع و حسن خلق سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا۔ من ابشعارہ

چیتش لطف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سینج زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشگال کا موسم شروع ہو گیا۔ اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا۔ تب مجکو میرزین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بھیجا۔ تاکہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا۔ اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکھا لیکن آخر مین بموجب برعکس ابتدا پایا۔ روز بروز بیتوجہی دیکھتا تہا۔ با مجبوری چار نا چار گزارتا تہا۔ اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا۔ مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان سرحس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ؎

بجوز بیاد حسین + اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین بھی آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب پایا۔ سرفرازی پائی۔ شاہجہان فرمان فرمائی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا بھائی ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہوا۔ سنہ ۱۰۴۰ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین حکومت کرتا ہے۔

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

بر روئے زمین سوار چو تو نبود	در ہیچ آشکار و نہان تو نبود
بر درگہ شہریار چو تو نبود	اینہا سخن است یا چو تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت با من بیدل یار است	ہم دشمن من است و ہم دلدار است
دست تو مدام با دلم در کار است	تو خسروی او طلاب دست افشار است

پھر مین نے ایک غزل موزون کر کے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوئے میخانہ بیا تا بجنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حذر این بادیہ جز اشک ندیدست کسے	آرہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیابم ز رخم چیخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

همره عشق ز سر حد جنون خواهم رفت	همچو هوش از سر دیوانه برون خواهم رفت

من اشعاره

در هر لغزشگه مردان خدا هست	موسی اینجا بعصا میگردد
هیچ دل نیست که سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاخته بی سوزی نیست

پهر مین اسلام خان کے عهد مین خواجه سعد الدین محمد مشهدی کی ملازمت مین پهنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف هین - آپکے والد حاجی غیاثا تجار زمانه سے هین فی الحال اسی ملک مین سکونت رکهتے هین - من اشعاره

جنس ما پامال گردید از هجوم مشتری	همچو آتش سوخت ما را گرمی بازارها
خوش آن مسلمان تقیدی کان چو طفلان رشت گل	بهر جا میرسیدم خانه بنیاد میکردم
زنده دارد کوهکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے که می گویند آب تیشه است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی تو جهی اندازه سے زیاده هوی - اسی بے توجهی کے عهد مین کسی نے معاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعه باتین بیان کین - پس نتیجه یه هوا که میری نسبت حکم صادر هوا که ٹهانه سلیم آباد جائے ناچار حسب الحکم سلیم آباد مین آیا - تا ماه شعبان ۱۰۴۹ سنه هجری ٹهانه مین قیدی کی طرح پڑا رها - پهر تهوڑے هی زمانه کے بعد اسلام خان معزول هوا - محکو سلیم آباد سے بلا لیا - مگر یهان سے جاتے وقت بهی میرے حال پر مهربانی نهین کی - بلکه جو منصب رکهتا تها اسکو بهی کم کرکے گیا - خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادر زاده آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کرکے مجکو ٹهانه ادراک پر مقرر فرمایا - انتهی سفرنامه میرزا صادق صاحب ترجمه مولف صبح صادق -

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام۔ اسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا۔ ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال و متعلقین کو بلالیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا والد فرزند سے جدا ہونہا کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا۔ کہ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحب دل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہ ہائے کاغذ کو سریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہ ہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا۔ باقی چہوڑ دیا۔ شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃ مناسب و مخصوص تہی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت رکہتا تہا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تہا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجئے مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت +

صاحب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔

از مشعبذ ساقی بس گرم ست محفل میتوان شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعراء سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا انہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین
حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہوکے مراجعت کے وقت
ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

الحمد کہ بعد از سفر حج صائب ۔۔۔ عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہورہی تہی۔ خاص شعرا کی
قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین تہے لہذا صائب و سائر شعرا و علما کے
دلون مین ہند کا شوق موجزن ہورہا تہا۔ پس صائب کے دل مین یہی خیال پیدا ہوا
کہ ہند کی سیر کرنا چاہیے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

رفتن سوی ہند کردہ بودم دل و دین ۔۔۔ آنچہ عزم سفر ہند کرد مرد چنین

بعالم شباب ۱۰۳۳ھ یا ۱۰۳۴ھ ہجری و اخیر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔
صائب تا جزایر تہا زاد و راحلہ کی کچہہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین
پہنچا۔ وہان ظفر خان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتاً اپنے باپ کے حاکم
تہا۔ علم دوست و فیاض و قدردان اہل علم تہا۔ صائب خانموصوف سے ملا ظفر خان
نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔
صائب کے کلام کو غضب کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا
باہم خوب شاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتاً فوقتاً خانموصوف کی مدح و ثنا مین
قصائد لکہتا تہا۔ ہشیار صلاحات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفر خان اپنے کلام کو
مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت
و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش ازین معقول نیست تازہ گوئیہائے واز فیض طبع صائب است

ظفر خان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا۔ کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفر خان کا نام بہی لیا جاتا ہے۔ ظفر خان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی۔ اور اسیطرح مرزا صائب ظفر خان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز۔ و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا۔ ظفر خان صائب کی منصفانہ و محبانہ سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا۔ اکثر اوقات خانخانہ صوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے خاقانی دواوین سے چنیدہ اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے۔ پس صائب نے حسب خواہش خانخانہ موصوف اس اہم کام کو قبول کیا۔ اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس کتاب عجائب و غرائب مین دواوین قدیمہ کے منتخب اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب انتخاب کیا گیا تہا۔ چنانچہ اسی عجائب و غرائب اشعار کا ایک نسخہ جو خط [illegible] مین لکہا ہوا مدت تک فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ چند سال کی طغیانی [illegible] ہجری مین غرق آب فنا و سیلاب ہو گیا۔ اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب [illegible] کسی قدر اوراق گل آلودہ دستیاب ہوئے فقیر مولف کے پاس موجود ہین۔ بندہ مین عزیز صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا۔ مقرب و معتمد تہا۔ اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا۔ خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا۔ ایک دفعہ احباب کے اصرار سے لکہنے کے مقطع مین معذرت کی۔

صائب چہ تواں کرد بہ تکلیف عزیزان ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے۔

روا نیست صائب اگر نیست ازرہ دعوی تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بھی ادب سے لیتا ہے۔

این و آن غزل حضرت رکناست کہ فرمود	پائے لنگے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب	کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بھی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است ستودی ہمچو نظیری	عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب بنداشتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظہوری بار سید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال	متتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بھی تہا۔ کبھی کبھی لطیفہ و ظریفہ کہدیتا تہا۔ اور کلام مین ظرافت سے بھی کام لیتا تہا۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکھا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بھی حاضر تہا۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچھ مضامین و معانی تہے کہکر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زمانا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ہست مضمون نہ بستہ بند تبنان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تھا سمجھ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے مدحتگری پر ناز کرتا تھا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہیں۔

کلاہ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم
باین غرور کہ مدحت گر ظفر خانم

ز نو بہار سخایش چو قطرہ ریز شوم
قسم خورد بر کلک بر نیانم

بلند بخت نہالا بہار تر بیتا
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم

حقوق تربیت آنکہ در ترقی باد
زبان کجاست کہ از حضرت سخن رانم

تو پائے تخت سخن را بدست دادی
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم

ز روئے کرم تو جوشید خون معنی من
کشید خجلت تو این بعل از رگ کانم

تو جان ز دخل بجا مصرع مرا دادی
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم

ز وقت تو بمعنی چنان شدم باریک
کہ میتوان بمثل مور کرد پنہانم

چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
نداشت طرہ شیرازہ روی دیوانم

تو غنچہ ساختی اوراق باد بردہ من
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم

تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی
چو گل تو زر بسپر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کرکے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا۔ اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تھا۔ اور معانی باریک کے سمجھنے میں بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تھی۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تھا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تھا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تھا۔ اشعار بالا میں جو کچھ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ مرزا سنی المذہب تھا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیوں میں کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے مذہب پر کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تھا اس لئے کہ جب مرزا وہاں کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار میں باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور ان کے مدایح میں قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تھے۔ مذہب میں سخت متعصب تھے۔ اور اپنے مذہب کا بہت لحاظ رکھتے تھے اگر مرزا سنی المذہب ہوتا تو کبھی صفویہ کے دربار میں معزز و ملاک الشعرا نہ ہوتا۔ بلکہ زمینداران میں اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت میں

یہ بیاض کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد میں لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تھا۔ عالم جوانی میں شعر و شاعری کے شوق میں میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا جاتے وقت جوش شوق و ولولۂ ذوق میں ہندسے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان میں صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی و مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی مین خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہدیتا تھا۔ ایکروز زمستان خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند ۔۔۔ دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برارش نہند ۔۔۔ چو زین ہیمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکھنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکھکے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند ۔۔۔ بپشت مہا مند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تھا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تھے۔ اور سفر کی مصیبت کے تحمل ہوتے تھے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تھے کہ انکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تھی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اٹھانا آسان نظر آتا تھا۔ شوق مین انکو کچھ تکلیف نہین ہوتی تھی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تھے

لائق نے مرزا کی صحبت میں مستفید ہوکے ہند میں مراجعت کی۔ اور وطن مالوف جونپور
میں مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا۔ مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی میں
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے۔ صائب تمام امثال و نظائر میں از روے کثرت کلام قرآن
و احادیث میں مقدم و کامل مانا جاتا ہے۔ کلام کی خوبی، مضامین کی بلندش میں بیتا و شمار
کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مضمون کو مقتضاے حال کے موافق باندھتا ہے۔ محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون و سبک
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہیں۔ دیگر شعرا نے بھی تمام امثال و نظایر میں جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم۔ صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہیں ہوتا ہے۔ کلمات الشعرا کے مولف مرخوش اور دیگر تذکرہ نویسوں نے
لکھا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم میں بلند ہوا۔ اور اس کے
کلام کو عالم میں ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے۔ اور بادشاہ تحفہ و ہدیہ شاہان ممالک بھیجتا تھا۔ تحائف
میں یہ تحفہ غریب ہوتا تھا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم میں دیکھا کہ صاحب بیاض لکھتا ہے کہ دنیا میں صائب کے
کلام نے تھوڑی سی مدت میں قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکھا۔ اور قبولیت نامہ
کی خلعت زیب تن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار میں اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہ ایران
سے صائب کل دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تھے۔ شاہ ایران تحفہ و ہدیہ
ہر ایک طالب کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ اور شائقین جہان کہ ہیں سکے اشعار گوہر بار

دُرر آبدار کو پاتے تھے بیاض مین نقل کرکے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور اکثر اُسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کرکے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تھے گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوی تھی مگر بجاے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تھا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کرکے فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تھے۔ علوم و فنون کی کتب نادرالوجود خوش خط نقل کرکے تجار کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے۔ تجار قیمت واجب دیکے خریدتے تھے۔ کتب فروشون کی تجارت رونق پر تھی شائقین راغبین سے من بھانے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے تھے۔ جب ہمایون کے دیوان کی شہرت طالبین کی رغبت عالمگیر ہوی تب کاتبین اکثر دیوان کے لکھنے مین مشغول ہوے۔ اور اجرون کے ہاتھہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تھا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ کثرت زر و جنگی سے نادرالوجود ہوجاتا تھا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ کی دوکان پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے خود صاحب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تھا ایک گوشہ دوکان مین بیٹھے ہوے کتب دیکھہ رہا تھا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صاحب کو نہین پہچانتے تھے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صاحب دارید بیارید۔ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است۔ گفت آقا جان ما و شما ہر دو سی دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب اند۔ و انچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قدر مسائی صائب

چیزے دیگر ست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ ہست۔ الخ پس صائب طالب شاہ کا کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کھڑا ہوگیا۔ طالب سے کہا آئے ہم آپکو دیوان عنایت دیتے ہین۔ طالب کو گھر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین آپکا نیازمند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب ریاض۔

صائب بداہتہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم مخلص نے ایک مصرع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصرع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی صہبے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق راز دل خمارے از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے بدیہہ مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصرع مہمل پیش کیا۔ ع دوبدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کا معنی کردیا ؎

بقدر ہر سکون راحت بود بیگانگی را — دوبدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۱۰۳۳ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دیوانخانہ پر سکونت پذیر رہا۔ جب حکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بہی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان نے بارہ سو بارہات اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتھہ رکہتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفر خان بہی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آیا دارالسرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

تو تیا سازد غبار آگرہ و لاہور را	چشم من تا خاکمال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخریہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر	نیند جمع ہدا را بعیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند	نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا	ز اہل نظم کہ گفتست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک لڑکے کو بیٹہا ہوا دیکہا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹہا تہا۔ فوراً اس خیال مصورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شنود ز گوشہ شینی فزون ز عونت نفس	سگ شستہ ز استادہ سرفراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان گلگشت چمن رفتم	نہادم روی بر روی گل از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم	نہادم روی بر روی گل از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صاحب کے والد کا بخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے۔ بخلاف اسکے اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف نہ دو یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہ فلا تقل لھما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو اُنکو کلمۂ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف نہ دو اور والدین کو نہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔ اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے، وہ خود تربیت و خدمت پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے ۱۰۳۹ ہجری مین وارد ہندوستان ہوا اُسوقت مظفر خان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھ برہانپور دکن مین تھا۔ مرزا بھی خانموصوف کے ہمرکاب تھا۔ پیرفانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری مظفر خان کی خدمت مین رخصت کی درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بھی لکھا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون ظاہر کیا ھوھذا

شش سال پیش رفت کز اصفہان و ہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبہ بگستاخ شوق من	از اصفہان بہ آگرہ و لاہور شد اشکبار
زان بیشتر کز آگرہ بہ معمورۂ دکن	آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند	با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو	اے آستانت کعبہ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است	لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار
تا جبہہ کشادہ تر از آفتاب صبح	دست دعا بدرقۂ راہ من ہزار

پس حسن اتفاق سے اسی عہد میں یعنے ۱۰۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفر خان بھی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا ۱۰۴۲ ہجری کے آغاز میں ظفر خان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفر خان آگرہ سے صوبہ کشمیر میں آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفر خان کے ساتھہ کشمیر جنت نظیر میں پہنچا۔ چند روز شہر مینوچہر کی سیر کرکے باپ کے ساتھہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ میں پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار میں باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح میں قصائد لکھے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس میں ایک قصیدہ لکھہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور مدۃ العمر مرزا سے خطاب نہیں کیا مرزا نے کچھہ پروا نہیں کی۔ آخر زندگی تک نے میں ایران سے کہیں نہیں گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہاں کے مرکی بذل و بخشش قدردانی نہیں بھولتا تہا

آزاد نے خزانۂ عامرہ میں لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع میں وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت میں ہر ایک شعر موزون کر کے بھیجا ؎

دور دستان را حسابی یاد کردن همت است	در زمستان نخجیر یافتن کار دشمن افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ میں پانچ ہزار روپیہ اور بقول بعض پانچ ہزار اشرفیاں بھیجیں۔

مرزا کی وفات

یدبیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکروں کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری میں مرزا صائب نے مقام اصفہان میں وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادہ تاریخ ہے۔ اصفہان میں مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نہانی نوائے تو	عالم پر است از تو و خالی ست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ یہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپاں کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ھو ھذا ؎

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت سوئے عالم معنی ز روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے یدبیضا میں میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھ سے تذکرہ فرمایا کہ اس وقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھ میں قدرے والد کے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف فہم حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و مافیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا میں بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

افسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل بود باین رتبہ بیچگہ صائب	نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شرافت شعرا معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور کسیکو ذم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بہر وقت سخن دست طرح دہ صائب	گرت ہوست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تہا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل سوزون کی ہے مطلع ؎

خوش آن گروہ کہ مستانہ جان یکدگر کنند	ز جوش فکر مے ارغوان یکدگر کنند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر هم	پے رواج متاع دکان یکدگر کنند
زنند بر سر هم گل مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگر کنند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زنند چو طبع بکندی زبان یکدگر کنند
بغیر صائب معصوم نکتہ سنج و کلیم	دگر ز اہل سخن مہربان یکدگر کنند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو بیکوئی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا تہا۔ کسیکو حقیر نہین سمجہتا تہا۔

شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکہتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تہا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان گلہائے متفرقہ کا گلدستہ

گزارش کیا جاتا ہے - هوهذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت — در دیده ام خلیده و در دل نشسته رفت

این جواب آن غزل صائب که میگوید بملک — چشم منشین باز کن تا هر چه خواهی بنگری

این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد — سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد

این آن غزل که او حدی خوش کلام گفت — ای روشن از رخ تو زمین و زمان همه

جواب آن غزل است اینکه میر شوقی گفت — چون شیر از دو طرف می شدند رنجه رم

جواب آن غزل است اینکه گفته است مطیع — کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم

این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است — از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد

بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب — که جائے طالب آمل در اصفهان پیدا ست

صائب این تازه غزل آن غزل شما پورست — که گران می ود آن کس که توکل دارد

این جواب مصرع او حدی که وقتے گفته است — پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی

این جواب آن غزل صائب که او هم گفته است — گر منش دامن نگیرم خون من خیع دمرده ست

جواب آن غزل حاذق ست این صائب — بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است — تیغ دایم آب در جوی دارد و خون می خورد

این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی — باد آیا میکده دیگ شوق ما سرپوش داشت

همین ز خاک فرج کامران نشد صائب — که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید

این خوش غزل ز فیض سعید اے نقشبند — صائب بسحر دل بتامل رسیده است

صائب بداشتم سر و برگ این غزل — این فیض از کلام ظهوری بما رسید

خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن — تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم۔ میرزا محمد طرشتی المتوفی سنہ ۱۰۵۶ ہجری میں اسلام خان شہدی کے ہمراہ دکن میں آیا تھا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین میں مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم — تنہا نہ بر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد میں لکھا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہیں کہ میرزا صاحب قدرت ذی بضاعت سے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونوں باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہیں جو مضامین دونوں میں باہم یگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہیں۔ ہم انکو سرقہ نہیں کہہ سکتے ہاں بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہیں کہ باہم دونوں کے کلام میں توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام میں دونوں کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائیں۔

سلیم		صائب
مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند		دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
کاینہ را خیال پریخانہ می کند		آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
صد اچگونہ برآید کہ این سیہ چشمان		نماند نالۂ دل درد پیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را		بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را
سلیم		**صائب**
چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند		از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند		ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
ہر کس کہ دید روئے تو دیوانہ می شود	غنی	آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
زاشفتگی طرّهٔ مقصود خبر داد هر خال که از شانهٔ شمشاد گرفتیم	ولہ	خواہد فتاد دامن زنقش بدت من این خال را زشانهٔ شمشاد دیدہ ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است لالہ در کوہ بدخشان نباشد گو مباش	ولہ	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش لالہ در کوہ بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی کہ طوق فاختہ بر پائے سرو خلخال است	ولہ	حسن بالا ست را آرایشی چون عشق نیست طوق قمری سرو را ہرگز خلخال نیست
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا چہ روز بود کہ او را ہم باین خراب فتاد	ولہ	صائب ای ہند جگر خوار برون می آید دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حنا ست بہار و خزان ما جلوہ برق ست در میخانہ ہشیاری ما زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	ولہ ولہ ولہ	بردست خویش بوسہ زند باغبان ما از پے تغیر ما این ست بیداری مرا کہ رو بر خاک لد پر فشانی بستہ بالا مرا

دلم بپاکئی دامان غنچه میلرزد | وله | که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را | وله | دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا | وله | هر قدر افشرده دل را بیفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را | وله | که می جوشد می از پیمانه چشم می پرستش را
صفای سینه مرا در حرم کند قندیل | وله | چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشه ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن | وله | خون دل از پیاله زر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه | وله | کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد | وله | چو بیماری که گرداند زتاب در بالین را
در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت | وله | سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر | وله | چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن هیچ کراین رخنه فتاد | وله | در خون گرم غوطه دهد جای مرد را
بسته ست چشم روشن از سیر مال ما را | وله | چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه بر سنگ زد شیرین | وله | خوشا کاریکه بر آتش نشاند کار فرما را
چشم بر صنع الهی باز کن لب بند | وله | بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کافر یکه با خویش کرد ایمن | وله | سبحه را در دل سر اسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند | وله | به کرا شد خانهای دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در نخجیر ما | وله | گردش چشمی بود بس حلقه نخجیر ما
ما خراب از آب شمشیر تغافل گشته ایم | ″ | میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار ناله ما دردمندان آگه اند | ″ | میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضائے خاطر ما تیر پیکان میشود | ولہ | نالۂ میگردد در سینۂ دلگیر ما
این کہ صائب دست ما از دامن او کوتہ است | ولہ | نارسائیہائے اقبال ست دامن گیر ما
مرا ز پیر خرابات نکتۂ یاد ست | ولہ | کہ غیر عالم آب آنچہ ہست بر باد ست
گذ بارث رسیدست از پدر ما را | | خطا نرفت صبح ازل رزق آدمی زاد ست
شاہد خود بینی خوبان درین رعنا چمن | ولہ | بر سر زانوئے گل آئینہ شبنم نہ ست
کام دل نتوان گرفتن از جہان بے رد سخن | ولہ | آتش آوردن برون از سنگ کار آہن ست
جز خراش جگر و چہرۂ خونین صائب | ولہ | دیگر از نام چہ دردست عقیق یمن ست
اے برق بیروت پا را شمردہ بگذار | ولہ | ہر خار ازین بیابان رزق برہنہ پائی ست
از جوانی دا غہا در سینۂ ما ماندہ ست | ولہ | نقش پائے چند زین طاؤس ہر جا ماندہ ست
اہل کمال را لب اظہار خاموشی ست | ولہ | مہر ست بر دہان تمام از ہلال نیست
شب کہ صحبت بحدیث شنراف تو گذشت | ولہ | ہر کہ برخاست ز جا سلسلہ بر پا بر خاست
درین دو ہفتہ کہ جہان این چمن شدہ | ولہ | بخندہ لب بکشا روزگار گل چین ست
نقش پائے رفتگان ہموار سازد راہ را | ولہ | مرگ را داغ عزیزان بر دل آسان کردہ است
در طلب با بیدلان امت پروانہ ام | ولہ | سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان نیست
ما حجاب آلودگان را جرأت پروا نیست | ولہ | گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن ست
تا نظر وا کردہ ام چون شمع در بزم وجود | ولہ | گریہ از ہر سو ہجوم بر راہ افتادہ ست
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود | ولہ | این بنائے خام پروانہ در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سہل نیست | ولہ | یوسفے این گناہ بزندان نشستہ ست
نہ از روئے بصیرت سایۂ مال ہما افتد | ولہ | سیہ بخت است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جائے نمیروی که دل بدگمان ما — ولله — تا باز گشتن تو بصد جان نمی رود
مرا ز یاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من — ولله — ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران ستانه بر ما بگذرد — ولله — در فرنگ این ظلم و این بیداد حاشا نگذرد
در دودستان را احسان یاد کردن همت است — ولله — ورنه هر نخلے بپائے خود ثمر می افگند
ز پیری حرص من با نفس طامع زاد و با او شد — ولله — گدا را کاسه در یوزه از کوری مشفق شد
که حال بیمندان پیش چشم یار می گوید — ولله — ز هر چشمے مرگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاکے عشاق از شوق قبا باشد — ولله — الف سینه کند هم ز ذوق آسیا باشد
امید خوبی امید باین دستگاه حسن — ولله — این یکدو بوسه گر شماری چه می شود
روزے ست تا بیل دب عشق که مرغان — ولله — شب نوبت پرواز به پرواز گزارند
لکن امانت ظالم ز ساده لوحیها — ولله — که تیغ سنگ قضا را سیاه می سازد
عنوان نکوه غم دل ما را شکست داد — ولله — از فیل مست کعبه محابا نمی کند
مژگان نگیر و بر سر شاخ قرار — ولله — سر منصور ز خامی ست که بر دار بود
ما کاملیم قدم در ره جانانه زنند — ولله — پشت پا بر فلک از همت مردانه زنند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند — ولله — ره روانے که در کعبه و بتخانه زدند
مرد دستے که فشاندند بعالم زندان — ولله — زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم ما زان خال چون چشید که در روز نخست — ولله — برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان — ولله — سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات — ولله — شمع دستے ست که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل — ولله — طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

از سعی کار عشق شود خام بیشتر	ولہ	پیچد بمرغ بال فشان دام بیشتر
از تماشائی پریشان جہان دلگیر باش	ولہ	وا لالہ یک نقش چون آئینہ تصویر باش
یا دار نگاہ گیر طریق سلوک را	ولہ	در عین آشنائی مردم رمیدہ باش
قد نہال خم از بار منت ثمر است	ولہ	ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش
نہ آن جنسم کہ از قحط خریدار بہا افتم	ولہ	ہمان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم
بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم	ولہ	نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم
سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما	ولہ	کہ آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم
خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست	ولہ	خونے کہ میخوری بدل روزگار کن
ہیچ ہمدردے نمی یابم سرائے خویشتن	ولہ	می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن
نیست از منصور گر مردانہ میگوید سخن	ولہ	از زبان شمع این پروانہ می گوید سخن
تا رخ از بادہ گلرنگ برافروختہ	ولہ	جگر لالہ غداران چمن سوختہ
من کجا ہجر کجا اے فلک ناانصاف	ولہ	بہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختہ
اشک در دیدہ روشندلان آرام نیست	ولہ	ذرہ میرقصد دران ذرہ کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب و خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین مین منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی مین خدمت میر منشی گری پر مقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو	مژگان اعراب خال خط حرف و نقط

صادق میرزا مشتاق زوبادی

صادق تخلص - میرزا صادق نام - عالم شباب مین ایران سے دکن مین آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت مین باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمد نگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ مین مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم مہر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص - میرزا صادق خان نام - مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں مین ممتاز و سرفراز تہا۔ شعراء معاصرین مین لائق و فائق تہا۔ طبیعت مین شوخی و ظرافت تہی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تہا۔ ذی مروت و پاکیزہ طینت تہا۔ راست گوئی مین مشہور و معروف تہا بیباک و چالاک تہا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ **من اشعارہ الہندی**

بدقت اشک اب نکلا ہے شاید	ہوا آنکھون مین آخت جگر بند
کہان نکلے ہے تا زلف سے دل	کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزانۂ بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص۔ میرزا عطا نام حمایۃ والعین کے مولف آپ گروہ برلاس سے ہین۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سارانی حسینی تہے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڑہے جو ملکا پور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت سنہ تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڑ سے برہانپور گئے۔ وہان متوطن ہوئے۔ وہان بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہین۔ مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تہا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہین ایام مین

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے۔ آپ سراج سے اردو مین اصلاح
لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے۔ جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین
پہنچے۔ فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے۔ اور میر صاحب
کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تھین اُن کو بھی تمام کین۔ نواب ضیا
فارغ التحصیل ہو کے ۱۱۷۹ھ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب بہ رسلان جنگ
جو میر موسی خان المخاطب بہ رکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بھائی تھے اُن کی
مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے۔ ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک
رہے۔ نواب صاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تھی۔ نواب ضیا سے بہت خوش تھے
ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تھا
فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تھے۔ اور اردو اشعار کی آپ تاب سراج کی
بدولت تھی۔ آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا۔ اقران
و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجہ عروج کو پہنچی۔ آپنے ایک مثنوی آزاد کی
مدح مین لکھی ہے۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے
خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین
آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے۔ لطافت و نزاکت
اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے۔ آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکھنے سے
خوب مزہ و لطف آتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے
اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے۔ ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین بے نظیر

دولپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار ہی شکر ریز و دلاویز ہیں۔

آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہاں نہیں تھے۔ قدرتاً محتاج کے چوپار رہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہیں کی۔ خوش کلام و شیریں زبان تھے۔ نجیب اخلاق و سراپا وفا تھے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔

آخر آپ سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں وطن مالوف بریلی پور میں آئے۔ سب احباب سے ملے سبھوں نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش و خرم ہوئے دو سال تک زندہ رہے۔ درس تدریس شعر و سخن میں اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے پھر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں شہر بریلی پور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست — قبلۂ جان و دل شیدا ماست
ماہ عرفان زدہ ہوشیار ماست — بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست
ہست سیادت چمن بیخزان — او بود الحق گل این گلستان
نامش اگر ہست غلام علی — اوست شہ ملک خفی و جلی
مطلع آن مہر بود بلگرام — پرتو او باد چراغ دوام
مشتہر خلق باستادی ہست — نامزد رتبۂ آزادی ہست
در رہ علم آمدہ او را دلیل — تربیت حضرت عبد الجلیل
گر بشماریم گلیمش رواست — مرتبہ اش را بد بیضا گواست
واقف اسرار زبان دانی ہست — انوری و صائب خاقانی است

شعر ترش کلفت دلرا دواست | هست سخن نامی راحت فزاست
نیست رقم کرده آن مقتدا | چون خط تقدیر بحک آشنا
هرکه ازو درس بلاغت نخواند | بیخبر از عالم تحقیق ماند
هرکه بحالش نظر او شود | به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری | بهر تفنن بود این ساحری
هست بجمعیه علم و عمل | حضرت آزاد ابهر اجل
صرف ریاضت بود اوقات او | موعظه محض حکایات او
بهر حصول غرض خاص و عام | هست ز تابش متحرک دوام
هست عالیش سحاب بهس | رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیضرسانی عمل خاص او | جمله جهان بنده اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است | خانه او با من هر خسته است
علم و عمل خادم دربار او | فیض و کرم بنده هر کار او
بی ادبی را بدرش بار نیست | مخلصش آماده اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد | لیک بر احوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

بهر ملخی که ادب خون مدعا ریزد | طپیدن گناه بود صید بسمل را
توان بشیار کرد از هر زنش اما بغفلت | که وقت خواب پا خارند پشت ناخن پا را
بهوای روی که میرندم حسرتی دل تنگ ما | که بهار مشق جنون ز گل بریدن رنگ ما
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد | گواه باش که یکروز میکشم او را

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم	ولہ	که ترک در پس سر برزده گره مورا
نباشد با سیه کاران سر مرد سخن گورا	ولہ	که موگر در دهن افتد زبان بیرون کند اورا
کند تعظیم روشن گوهران طفل نادان هم	″	که در دستار می پیچند کودک کهربا حباب را
دلم ببزم بتان وا نمی شود بی او	″	چو غنچه که بود در میانهٔ گلها
وقت پیری از لب شیرین بتان پرهیز کن	″	که میرقصد ز تاثیر نمک مبروص را
برنمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن	″	کز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارو زیان	″	پر تو خورشید سازد بیمضرت لب را
مرا بقتل رسانید ریخت بر من اشک	″	که مشت آب ضرورست مزج عمل را
در زلف دید رویش دل شد اسیر یعنی	ولہ	پروا نکرد مغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قاتلش	ولہ	استاده است سرو بهیا بجوی آب
ز دشنامت مباد آزرده باشم	″	همین قدرت ملاک آمد و رفت
روشن گهران را یکجا هم بود الفت	″	شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته فی الحال	″	که امروز اندکی طبعم علیل است نتوانم
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل	″	شنیده ایم صدای که هیچ نتوان گفت
بی کسب صفا جا بدرخ نتوان یافت	″	مردود نمازست کسی را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست	″	قدر روز عید را در خانهٔ ما نیست
در زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد	″	که مار طعمهٔ خاص ز برای طاؤس است
گفتمش بخت مرا چند تباهی با قیست	″	زلف نمود که بسیار سیاهی با نیست
نمی دانی که اشک من چه چیزست	″	مرا این طفل فرزند عزیزست

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد | وله | ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد
اطفال اشک راند هم چون بچشم | وله | اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند
چو غنچه که پس هر گیاه شگفته شود | وله | تبسمش به پناه حجاب می آید
از در خانه ما آن بد کیش آمد | وله | آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد
نمی خواهم که حوری یا قصوری در کفم افتد | وله | الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد
گفت روزی از غضب با من میازار دگر | وله | گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر
چشم او شد گرد و دود آه من افزون بجاست | وله | ابر ما خوش می کند در جوش گریه بیشتر
چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز | وله | چه شد که وعده بقربان نگشته ام امروز
بمن نگاه گریزنده آلودم انداز پرسش مپرس | وله | مرغ چون در آب تر گردد پر و بالش مپرس
آئینه چه باشد که شود با نگاهش | وله | گر نه شرم رگ چشم بود تا نگاهش
خوابی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض | وله | در خور و طاقت سپند هم جان و دل در عوض
ناز کن اما بمقداری که لبها بشکنی | وله | بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ
گویا که بر مه رمضانش نظر افتاد | وله | چون دید او زود مرا بر کشید تیغ
ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب | وله | گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف
حکایتی ست که گفتم ز حور سیمبران | وله | تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم
دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی | وله | هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام
نگذاشت ادب تا زجگر آه بر آریم | وله | رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم
من بجان بنده آن طرز تکلم کردن | وله | سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن
با من سخن ز خشم برای خدا مگو | وله | چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هر چه از جور و جفا فرموده	ولہ	من مقرر قابل آنم بجا فرموده
عزیزہ جہانم باین تیرہ بختی	ولہ	بنوعی کہ بر جبہہ مہ سیاہی
رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی	ولہ	خدا کند کہ چو من مبتلائے خویش شوی
اے محتسب میکدہ کشتی نخورد می	ولہ	کردی غلط اکنون لب کوثر آمدی
می خواستم کہ مرگ تمنا کنم ز حق	ولہ	بسیار خوب شد کہ تو ام بر سر آمدی

من اشعارہ الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا	ولہ	ادھر تو جام کا ہنسنا اُدھر رونا کلابی کا
کیا ہے عزم اوس نے پھر ورنے سواری		پرستوارا بیکا آپیچ نے عہد آفتابی کا
اے ساقی دلمین پھر تا ہے خیال اس بیحجابی کا		مری ساغر کا چلنا اور کھڑے رہنا کلابی کا
کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا	ولہ	کرون اٹھا اٹھا کر شیشے کا یکمہ رہنا
دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان اُم جہا کیا	ولہ	اس ہوئین کو کہتے انکھوین نے ہمارا چھا گیا
رہ گیا ہے اتبو باقی ایکدم کا اشتیاق	ولہ	ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے تیکی بلاق
اُدھر تو تم ہو اونکو تان کر تینوری چڑھاتے ہو	ولہ	ادھر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کرتا ہون
رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بھی تک ہی رہے	ولہ	گلشن گلبدن بن کھڑی سن پک رہی ہے
اے ساقی غم کی مارونکی تو تسلی کرشتابی سے	ولہ	کلابی کا بھرا آتا ہے ہندو بی حجابی سے
تیری آنکھو کو ساقی دیکھکر شاید جان جاتی ہے	ولہ	کلابی نہمہ مین بیٹھی جام پانی چوائی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص - میر محمد علی نام - صفدر علیخان خطاب - آپ میر عسکر علی خان

همشیرزادهٔ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا
سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی
والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ کن کی قلعداری پر مامور تھے - پہر بند گانعالی
نواب صفدر جاہ نے لحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکھا جاگیرات کی متصدی گری
اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چند روز کے بعد فوت ہوے - میر ضیا کی
ولادت قلعہ مذکور مین ہوئی - اور آپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت مین تربیت و تعلیم
پائی - طبع موزون استعداد صاحب سلیقہ شعر گوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے
سرکار نظام علی خان کے سفیر بارون مین گئے تھے آخر ۱۱۵۹ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الفارسی

خجستہ سال دریغا کہ ماہ طلعت او		در بساط خود همین یک مشت زر داریم
گرد باد م دوا صحبا تو همین می گفته	وله	بر خبا دم تا نسیم گیسوے مشکین گذشت
بے تو اشک کے تواند با آستین پا شود	وله	آسمان را رفعت قدر از خم پشت دوتا ست
از فروغ تو گرد عالمه ما	وله	همچو صبح است آفتاب فروش
چشم تر مانند شبنم بین چمن بر داشتم	وله	خون دل چون لعل ما خود از وطن بر داشتم
زنامت نامه تا بر برگ گل گردون نگاشتم	وله	حنائی میشود چون پنجهٔ مژگان بر انگشتم
چو رگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم		بود آئینه در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز هجران ها تمی ترسم که واشود		تحریرش حنا شد شعله شمع آسا بر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس در راز لب لعلش		بود چون شاخ گل آئینه دار از خگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز هجرانت رقم سازد		کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب
برنگ شانہ دارد یک جہانی زیر پر انگشتم

زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب
بود چون رشتہ تسبیح عقد گوہر انگشتم

سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
بسان شاخ نرگس چشم ہا دارد بر انگشتم

نویسم یک قلم تا نامۂ حیرانی خود را
چو شاخ نرگس آرد چشم حیران بکسر انگشتم

ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باشد
اگر سر حلقہ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبداللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبداللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکھا ہے - ہم اسی سے انتخاب کرکے لکھتے ہین - آپکے صاحب خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکھنؤ ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز عہدون پر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیر پاتے رہے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہان اودہ کی فوج کے رسالدار تھے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ شرف الامرا بہادر مدار المہام نظام کے ریاست مین عہدہ منصب سے ممتاز تھے - اور اسی ریاست کے سایۂ حمایت مین سکونت پذیر تھے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تھے جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوی تھی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بھی ہوے تھے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تھا - سرکار موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی۔

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علما لکھنؤ سے تحصیل کین
انشا پردازی عبارت نویسی مین بھی لیاقت و مہارت پیدا کی۔ پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔ چند روز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی۔ آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا۔
نواب عباس حسین خان شرر کی خدمت مین مشق کرنے لگے۔ چند مدت تک یہی سلسلہ
جاری رہا۔ نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا۔ اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے۔ آپکی مشق و اصلاح سخن مین حرج واقع ہوا۔ آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعر گوئی کے فریفتہ ہین۔ مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعر گوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے۔ مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعرا معاصرین کے نام و کلام کا نشان ملتا ہا۔ مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون۔ اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون۔ بمصداق کل امر مرھون
باوقاتھا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا۔ جن دنون مین آپکے استاد شرر دکھین باہر
رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
بنارسے مین اس شہر مین رونق افزا ہوئے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہیں آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایاں ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہیں۔ شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہیں۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہیں۔ ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہیں۔ سخندان و سخن فہمی میں بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائیں۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس کے قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا

گھائل ہوا ہوں کسکی میں تیغ نگاہ کا
گردن جو بنکیا ہے وہ ہاں یہ ہری آہ کا

جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو
اوتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم ہوگیا ہے کیا تہا خیال کمر میں جو
ملتا نہیں نشان ہمارے مزار کا

کس کا تا زار تہا نشتر مرے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیاں نہو
فرقت ہی ہو نصیب تو لب پر فغاں نہو

کیوں خط نمودار نہ کیونکر ہے بہار
وہ گل نہیں جو مورد حرف خزاں نہو

گردش ہے بخت کی یہی صنعم ہے محکو ف
کوئے زمیں یار کہیں آسماں نہو

ولہ

درد و الم ہو پہرائی ہے محبت تیری
خاک چھنوائی ہے اے یار کدورت تیری

ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف
بول اٹھی پرتو کہ کیوں آئی ہے شامت تیری

شکل آئینہ ہوں میں محو تحیر جب سے
میری نظروں میں پہر کرتی ہے صورت تیری

نکلے کیوں صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب کہ بیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب بولوی شاہ وجہہ اللہ

طالب تخلص۔ شاہ وجہہ اللہ نام۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تھے۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوی۔ نشو و نما بھی ہان کی آب و ہوا مین پائی۔ جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر آپکے والد ماجد اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے ۱۲۰۳ھ ہجری مین وارد مدراس ہوئے۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تھے۔ پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ پھر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہیں آپ کے کلام سے پختگی و شستگی نمایاں ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہیں بشگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہیں۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہیں۔ ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہیں۔ سخندان و سخن فہمی میں بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائیں۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس کے قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا

گھائل ہوا ہوں کسکی میں تیغ نگاہ کا
گردن جو بنکیا ہے وہ ان ہی کی ہے گواہ

جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو
اوتا تمہارے نور کی جلوہ کا ہے کا

غم دلبست نے کیا تھا خیال کمر مجھے
ملتا نہیں نشان ہمارے مزار کا

ولہ

کہتا کا تا تار تھا شانہ ترے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیاں نہو
فرقت ہی ہو نصیب تو لب پر فغاں نہو

کیوں خط نو نمود نہ کیونکر مٹے بہار
وہ گل نہیں جو مورد حرف خزاں نہو

گردش سے بخت کی یہی ضعم ہے مجھکو حیف
کوئے زمین یار کہیں آسمان ہو

ولہ

درد جدائی تجھ سے محبت تیری ہے
خاک جھنواتی ہے ہے یار کدورت تیری

ڈالی ہی صبح شب وصل جو حسار پہ زلف
بول اٹھی پر تو کہ کیوں آئی ہے شامت تیری

شکل آئینہ ہوں میں محو تحیر جب سے
میری نظروں میں پھر اگئی ہے صورت تیری

نکلے کیوں صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب کہ سیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب بولوی شاہ وجہہ اللہ

طالب تخلص۔ شاہ وجہہ اللہ نام۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تھے۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوی۔ نشو و نما یہی ہان کی آب ہوا مین پائی۔ جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوے۔ پھر آپکے والد ماجد سدا رفاقت عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوے۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے ۱۲۱۳ھ ہجری مین وارد مراد آباد ہوے۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوے۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تھے۔ پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوے۔ پھر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوے پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوے۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوے۔ پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آے۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوے۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدرآباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے۔ چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے
آخر آپ ۱۲۲۹ھ ہجری مین اس دار فنا پائیدار سے دار البقا روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے۔ اور مہمان نوازی و آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اللھم اغفرلہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گورا	کہ روزے از زبان چون جامہ نرم میبرد ورا
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم	چو شمع گرم بہ بزم تو اے صنم جاگا
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب	کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا
بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد	کلے گر میرود زین گلستان میگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ	چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا
نجم بسے ز قوال ز جہان بہ زم یار	در صحن باغ خوش بود شور زاغہا
شب در جلوہ گہ حضرت جانان رفتم	شمع سان داغ بدل شب ہجران رفتم
شب کہ دل شوق دیدار ز خود بیتاب بود	موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدم
دست از حنا مسائید نگارین من	آتش زن جان و دل بیقرار من
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم	بدستم صفحہ کاغذ شدہ چون بال طاؤس

طپش ۔ میر محمد اکبر

طپش تخلص ۔ میر اکبر نام۔ آپکے بزرگ بدخشان سے شاہ رخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے۔ شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا۔ آپکی ولادت ہند میں ہوئی۔ آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بھی بدستور وطنی تعلق رہا۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب جان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد میں مشاہیر امرا سے تھے انکی خدمت میں بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ بندہ فاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے۔ اور بندہ میں پیر کیوجہ سے سکونت پذیر ہوئے۔ لچھمی نرائن اور نگ آبادی مذکرہ شعرا میں لکھتے ہیں کہ آپ عیاش پیشہ شعر گوئی کی مشق کرتے ہیں۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا۔ فارسی و ہندی دونوں زبان میں پختہ کلام ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ فارسی دیوان میں تقریباً چھ ہزار اشعار ہیں اور ہندی دیوان ڈھائی ہزار۔ علم حساب و سیاق میں کامل قدرت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی میں بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستوں میں سے تھا۔ میر صاحب ممدوح کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ۔

سنہ ۱۱۰۶ ہجری میں ممدوح نے اورنگ آباد میں بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا۔ میر عبدالقادر مہربان سے یہاں پر ملاقات ہوئی تھا۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے۔ پھر بندہ بار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نہیں ہوں مسکہ میں گوالوں کی تلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سر پہ زہر آہ حسرت ہین مری دلریشیان
بس کیا ہون پیکے پلکون سے گناہ خویشیان
کس گلے مین نہین تمہاری زلف کا زنار کفر
تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر۔ محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ ہے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعر گوئی و سخن فہمی مین گانہ روزگار تہے - شاہ حبیب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تہے - صوفی المشرب زندہ دل تہے - خوش خلق و خوش کردار تہے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تہے نظیری مشہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ ہجری مین ہوا - من الشعارا

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت رہنمد
حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست
بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سادات الملک خطاب - آپ سید ابو الحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوف شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اہل مناصب کے سلسلہ مین منسلک ہوے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سابق نے آپکے علاوہ منصب مدیر شعبہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی عطا کی تہی - آپکی بہ زندگی صدر مدرسی پر ماموریت ہے - فارسی و عربی کی تحریر و تقریر مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے - حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی - اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین پائی جب آپکی عمر چار سال کی ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم کے لئے بہیجدیا - آپ کی نشو و نما کی پرورش تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی - فارغ التحصیل ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے عالم شباب کا ابتدا تہا - آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تہی - آپ ایوان فصاحت و بلاغت کے سراج ہے - آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب ہے - آپ جامع العلوم مجمع الکمال و الفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے ہمثال و اقران سے سابق قدم ہو گئے ہے - نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل و صعوبت تہا - جب ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے - صبح سے چاشت تک سات نثر و شعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا - نواب سالار جنگ نے آپکے اولاً مکرم الدولہ کی اتالیقی پر تقرر فرمایا - پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین مامور کیا - بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہوگئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوے کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے - آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین - پہر آپ عالیجناب فلک جناب آسمان اعلیحضرت گیتی پناہی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تھے اور علم ادب مین بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی و دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تھے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکھنے مین بھی قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تھے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطر داری و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا و یتیمان کے لیئے آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر واقع ہوئے تھے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہ ہون آپ ایک غریب کے سعی و کوشش کرکے بادشاہ وقت و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ اور سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپکی سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکھتے تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر علاقہ دوش ہوتے تھے جو کچھ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے۔ تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری ہمنوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خود اکثر پوشاک میں تکلف و زیبائش پسند نہیں کرتے تھے بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسی طرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر فہامہ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس تدریس کے سالوں اکثر علما آپکے فیض سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ آپ جگت استاد تھے۔ آپکے شاگرد اولو العزم ہوتے تھے۔ شعر و شاعری میں [illegible] آپکے شاگرد تھے۔ آپکے تلامذہ آپکے علم و فضل کے [illegible] آپکی تصانیف میں [illegible] آپکی تصانیف میں مضامین تازہ کی آمد تھی [illegible] آپکے چند اشعار آخر میں درج کرینگے۔ آپکے قصاید عربی [illegible] ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

[illegible] آپکے علامہ فضلا مدرسی نے ایسا مدرس نہیں دیکھا آپکے ایک شاگرد رشید [illegible] آپکے تمام علوم کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہ ذخیرہ موسیٰ ندی کی طغیانی میں نذر سیلاب ہوگیا۔ میں نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات ونتائج طلب کیے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہیں فرمایا مجھے بہت تلاش وجستجو کے بعد قصائد عربی وفارسی دستیاب ہوئے۔ انہیں قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہوں۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ ہیں قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ شعر کے محاورات وخوبی ہندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہیں۔ وفصحائے ادب وبلغاء عرب آپ کے قصائد ومراسلات ادبیہ کے مضامین بامحاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہیں واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائیں استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے صرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مؤثر نہیں ہوئی۔ طبیعت میں ضعف ناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت میں بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں سوئے رفاقی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اعزہ واقارب احبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما وفضلا وطلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز وتکفین میں شہر کے اکثر امرا وعلما وطلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ وناله وشور وغوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج و الم کے ہاتھوں سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے۔ آ عزہ و اولاد کی بیقراری دل گداز دیکھ کے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام عزہ و اقارب جناب زہی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولے کے خاک میں دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخیں موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لعمہ کی تاریخ دستیاب ہوئی **ھو ھذا**

از جہان رفت حضرت طوبیٰ	منزل و بہشت و ماوے ہست
زور قسم کلک لعمہ سال وفات	جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

و ھو ایضاً

رفت او بن فاضل بے مثل صد حیف از جہاں	شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لعمہ محزون گفت	راہے گلزار جنت شد ادیب البدر سال

و لہ ایضاً

وائے و بلا و در یغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خواہم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت از نیجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمائے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ زاد و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا ادیس اندر قرن

عهد ها باید که باز آید زشستر در کن
چون سناد الملک طوبی کامل و استاد فن

گفت سال ارتحالش لمعه اینک حسب حال
شد سناد الملک یکتا وای امروز از دکن

۱۳۲۲ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناد الملک
بروض الجنان مربعه

انا ارخت عام رحلته
قلت - دار النعیم مضجعه

۱۳۲۲ھ

من قصائده الفارسی

ای روی تو روی دلبران و اقبال سائل
روی جود تو و بود تو حلال مسائل

ایوان مدحت از تو چون کاخ خلد نقش
دیوان زارت از تو چون برج سلاسل

خرم تر جهان کرد که آواز خوش تو
در گوش نیاید مگر آواز بلابل

عدل تو رسید دست بجائے کز لکات
بر منبر هر شاخ بود عنظف بلابل

گر کار نفهمد ملک و بکیاست
پس از چه گزیند تو بی شمائل

از زائل مخضوب و از چشم مکحل
وز خد معطا و ده عذار تماثل

رنگین بگه دشتی چو بساط ممتاز
سنگین بگه مشی چو عادات جواهل

آنجا که بود هر کسے از جهد معاون
آنجا که شود هر کسے از سعی عامل

پس چون نشود مثل منی آمد و نادی
پس چون نشود نحو منی فاعل جاعل

من کیستم آنم که اگر روئے ز بینم
گردند مخالف نگزایم بزلازل

هر مشکلے آسان کنم از روئے متون
مر بیستم از دودهٔ حلال مشاکل

فخر همه ارباب فضائل ز فضائش
یک قطره از بحر بود کل فضائل

اصل کرم و فرع همم علت ایجاد
چون ذات خداوند منزه ز رذائل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم — ختم است بر او بعد خدا حل معاضل
او صنع خداوند و خداوند همه صنع — مخلوق وی ست انچه خدا راست مجاعل
حق وی آن یازده تن کش ولد ستند — بر عزت این صدر نزاید حق باذل
طوبی است چو مداح تو از دل نجدا باش — اے صدر تو هم را حم حوائی می از دل

ولله

صباح عید بصد رنگ بو و غنج و دلال — در آمد از دم آن ماه آفتاب جمال
شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف — سیاه تر ز شب هجر و لبر انش خال
گل شمایل او آفتاب عنبر چهر — لب و کلام او طوطی خجسته مقال
ز پاے تا سر مانند کرشمه و خوبی — ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن و جمال
در آسمان مباحث غیرت رویش — فتاده در دل خورشید شعله جوال

ولله

اے ز ان فاضلت بر استان — صدر کل مختار ملک راستان
چون خدا خلقے بعزت کرد خلعت — چون تو فردے را برایشان صدر گفت
کرد ایت سدا سکندر سا — دشمن اریا جوج باشد کو بیا
داده تدبیرات تو داد همه — از تو محکم کار و بنیاد همه
رائے تو صائب ترا زائے حکیم — در همه امرے کلاست مستقیم
شکر لله کز همه روئے زمین — جائے تو دارد شرفها بالیقین

ولله

اے از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم — وے عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم
از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور — در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم
با لله چنان شعار عدالت شده بدهر — گوئی که نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو ہست
آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم

گر ظلم کس کند بکسے انتقام ازو
من میکشم ز لطف تو نے اعتبار ظلم

ولہ

الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم
ز جان جمعم اگرچہ دلے پریشانم

ہمیشہ خون خورم از غصہ و نجانہ خویش
ز دوری تو شہا گوییا بزندانم

شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان
بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم

تقدے نکنی اے خدایگان آخر
مگر نہ من ہم از خیل زیر دستانم

بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور
بغیر در گہ تو در گہے نمی دانم

طاہر۔ میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص۔ میرزا محمد طاہر نام۔ صفاہانی الاصل ہے۔ سلاطین صفویہ کے امرا سے تھا علم و فضل کے زیور سے آراستہ۔ مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا۔ میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے۔ التفات خان بیجاپور ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا۔ بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین اسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تھا۔ آخر صوبہ لاہور سے دہلی جاتا تھا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتھ سے ۱۱۳۹ھ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد و خدا داد تھا۔ نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکھتا تھا

تین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا۔ اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا۔ اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا۔ اور اسی حالت مین آپ بہی کتابت مین مصروف ہوتا تھا۔ شعرگوئی سے بہی دلچسپی رکھتا تھا۔ کبہی کبہی موزون کرتا تھا۔ کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے۔

من اشعارہ

شہید بیکسم پوشیدہ ام بعد فنای خود	بزنگ مردہ فیروزہ نیلی در عزای خود
شہرت حسن تو شد از کشتہ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے۔ نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے۔ اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہو کے ہند مین آیا۔ چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا۔ آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا۔ گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز خوشی سے بسر کر کے مقام صلی کے طرف روانہ ہوا۔ ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا۔ طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے۔ اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے۔ طلبائے درجہ منتہی شوق سے پڑہتے ہین۔ طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے۔ نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

ز جعد پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن	ولہ	ز بہر دادن سر پائے خویش قایم کن
کج نیاید بکام دل بے اتفاق راستان	ولہ	تا بقربانت شود با تیر میسازد کمان
اگرچہ آئینہ سیرا قدم شوی یک چشم	ولہ	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان را بسوئے حجلہ توان برد بے سازی	ولہ	باواز دف نی و خنیاگر زر را بینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت	ولہ	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید	ولہ	عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب	ولہ	پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا برین
مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ	ولہ	چیزی دگر نخواہد جز از دعائے یارب
در سہ فصل عمر باید ہمچو گل یک فصل خندان زیستن	ولہ	تا تو فانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بہ بیند انچہ ہا کرد آسمان	ولہ	از رود و آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرائشی بر ہر جوے	"	خطا پشت لبت چشم قدح را گردد ابروے
میان می نہم و چیزی بچشمم در نمی آید	"	بدان ماند کہ در آئینہ ہا نشد سایہ موئے
زبس آسیب مژگانت خورد دلہا	"	شدش خط نظر موئے پیالہ

طاہر شاہ طاہر

طاہر تخلص ۔ رشاہ طاہر نام ۔ تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آباؤ اجداد سلاطین وقت کی خدمت میں ہمیشہ مکرم و معزز رہے ۔ اکثر اوقات دربار قزوین میں اقامت کرتے تھے ۔ جب شہر سلطانیہ کو الجا تو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمیں سکونت کی اجازت دی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ میں

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب تیرہ سلطانیہ میں متولد ہوا۔ ابتدائے
سن تمیز میں تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان میں آیا۔ چند مدت میں جامع المنقول
و حاوی المعقول ہوا۔

در جہان چون او ندیدہ مجلس در شرع شعر قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمٰعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی
چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم
کیا۔ بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتوں سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی
کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے متقدمین سے تھا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ
اسوقت مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائے اور ایسے مقام میں
سکونت اختیار کیجئے کہ وہاں مخالفین کی دست اندازی نہ ہو۔

شاہ طاہر سنہ ۹۱۵ ہجری میں کاشان سے ہندوستان کو روانہ ہوا۔ تھوڑی مدت میں برہان نظام شاہ
بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت
و اعیان ریاست سے بڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا
مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھنے تھے
اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن میں آپ ہی کی
بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان
بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و
مجالست سے محروم نہیں ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ اسباب کی فکر کرتا تھا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت
کامل ہو جائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو جائیں اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمد نگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے
ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے خراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات
انتمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ
عمارات فی زماننا احمد نگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال سمین ایام
عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف
نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین ملاس کے ذکر مین مدرسہ احمد نگر کا
ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انہی کلام ہفت اقلیم۔
ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن ریاض الفنی
کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکھا ہے
بناءً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک بیان مکرر ہے لیکن بطف
و مزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفیض ہون گے۔
شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑھ گیا تھا
مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اسکی صحبت کرتے تھے۔ تمام
ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت
کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے
منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد
رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بھیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر
سجادہ نشینی کے بہتر کو طی کرکے ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے
بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین مرید مین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مرید مین بھی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا - اور لکھا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند صبح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زمانہ
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بھی کاہت جاری ہے
شاہ اسمعیل یہ خبر سنکر بہت گھبرایا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکھین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بھیجا کہ ابھی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر یہ خبر سنکر ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین بندر کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تھی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکھا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تھا - اسمعیل اہل السیف والعلم سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا - بناء علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات وحج سے مشرف ہونا چاہیئے۔ وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت وحج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوف مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خوش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً بمخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون ہین ؎

عیسیٰ گاہ دانش آموزی　　یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً نا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا۔ کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامہ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمد نگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑھا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند — بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال — در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تھا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکھکے بہدست ملا میر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرما چو با صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ ہجری مین مع ملا میر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بمقربین کے زمرہ مین شامل فرمایا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار — ٭ — کہ ضایع نگرداند روزگار
اگر ریزہ زر زندان گاز — بیفتد بہ شمعش بجویند باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب حکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علماے پایۂ تخت درس مین شریک ہوتے تہے۔ علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتے تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جب تک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا میں گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن میں
بیقراری پیدا ہو جائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے میں جانے سے نہیں اٹھتا ہوں
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہوں کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہوں کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمد نگر دار العلوم بنگیا تھا۔ مدت تک اس تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو گئے۔ شہر کے کوچہ و بازار میں علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تھا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تھا۔ اس عہد میں فرقہ مہدویہ جو پوری کی
جو وہاں عہد ہائے جلیلہ پر مور تھے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہو گئے تھے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان میں کسی ایک بزرگ سے منسوب کر دی تھی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا میں شاہزادہ عبد القادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہو کے تپ محرقہ میں گرفتار
ہو گیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تھا۔ لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تھا۔ حکیم قاسم بیگ دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ میں کوشش بلیغ کریں۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ
مطلوب ہو تو میں دینے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائیں۔ میں اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہوں
ہر چند کہ علما علاج میں کوشش کرتے تھے۔ کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی۔ روز بروز

مرض بڑھتا جاتا تھا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بھیجتا تھا - اہل اسلام و اہل اصنام سے کوئی فرو نہین چھوڑا کہ
اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تھا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تھا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے
خوف اپنون کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - دوم امام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی ائمہ کے بھی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تھے - پھر اسوقت سے ابتک
کبھی یہہ ذکر نہین سنا تھا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین نذر نیاز بھیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمہ زہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھکے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف نہ دونگا۔ اور اسبات کو بھی جائز نہین کہونگا کہ کوئی دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدار نندہ آسمان و زمین — کزو مایہ دارد ہمان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست — خرد را بدان ہنر دراہ نیست
کہ از زمانہ مینی بجز لطف و مہر — اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے تو احمد نگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہا جائیگا۔ اور مذہب امامیہ رائج کرونگا برہان شاہ فرزند کی صحت سے نا امید ہو چکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور بموجب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے قریب بیٹہہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ لحاف کو حرارت کی وجہ سے پھینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے خوشحال ہو جائے۔ پھر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سر رکھے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چھہ چھہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ ائمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان اعلی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹھا۔ دیکھا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچھا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تھے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑلیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکھا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کرکے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گھبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہوگیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہوکے اہل بیت کو وصیت کرکے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچھہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچھہ اصول و فروع ہین عین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب و لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسماء و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت میں مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے　　آن شب قدر کہ این تازہ برائم دادند

شاہزادہ عبد اللہ و حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ تمام اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسماء خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابھی اس راز کو فاش نکریں اور چاروں مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کریں اور کہیں کہ میں مذہب حق کا طالب ہوں۔ تمام علما ان چار مذہب سے ایک اختیار فرمائیں۔ تاکہ میں مذہب حق کو پسند کروں اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤں۔ برہان شاہ نے حسب الموعود شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے دولت کدہ میں جو اندرون قلعہ تھا جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تھے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تھا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تھا۔ برہان شاہ بھی اکثر مجلس مباحثہ میں شریک ہوتا تھا۔ اسی طرح چھ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چھ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو صحیح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے میں چاروں میں کونسا اختیار کروں۔ اگر کوئی مذہب میرا ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی وناراستی بھی دیکھون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے فرمایا لائیے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب سابقہ سے معارضہ کیا اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تھا۔ جب علمائے احمدنگر نے دیکھا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے تمام نفاق کرکے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکھا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری خواب قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے سما نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ کے سما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو بہ رنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا و اہل مناصب آشفتہ ہوکے مجلس سے برخاست کرکے چلے گئے۔ احمدنگر مین شور و غوغا واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + یہہ سید جو ہمارے دلخ دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم متبحر ہے علوم عربیہ فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کی زبان افسون و حیل سے بند کردی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کرکے شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تا وقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو عبرۃً قتل کرین گے۔ پس دس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہوکے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ وقریب کلاچبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنہ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور اہل قلعہ برج وبارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت مین
کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنہ عظیم وشور وغوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر جو علم رمل وجفر مین ماہر کامل تہا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق وپراگندہ ہونگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چار سو سوار وایک ہزار پیادہ وپانچ ہاتی
باچتر سبز وعلم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک آیت
پڑہ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پھینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تحت مین حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار وبدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تہوڑی دیر کے بعد امرا وافسران سپاہ امان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے
ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک حمد بیزری کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چار سال تک قید خانہ مین رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست وسفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام مین برہان نے خواب دیکھا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اسکا نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہنے کے آخر مین لکہا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہین واللہ اعلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمد نگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری کے پتہر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔

شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ مجبان خاندان حضرت رسالتمآب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملا نے دوازدہ ہزار رہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمد نگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی جو نقبا مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر میں بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیئے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کریں۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب رستم خان نام عرب کو ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی جسمیں درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائیں۔ چونکہ ہمایون اسوقت شیر شاہ کے فتنہ میں پریشان تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہیں ہوا۔ رستم خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن میں آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب الموعود شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہان پور کی خدمت میں تحائف بھیج کے دونوں کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کر دیا تھا۔ اپنی فوج میں نوکر رکھا اور اکثر عہدے داروں کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلوں کی اعانت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا۔ عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالہا و غانہا احمد نگر میں مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ میں برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹیہ مفتوح مقبوض شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دئے - یہ صلح ۹۴۹ھ ہجری مین ہوئی - اور ۹۵۰ھ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بھیجا - قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سولہ کوس کے فاصلہ پر تھا پہنچا - اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز واکرام بے انتہا بجالایا - اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا - اور مولانا کو تعظیم وتکریم کے ساتھ دارالسلطنت گولکنڈہ مین لایا - پھر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی - اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا - اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رام راج وقطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی - برہان شاہ کی چھاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکھا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحۃً پنج پٹہ نظام شاہ کو دیکر اور رام راج کو تحائف دیکے راضی کرلیا - بہرحال دونون کو روانہ کیا -

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی وفرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا - کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت وسفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا - ۹۵۰ھ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے - آقا سلمان طہرانی عرف مہتر جمال چراغچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بھیجا اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام وایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تھا - اور دیگر تحائف وہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے۔ اور ایک گشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تھا شاہ طاہر کے لئے بھیجے۔ مہتر جمال احمد نگر میں پہنچا۔ اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی۔ آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا۔ ناخوشی کا سبب یہہ تھا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تھا نظام شاہ کی محفل میں زبان درازی کرتا تھا۔ اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تھا۔ اور اکثر باتیں وحشت انگیز کہتا تھا نظام شاہ نے بارہا سے ممانعت کی۔ اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کر دیا۔ اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہیں بھیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تھا مع تحائف ہندانے جانب سے شاہ ایران کی خدمت میں بھیجے۔ اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ طاہر کا سفارۃً علی بریدکے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ میں جنگ واقع ہوا۔ عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی بریدکے پاس بھیجا اور استعانت کی۔ علی بریدنے اعانت سے پہلوتہی کی۔ خان جہان عم علی بریدجو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفی المذہب تھا تمسخراً مجلس میں شاہ طاہر سے پوچھا۔ طین البخارا طاہر۔ یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس۔ شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ میں نہیں ہے جب احمد نگر میں جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا۔ خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجھ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتوں میں مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش میں شہر بخارا میں بہت کیچ ہوتا تھا۔ اہل بخارا آمد و رفت میں

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ میں حرج واقع ہوتا تھا۔ کثرت بلوے سے علمائے
اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا
طاہر ست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی۔ بے اوبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس
روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ
یقین کا مقام تھا۔ وہاں رافضی و خارجی کا نام و نشان نہیں تھا۔ مخالفین نے عداوۃ
وقصداً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع میں کیونکر علما صحیح جس
و ناپاک کو طاہر قرار دیں گے یہہ بات ہر ایک جاہل عالم کے نزدیک مستنعات سے ہے
فقیر مولف نے کہیں اس روایت کو نہیں دیکھا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمد نگر میں خواجہ کی شوخی و گستاخی پر بہ بہانہ طاہر سنگ انتقام کے لیے
آمادہ ہوا علی بریک ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو اسوقت کے
سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال رکھتے تھے۔ ان کے اعزاز و
اکرام کے بجالانے پر تیار رہنے کے لیے ممالک کو درہم برہم کر دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ
اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا۔ طلبہ ذوق
و شوق سے تحصیل علوم میں بہتن مصروف ہوتے تھے۔ فی زمانہ علم کی کساد بازاری
ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ حقارۃً بلائے
مسجد تعمیر کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہیں کرتا
عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذا القیاس علما بہی نام ہی
کے ہونگے۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری مروت و سخاوت و تواضع و انکساری میں معروف تھا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر میں نظیر و بے مثیل تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ **من تصانیفہ** شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ یالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر میں آنا

شاہ طاہر میان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر میں آیا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بھی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تھے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجھتے تھے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہیں آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہیئے۔ اور اپنے مکان پر بلانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بھیجا۔ اور رقعہ میں لکھا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت میں رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ میں قال النبی الخ کے تحت میں لکھا کہ زیارۃ الاعارم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجھ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کرکے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۳ھ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا۔ اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے بملاک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہ احمد نگر مین مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کردئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تہا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تہا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑہے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تہا متقی و صاحب استعداد تہا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر برہانی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اسی فرقہ کا المقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم رکھتا تھا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے ائمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری کا بازار کاشان میں گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین مخالفین نے بادشاہ موصوف کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے [illegible] خوف ہے کہ آئندہ اس فرقہ کی [illegible] کل ہو کر [illegible] کرنا چاہئے الخ۔ بادشاہ عرضداشت [illegible] طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی اطرافیوں نے بادشاہ کو اس سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک [illegible] کیا اور [illegible] کے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب چنانچہ آپ [illegible] مقام میں چلے جائیں شاہ طاہر فوراً وہاں سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندر گاہ ہرمز پہنچا۔ ایک بار گشتی تیار تھے سوار ہو کے ہند میں آیا چنانچہ صدر میں مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر کی میں مذہب اثنا عشری کا ہادی بتایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران میں باوجود موانع اشاعت سے باز نہیں رہتا تھا اسی اشاعت کی بدولت
جلاوطن ہوکے ہند میں آیا۔ یہاں اسکو کامل آزادی ہے کسی قسم کی روک نہیں ہے
پس مؤلفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہیں۔ ایک یہ کہ شاہ طاہر نے
یہاں اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے
یہ ہے کہ مؤلفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکھدیا مؤلفین مذکور شاہ طاہر کے
ایک سو سال بعد میں ہند میں آئے ہیں۔ واقف کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی
جس سے یہ معلوم ہو کہ شاہ طاہر نے دکن میں ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت
کی تھی لہذا مؤلفین مذکور نے نقل میں لکھدیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
قاضی نور اللہ شوستری نے جو مجالس المؤمنین میں لکھا
کہ شاہ طاہر صاحب سلسلہ نعمت اللہیہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ
وقائع میں خلافت ابو سعید ابن محمد سے اثنا عشری کا پیرو تھا۔ اور اہل ایران اسکو
اسمعیلیہ سمجھتے تھے اور اسکے مذہب کو زندیق و ملحد کہتے تھے۔ اور بادشاہ کو
اسکی بدولت سے وہ جہاں قتل پر آمادہ کرتے تھے۔ بنا علیہ شاہ ایران کے
خوف سے ہندوستان چلے آئے دکن میں آیا۔ علم نجوم کے ذریعہ سے نظام شاہ والی
احمد نگر کے دربار میں رسائی پیدا کی۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی
نسبت کہتے تھے مذہب اثنا عشری کو شائع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن میں مذہب
اثنا عشری رائج ہوا۔ یہ اسی کا کلمہ ہے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی
نہیں ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہ کہتے کہ دکن میں آکے تائب ہوگیا
اور مذہب اپنا اثنا عشری کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تہا دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا آپکی نظم کیا ہی گویا لالی منظوم ہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر و شاعری سے دل چسپی و شگفتگی ہی۔ اکثر ائمہ علیٰ اسلام و سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد و مدحیہ لکھے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ جسے میرے پاس موجود تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے تلف ہوگیا۔ اسی طرح آپکے مکاتبات نصیحت و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ جس مین آپکا بیانات نظامیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتہہ تلف ہوگیا۔ اب مین آپکے چند مطلعا جو میری یادداشت مین محفوظ تہے تحریر کرتا ہون **ھوھلا**

چو عندلیب آید سحر بنالہ زار	ز خواب ناز کند غنچہ را بہ خار
صبا ز بلبب غنچہ لطافت شنود	شمال است بادا ز باغ چنار
بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر	اگر کسی ز سخن رسد سن بسطار
ہزار قطرہ شبنم ز روی غنچہ نہان	چنان کہ در دل دانا خواہر اسرار
برہنہ گشتہ ہر کوہ از علامہ برف	مگر ہاتم سرما مین زدہ بستار
ز بید مشک شکستہ ست تا ز نافہ مشک	محل نگر چہ پیدا ست آہوئے تاتار
بسبزہ و سمن سایبان اطلس و بید	رناب مہ بہر جا ہی گرفتہ قرار
پری وشان ملایک فریب مردم کش	سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد
همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله پُر است
پیاله گیر پری رویی بتان لاله عذار

فلک بکام دل راستان نمیگردد
فغان ز کج روشهای کجرفتار

بهر طرف که روی زیر نه سپهر رنگ
ز رشش جهت شودت کاروان غصه و چار

اگر سلوک ره راست آرزو داری
براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره رو شرع بهتر از مرسل
کدام ره رو شرع بهتر از مرسل

مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور
ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او نغمیم
شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در قواعد امرش کثافت اکراه
نه در ضوابط نهیش کراهت اخبار

بنور شمع جمالش بروز توان برد
ز ملک دل پی جاسوس هم در شب تار

زهی بشمیم لطف تو تازه باغ ربیع
ز شیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

بپیش روی تو گر گل نقاب بگشاید
عیان شود همه را کوچه دار و اندر یار

همه مرغ دلم را کمند سا حلق شوق
نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار

درین خیال گرایند بسیاری فکر
ز بحر نعت تو نامور کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بیحد
بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مرا ز نقد بصیرت بهی ست دیده و دل
مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بوک خامه تصویر صنع فیوضم
بصدر نامهٔ تقدیر حمد مختار

بروز پنجه خیبر کشای شیر خدای
بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مهد مطهر زهرا
بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

که نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است — مدد کنی که بشویم بآب استغفار
باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک — ولد — افگنند بر سر دیوان چمن گل توشک
بسر لشکر وی صبح شبیخون آرند — تنگ چشمان شگوفه چو سیاه اوزبک
مجلس زلکش گل تا نهوند بساط طرب — کشته بلبل عجلی شاخ گل و غنچه عجک
ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران — بر سر فیل سحاب از نمزدی برق کجک
شاهد باغ لطیف است دلی خوش تو وی — ولد — گر نگشتی ز پی حسن اضافت تعلق
هر کمالی که ز امروز بود از نقص زوال — باشد آن در نظرت دون تر از اندک
حقیر است که چو بگذرد ایام خزان — نیز نماند بر درد دانهٔ گلش چو بک
بهر ایران ستمدیده ز ایام خزان — سازد از بهر شفا شیخ شتالنگ بیک
عاقل آن است که گیرد ره طواف چمنی — کز خزان ایمن تواند بود مانند سمک
انجمن گلشن مدحش همه عالی قدرند — کز فلک بر طواف شمع نیند مک
در قضا یاد نشد صورت معنی کز تو — نشناسد ربط صورت معنی بیشک
او بیاد رخ ما پیشه چو بت دارد — می نشناسیم جز بیقان کز ما یک
بدل نقد بر فی نقد بقا آخر طاعات — ز کر مخلص شاهین سه بر مانک
ای بگیتی که بود پیش تو دانش نو — حکمت فاسد بازی ز شوی اوزبک
هر کسی را یکی است تو مثل محکم — لیس ما لله بعزیز بیک لی ممک
عاصیان تو آورد پناه — فکر او کن یکی کان من الله ملک
دست گیرد ش ز ره لطف که تا روز جزا — ولد — دلکند کوب معاصی ز تو مستهلک
محمل مهر چو آید به شبستان جمل — لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ — چون شفق جلوه کند لاله در اطراف جبل
کوه از درد سر بهمن دی ریست اکنون — شوید از ناصیه اش ابر بهاری صندل
شد ز دیوان بهار از پی آرائش باغ — قاصد باد صبا سوی یاجین مرسل
فکر آهنگ تماشای گلستان دارد — حضرت شاه فلک رتبت خورشید عمل

مثنوی

کجا شد فریدون فرخنده سیرت — کجا رفت کیخسرو آن شاه عادل
روانش پیوسته از شهر هستی — بملک عدم از پی هم قوافل
همان گرگز فیض فضل الٰہی — شدے بهرمند از قبول فضائل
بفلک بدیع البیان معانی — در اقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد — ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا همه بستر خیال ست محال — هر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل الله - سلطان محمد قطب شاه

ظل الله تخلص - سلطان محمد قطب شاه نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت ہزار چار سو بیاسی سوم جمادی الثانی ہجری مین واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے - آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد ذکور ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النساء بیگم عرف حیات بخش تھی - کوئی فرزند نرینہ نہین تھا - برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہ فرزند بلند مجکو عطا کیجئے - تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن - محمد قطب شاہ کے والد نے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکھا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد ماجد نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے کو اپنے محل خاص میں لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم میں مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تھا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میاں یوسف دکنی کو جو شمشیر بازی و تیر اندازی غیرہ فنون سپاہگری میں استاد مانا جاتا مقرر کیا۔ دونوں استاد آپ کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تھی۔ آپ عالم شباب میں علم و ہنر و فن سپاہگری میں ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادرزادے سے کر دی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ میں کہا تھا جو ہذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشے کہ ملایک تماشا شدہ چشم	سہ برون کردہ جوانجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم کہ عیشش چہ تاریخش چیست	کز ارفلاک برایام نہی با ید مہر
عقل کو بود چو من مست می حیرت است	عید مولودی بزم ہشتہ و عقدہ مہر
چار بیتے کہ من این قطعہ معین میشاید	در چنین نظم تر ا برگذرد قافیہ حصر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے ۳۰ سنہ ہجری میں دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر مومن استرابادی کی سلطنت و امرائے دولت نے آپکو تاریخ ۷ ذیقعدہ سنہ ۳۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام عیان دولت

ارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک میں امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۷ ماہ ذیقعدہ ۱۰۳۷ ہجری میں واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس ہمیشہ مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پُر در کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل نوال کے پانی سے سیراب تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام میں صاحب لرائے تھا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتھہ مثل عرض جوہر
لازم تھا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منعکس
قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہیں ہوتا تھا۔ و باکثرت شواغل سلطنت کبھی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہیں کرتا تھا۔ یعنی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکھتا تھا۔ صوم صلوٰۃ کا پابند تھا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین
اگر انکا حصر تحریر میں لایا جاے تو مدت انتہا پر نہیں پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
بگیلربگی سلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت میں لکھا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ھو ھذہ

خوشا عجب بازیچہ عقد پیمان نوئی	کہنہ جہانی میفشانم پیش جانان نوئی
خیز بیا تم کہنہ بکین جانفشانی تازہ ات	عہد سلطان تو ست و عید قربان نوئی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش	امد ریغا کاش بودی ہر دمم جان نوئی
چرخ اگرچہ آتشی در زر و بعالم ناگہان	باز جنت شد جہان از فیض باران نوئی

گرچہ از حکم قضا جان جہان بر باد رفت
یافت عالم از مسیح تازہ جان نو مئی

یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ
آنکہ ہندوستان زفیضش گشتہ ایران نو مئی

وجہ ایران آ نچنان ایران کہ آید در نظر
رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نو مئی

سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرخ پائے تو
اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نو مئی

کز صفاہان نو شد از تو شاہجہان عباس شاہ
حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نو مئی

خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت
جملہ عالم نو بہاری شد ز سلطان نو مئی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند انعام و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ میں ہر سم کی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ روپیہ تک تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی میں جمع رہتی تھی۔ چنانچہ پرتاب رو کے دو لاکھ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بھی حسن سلوک و عطیہ بیدریغ سے سربلند کیا اور ۱۰۳۱ھ ہجری میں میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتیں آپکی یادگار ہیں فی زمانہا از انجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات الہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوۃ تہا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہیں کی تہی

برابر ادا کرتا تھا۔ جب ۱۰۲۷ھ ہجری مین مکہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام ارکین دولت وسپہ سالاران وسپاہ مملکت سے باآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا و افسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا و رسول اسکے گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تب خود بادشاہ نیچے اترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ھ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ و تانا شاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی

طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ۵ بیا بہ کعبۂ ملک کن عبادت کن

اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور۔ و باغ محمدی۔ و آلہی محل و محمدی محل۔ و امان محل و نبی باغ وغیرہ

مولف گلزار عنا وغیرہ مذکرہ نویسون کی غلطی

گلزار عنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زمانا دونون دواوین بے نخبہ عالیجناب نواب سہ سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد مین اکثر کتب نادرالوجود امرا کی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد و برد و یا تلف ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہوجاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب خانہ ہمہ کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔ اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین دکنی فارسی امیر سے نامت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے ایکصدی قبل دیوان مرتب ہوچکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہ قول کہ ولی ترتیب دیوان مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ پایہ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین باانصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔
فانظروا و کونوا من الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر میں مہارت کامل رکھتا تھا۔ فارسی و دکنی زبان میں کلام موزون کرتا تھا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بھی اہل زبان کی مانند استعمال میں لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپ کے دو دیوان ایک فارسی زبان میں۔ دوسرا دکنی زبان میں ہے دکن کے کتبخانوں میں دائر و سائر ہے۔ فی زمانہ نادر الوجود ہیں۔ اب میں آپ کے دونوں دواوین سے ذیل میں اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہوں تاکہ ناظرین مستفید ہو جائیں۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہار شنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاوید انی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۴۴ سالہ تھی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ میں جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
در بیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما — پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرت یقین و گمان را چہ راہ نیست — حیران وصف تست یقین و گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر
دریای وصف تو زکجا و بیان ما

جائے بود مقام خداوندیت که هست
صد خنده عقل را زچنین و چنان ما

تالب بشهد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شهدهائے جهان در دهان ما

جز بے نشانی از تو نشانی نیافتم
بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم
معلوم تست غایت تاب و توان ما

بخشائے بر عیان و نهانم که آگهی
بر تست آشکار عیان و نهان ما

ظل الله از شرور بدان در پناه تست
ایدر گه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون هستند از هم جدا
نعت و مدح هر دو تنه را میکنم با هم ادا

آن یکے فرمان روائے هر جنی هر ولی
وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا

آن یکے کان مروت دین دگر بحر کرم
نعت آن از حق و مدح این ز لافتی

هیچ کس را گر به سنجی با دگر خاصان حق
نیست جائے اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاه را در بهشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زده ست سکه شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید
هر یار دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق
دوران چه خوش کشید ز هجر انتظام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست
زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

ترسم ز اشک تازه خورم نشتر دگر
قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد
مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما

ظل الله احترام چوازدوست یافتم
زان خلق عالم اند پی احترام ما

شمه درد دل از درد مندی گوش کن
ولله
اینقدر درد مند را افسانه می باید ترا

نسبت همخوانگی دل بجان امروز نیست
زین سبب گویم که دل همخانه می باید ترا

خانه دل رشک صد خورشید تابان شد تو
پرتوی زین خانه در کاشانه می باید ترا

سکه شاهی طلب سلطان بدر السالکین عشق
سرورے چون مردم آزاد انه می باید ترا

یافت وصل تو دلم صد صفا از دریاب
ولله
اثر مهر گر فیض وفا از دریاب

میرود جان ز تنگ از تو صبا
خیز و دم گرده بے سر ما از دریاب

تا نغیر ما دسی نوید طلعت لانی را
در شب هجر دل خسته ما را دریاب

ره نمایان همه در عشق تو گم کرده اند
کز ایین ره دل بے راه نما را دریاب

سخن از نفس مهر فرا میگذرد
حرف بیهوده بیا بیهوده را دریاب

تا نجی [illegible]
شور کمتر مرزن ما را دریاب

چون نهادی بره عشق همه ظل الله
اندرین ره ره شاه و گدا را دریاب

دلم نالان ز دست
ولله
هنوز از مستی هجوری لست

تو خوشحالی و من چون نرگسان زار و
دلم از زان ز تاب دوری لست

بهیدارم نمیدانم که خواب
دلم از خنده از مستوری لست

چو ظل الله ز مستانم فرو مگذار
همه جا نم ز مستوری لست

قرب یارم ز عشق و دولت اوست
ولله
زین همه حشمتم بهمت اوست

پادشائی کجا و شوکت عشق
شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز — نه مطیعش به محض قدرت اوست
مست از باده نیست ظل الله — هر خوش از باده های صحبت اوست

وله

در محبت خسر و آنرا از اطاعت عار نیست — ملک عشقست این و اینجا حاکمی چیزی نیست
بسکه از حد بیش می خواهم بدل مهر ترا — صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست
در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل — روشنت گردد که آتش تر از آزر نیست
تا تو در دل آن مدعی غیری ندارد ره درو — در حریم خاص نامحرمان را بار نیست
شب بیمار دوستی دان قصه موسی و خضر — عاقل از سر محبت واقف اسرار نیست
لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست — گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست
مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم — دوستش ما و اگر ظل الله دعوی دار نیست

وله

کار من و دل همین بیارست — مارا بکسے دگر چه کارست
هر دست بدامن ست در خورد — دست منی دامن نگارست
هر چند بچار حد گردون — هر سو نگریم کار زارست
بر خصم مظفریم سلطان — با ما نظرت بمشت و چارست

وله

خوش شو ایدل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت — یار اگر با ما نسازد ما بادو خواهیم ساخت
نا امید از خود مکن و ز پیش چندان امید — گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت
گفت و گوئے زلف او داریم سلطان در میان — زین نسیم چین جهانرا مشک بو خواهیم ساخت

وله

خواهم بیار درد دلم مختصر رسد — تا گفته به سخن که ازان در دسر رسد
غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل — شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد
سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو — سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان زغم دهر بجانم دادند — از شراب لب خود آب حیاتم دادند
نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند — وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند
ظلمت سینه شده محو تماشای صفا — گل گلزار فروغ حسناتم دادند
بریاض سخن آن ظل الهی که زغیب — عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند
بعنایات فلک از فتنه نجاتم دادند — بر گلستان ارم تازه براتم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که ز منقار عنایت — نم کوثر ز لب آبحیاتم دادند
شکر ایزد بزبان دارم چون ظل الله — شاهی و دانش و دین را ثمراتم دادند

ولله

تب دارم که از لعلش شراب زندگی بارد — ز گلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد
تو آن گلی که در بهارستان رنگینی — گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد
چو ظل الله خیال عارضش در دیده چون جویم — بجای عکس در دیده آفتاب زندگی بارد

ولله

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم — هر کجا در طلب دوست توان گردیدیم
از همه راه و روش هست چنین ما را — عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم
پیش ما سود و زیان همه عالم یکسیست — گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم
بسکه دل هوس شرح غمی بود بدست — همچو سوسن ز سر پای زبان گردیدیم
ستی عشق ز ما پرده نهان کردن راز — آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
که جوان گشت ز لیخا بدعای یوسف — بی دعا از وصال تو جوان گردیدیم
پرتو دوست چو تابید بما ظل الله — بر همه خلق جهان نور فشان گردیدیم

ولله

عجب ز عنا و زیبائی چه گویم — بخوبی عالم آرائی چه گویم
منور از تو گردیدست چشمم — تو نور چشم و بینائی چه گویم

بفکر هیچ دانا در نیاید — عجب نازک معمائی چه گویم
ز تعریفت زبان در کار مانده — چو از تعریف بالائی چه گویم
بظل الله اگر برسر نیابی — چو حسن خویش خود رائی چه گویم

له

چاره لبخ نگاهت لب خندان کرده — زهر را نوش لب چشمه حیوان کرده
ترک چشمت که شکست همه شاهان داده — من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
غم زدشوار فلک نیست مرا ظل الله — لطف حق مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهداء الامام حسین علیه السلام

آن دور ماتم ست که ایمن امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هر چند بندری — از شهد یاد خلق عالم نشان نماند
آن شبهای هیچ عالم نشان نماند — در شهرها ای که سمر دران نماند
عهد مصیبت است که شادی میان نماند — بی سوز گریه یکنفس و یک زبان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لمحه خالی از الم بیکران نماند
آن صعبتی ست که خیر النسا ازان — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان هر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله انچه گفت ازین در شمه ایست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز راه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد کہ دود بر آید زنہ فلک
برچرخ بسکہ آہ دما دم رسیدہ است

ظل اللہ از مصیبت سلطان کربلا
تاب سخن نماند زبس غم رسیدہ است

واحسرتا کہ فتنہ دوران زحد گذشت
رنج و بلا شاہ شہیدان زحد گذشت

واحسرتا کہ برشہ دنیا و دین حسین
بیداد اہل فتنہ و طغیان زحد گذشت

من اشعار الهندی

چلی چندنی مین جب لشکہ پیو ہمارا
اوتن عکس پی چندرہی آپارا

بسی جس پیا مین پریت ہم سجن کے
بن اسکی پریت کچ نہین اس پیارا

جنن سامین کی مشق کا ندپیا ہے
نگر رہی اوسی ہو رہتی اوتارا

جگوتی مانی ہے سامین کے سن جہ ہے
اسی مین نہ پنتہ مین جگ سارا

پیا نور بستا ہے سنج دل جمک مین
کہ جس نور رہی ہے سرج آتشکارا

سکی پیو چینا لگتا ہے ہمن کو
سجن بن نکر سی ہے ہور کوئی نوارا

نبی محمد نے فطما کا من سنج سون لاگیا
کہ آپے جیو مین میرا کیتا ہے ٹھارا

پیا سانولا من ہمارے ہو لا یا
نراکت عجب ہیر رنگ مین دکھایا

رنگیلی دھڑی ادھر یون سہائے
کہ آپے نگ سون جگ نگیلیان رچھایا

تہسی اس کنول مکہ تہی جہڑتے مین موتی
تو اس شاب موتی سون جگ جگایا

نبی محمد نے فطما سون مل مدسجن جب
پی آپے شیا نسون تو گل پانہ بایا

ہوا آئی ہے لیکہ بہی ٹہنڈ کا لا
پیا بن سنتا تا مدن بالی بالا

رہن با سکی من پیا باج دیکہی
ہوے تن کون سکہ جب ملے پیو بالا

سجن نکہ شمی باج او جالا نہ بہائے
بہلایا ہے منج جیون او اجالا

جو رات آوے چندا نکی منجکو سنتائے
کہ چندا منجی مین مین سورلا لا

نبی صدقے قطبا اندا نسون ملکر
اپس سائین سون پیوی جم مدپیالا

ولہ
سجن میری چنچل آہی پیم ماتا
سکیان کون پیارا نگین سنو بہاتا

میری چنینت کرتے مین ساجن پرت سون
اسیتہی سدا پرہ کون مین ساتا

ولہ
چندا مین عیدی بشارت دکہایا
بہوان پیتی ساقی اشارت دکہایا

آدہرمد کی گھر کون کلف تہا سو نکرا
سوکی کیلی کہیل دل عمارت دکہایا

کرون سیوہ یک چت سون پیر کلیر مین
کہ منجانے کا منجی عبارت دکہایا

محمد نبی فیض تہی عید آکر
محمد قطب کون بہارت دکہایا

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن بہود کا
مرتضی یا ہو امامان عید ہے مسعود کا

مصطفے ہور مرتضی اس دن مین کیتے ہین ظہور
جن کرت ہے عید دو طالع مسعود کا

جب ہوا برحمت اس جگہ پہوا فیض بار
شیعیان کی مین آتہا وہ دن مگر مبعود کا

جب نبوت کا علم سید ہوا نب بت جہڑے
طاق کسری نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب میلہ رحمت برسیا
شرک تن کیتا جگت مین آگن صرود کا

چاروہ معصوم کی مین دامن جیتی تہی بنے
پیشوا حضرت نبی کا تہا ستون راود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب
دو جگت مین مین ترکمان عاقبت محمود کا

ولہ
خوشیان کرو والیان مبعث رسول آیا
بہو دہات آنند سوران عیشا سنگات لیا

اول برات روز ہی روز بد فیروز ہی
اس بعد عید قربان جس تہی دو جگ گہایا

شاہان مین رتبہ عالی قطب شہی موالی
مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا

صدقے نبی ترکمان جم راج کرتون عیشان
شاہ علی نبی ہے منگ تج شہی دلایا

جو شبرات جھلک سون جگمین آیا
شرف شبرات تہی سب رات پائی
تجلی یون دیا حق قطب شہ کون
خدا کی کرم سیتی شبرات آیا
ہراتان لگر آیا سایا نکی خوش ہو
امامان مہیا ہے محمد قطب پر
نبی صدقے امرت سہر قطب شہ کون
کہ طور پر پیدا ہے سبحان کا اجالا
طور کا سو تہا را مانند ہشت بہشت ہے
اس محل کون سو دیکھت جہک جاوے
قطبا نبی کے صدقے آمند کر اس محل مین
چہبیلی سون لگیا ہے من ہمارا
صبوری کو نہین ہے تہا دل مین
میا کرنا کرے معشوق آپے ہو
ہوا آئی مدن موہن پیارا
پیا کون پاؤن پر جیا منا ؤن
بسنت کہیلین عشق کے آپیارا
بسنت کہیلی ہمین ہور ساجنا ؤن
نبی صدقے بسنت کہیلیا

ولہ
تو سب جگ اس جہلک تہی جگجگایا
شرف سب رات تہی شبرات آیا
کہ نسکون دہنتہی روشن روشن کر دیا
ولہ
خوشیان کا اجالا جگت مین دکہایا
خوشیان عشرتا نسون کہ جگ جگایا
نبی ہور علی کے دیا سون سہایا
سو ساقی کو شربیا لی پلا یا
تو خلق سر سہ کر کے رحمان کا اجالا
اس نور تل چہپیا ہے اسمان کا اجالا
جانو جہلکتا وان شہ مردان کا اوجالا
بستا ہے اسمین شیر سے نیزا نکا اوجالا
ولہ
کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا
صبوری کیون کرے سو کر تہا را
کہونا کیا کرے عاشق بچارا
ولہ
پرم سو کہینچتا انچل کنا را
نہین دوما نتا کہیا ہما را
تمین ہین چاند مین ہون جون ستارا
کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا
رنگیلا ہور رنہیا تر لوک سارا

صباحی او مکہ دیکھہ پینا شراب — فرح بخش ساعت ہین لینا شراب
تیری حسن تہی دان دی شاہ کون — او مکہ کی عرق تہی سو پینا شراب
عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ — کہ قانون تانان ہین لینا شراب
ازل تہی ہی جب قطب پیوتا — ولہ — تیری پیالی سون ساقی پینا شراب
جب سین دیکہیون تون آتا میرے خواب — ولہ — راتدن نہسون کہ آتا میرے خواب
میرے رون رون تہی بدل غم دو ہین — چاند سورج تون دیکہیا تا میرے خواب
جگت حسن ہین ہے تیرا حسن محبوب — ولہ — ہین طالب تیرا ہون تیرا تون ہے مطلوب
تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف — تیری آنکہ زلیخا ہین جاتی ہے یعقوب
بدن مست بدن مست بچن مست پری — ہوی مست مست مست پری
نظر تجھ بنے کیا تا تماشا کا حاجت — نہین ہیر خط آنکی نصر کا حاجت
میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہین منکون نا زر والا کا حاجت
ہمن مدعا تمنا تا بوسے کیجے — نکو بخت کر نہین ہے خوشامد کا حاجت
قطب شہ تیرا روکری لوئی ہو ہمین — کہ اس علم ہین نہین ہے دانا کا حاجت
نہتی کے نا مستی ہلکا تمنا ہوت — ہوت نہکا ہرکا تمنا کا حاجت
قطب شہ تیرا ہے تمنا خدا — کھڑے ہین تیرے دل جان دوارہا ہے
امن نہی ہندو کا لس ہر کرون تنکا ہت — نہین لیکہی ہین نوخ تاریخ اس کی ہت
بے دام اسکا خدمت کرتا ہون اپنی دلسون — دیتی ہین دام انکون ہو کرتا ہین غلامی
بدن مست بدن مست بچن مست پری — ولہ — ہوی مست مست مست پری

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہین منجکون بازار والا کا حاجت
ہمین مدعا مدعی نا بوجھے کیجے — نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زر گری کوئی نہ جہین — کہ اس عالم مین نہین ہے دانا کا حاجت
ولہ
نہنی کی نازستی دیکھہ کر سر تہی ہوا ہے — بہوت بیکرار کا مدعا کا کام منجہ مست
قطب شہ سب شہان مین ہے شہنشاہ خدا کا — کہٹے ہین تست انس جان و دربان کے بدمست
ولہ
اس بہنی ہندو کا کس و ہر کرون شکایت — نین لیکہی ہین تو ترخ تاریخ اس حکایت
ولہ
ہے وام اسکا خدست کرتا ہون نی دل سون — دیتی ہین دام انکون و کرتی ہین عنایت
منج جیو سی از لتی ہے جانان کا اشتیاج — غم کی جنگل مین آہی رضوان کا اختیاج
ولہ
دو جہان مین حق جیسے اپنا تن مین مانیا — قطب شہ سکین کی دل سون ہمت پکڑیا شان منج تاج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — تہی ہر جیس ایسا بخت کا تاج
ولہ
تہی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت اوہر انکی ہستی دا منج
ولہ
ہویا ہی ہوا جون جان مکریہ — کیا سب جگ سون آبادان مکریہ
جنت تہی سولان نعمتان سون — کیا تازہ جگت کا جان مکریہ
ولہ
درسنی ہوائی ہے پوریان کی عید — شہ زرس جگت ہوی حوریان کی عید
ولہ
محبت پیالا پریان لی کھڑیان — دیسی یون اس مین جیون سور چند
ولہ
کریہ عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم آجایا صلوات بر محمد
ولہ
بارا امام منجن کا مہر جم ہما ہو — منج سس چہانو چہایا صلوات بر محمد
شہد و شکر منات تہی ہے بیج ادسر ندید — لاگی تو قد سرو کون سو جو بن تمر ندید
ولہ
سکی تیج زلف ہے جیوان کی آخذ — دس تیری بی مین رتنان کی آخذ

علی نا مان سو کھیا یو غزل قطب
سورج چاند کون کیون کرون تج برابر
نبی صدقے قطب سون راستی ہے
منج تج مین جیکچ راز ہے کس سون نکرون ظاہر
ازل تہی اکت مین آہین نا ک تیری مونون اوپر
ہوئی تج نین تپلی دل مین رقاص
قطب شہ پا پیا ہی بے بہادر
دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص
ازل تہی ہے مجھے خوبان سون خلاص
نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے
سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ
نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی
عشق پھولاتون گوندی ہے مرصع
نبی صدقے سو تیر جگ دیکھہ کہتی
میرے دوستان کون تون تے جیت
چنچل نکہ تیرا دیکھہ ڈلتا شمع
تیرے حسن کون دیکھہ شرمون سیتی
مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع
انی نار ہے اس مگتی تج نکہ عجب روشن چراغ

علی نا دان بہی سب کا مان کی اخذ
ہمن نین کا نور ہے تون پریوش
اگرچہ ہے اوک اونا را و باش
اپرا ایسا نین جو کین کوئی جا کری ٹہارا فاش
سبو سیا کی نشانیان کئی لعل تیکر پاش فاش
سدا منج نین کے منزل مین رقاص
ہوئی آپ ناج تہی کامل مین رقاص
نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص
ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص
سدا دہرتا ہے تو خوبان سون خلاص
محبت پر نظر رکھہ کر سر غیظ
قطب سون آگلے لگ چہوڑ کر غیظ
تو منی چوپا تسون کیتی ہے مرصع
قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع
میرے دشمن کون اگن یا سمیع
سو عاشق تیرا ہو کہ ڈولتا شمع
غش کے بہانے تہی گلتا شمع
خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع
دیکہی نہیں آج جنون کہین اس مانکا کو کہین چراغ

انندان سیتی بہی آیا مرگ سال
دندان پامال غریزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے مین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غسم تون قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کرتا دیکھہ امنگ سون
نبی سہیلا دیگا یا مرگ سال

تیری دو نین ہین مدمست متوال
تیری دو گال ہین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اس تے
کہے ہین عارفان سب اسکون تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہین فتح و اقبال

پیونکو آرسی مین ویسا ہی سچ آپ نام
جیکو نچہا یقین سون دیکھی من کے پائے کام

مستان کون جاے چھوتہین راستی
مین غلط یہہ بات انکون کہی راست جام

انجانی مین جوانی گیا بند نا سنا
قرآن ہور حدیث سون تج کیب کر کلام

نبی کے صدقے سر دتا زاہے جم
او چایا ہے یا نو چہین مین علم

سکندر کون تہی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی درپن ہور جام جم

ثابت رہ آپکام مین دنیا کون مین وفا
آدم کیا ہے کوہ سمرقند پر مقام

مرتضی مولود آیا ہے بہوت نور استین
جبرئیل نے وارنے طبقان لیا نی حور استین

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کان سکین
مین بندہ عاجز ہون تم دار و گر بان استین

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی مین آفتاب کہان

مد کی پیالیان کا دور پہرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

پیا تج آشنا ہون مین تو بیگانہ نکر منجکون
رتی نین نکرتی تج یاد بن تون تا بسر منجکون

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدھار کا حاجت — کہ دونو جگمگی آدھار ہے خیرالبشر منجکون
دنیا و دین کا حق سنکار یا علی تون — سب لیا کی منکا اسرار یا علی تون
دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون سے رنگ — لی بھیک رنگ عقیقان رنگین ہوئی یمن مین
باریک تج کمر دیکھہ باریک ہوا ہون جون بال — ویسا نہین کوئی تار باریک پیرہن
سنو لوگ میری پریم کی کہانی — کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی
جس عشق بھیدیا ہے منج بالی بالا — کہ ہوی ہون تمن پیم ہون دیوانی
محبت کے لذت فرشتان کو نہین ہے — بہت سعی سون مین سو لذت پچھانی
خدا داد محل کون محمد سنوارے — تو اسمین جنت کی نگاران نگاری
بلندی محل کا ہے آسمان جیسا — سورج چاند تارے سو استھی نگاری
نہ اس جگمین دیکھی کوئی ایسی محل کون — مگر دہرت پر قدسیان لیا کہ تمہاری
پہل بن رخ یار خوش ندیسی — بن مد پھلی جہاڑ خوش ندیسی
گشت چمن و ہوائے گلیان — بن پیالہ کنار خوش ندیسی
عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی — چتر ناریا نمین ہستی ہے چھبیلی
نبی صدقے قطب شہ سون او پیارے — پیارا و احسن کا کرا کہ میلی
پیارے پریم ناز سیتی سہاتی — آپس حسن سون عاشقان دل بہلانی

اے بار خدا اپنی درویش کون بخش — مجکون سو محمد علی کے کیش سون بخش
دشمن کون تون توڑ دوستان کو تون نواز — دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کون بخش

ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلزار عنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدرآباد کا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی دوالی حیدرآباد کا دیوان فارسی ورنجتہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ و ریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی ریختہ سے
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہو چکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی دستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہئے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
سعدو سمجھ کے نشانۂ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کہین کہین غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قلی قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تھا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا۔ راتدن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکھا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب
بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اسکی پیشی مین ملازم کیے تہے
وہ روزانہ دربار مین شجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ
تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین
سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری
ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب
ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق
ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق
ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا
تاریخ نظامی قطب شاہی کے مولفین نے لکھا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی
کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر
آباد کیا اور اسکو اپنا دارالسلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جبتک زندہ رہی
بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئی علماء و فضلا کی نصیحت سے اس نام
کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے
حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کردی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ فارسی
و تقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان
خلائق تقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زمانہ بہی
ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکھتے ہین - سرکاری دفاتر قطب شاہی ہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی - اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے -

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تہا - اور رحیم و رؤف تہا - بخلاف شاہان سلف بھائیون و قرابتدارون کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تہا - اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکھتا تہا - اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تہا - اعزہ و اقارب بہی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تہے - مدۃ العمر کبہی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا - یہہ ایسی عطیۂ الہی تہی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا - چند روز قید مین رکھہ کے وطن مالوف اصفہان روانہ کیا - میرزا کشتی مین سوار ہوا - ابہی منزل مقصود کو نہین پہنچا تہا کہ کشتی مین فوت ہوا - یہہ واقعہ ۹۵۰ ہجری مین واقع ہوا -

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تہا - شہر حیدرآباد مین چوک اسی کے اہتمام سے آباد ہوا تہا - اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تہا - فی زمانہ وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا - لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تہی عوام کثرت استعمال سے اسکو سوکے میر کی کمان کہتے ہین - شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تہا مختار کل کیا - تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چہوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑہتا تہا -

ہر وقت خوش کہ وہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو ۱۰۱۲ھ ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب مشارالیہ گودہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادۃ پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی رہی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع و چند عبائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل اطلس زربفت و بارہ جوڑا لین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پر فضا میں اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیوں کو بھی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تھے۔ اتفاقاً سفیر کو چھ سال تک مہمان رکھا۔ سالانہ دو لاکھ ہُن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایا لائق شاہ ایران کی خدمت میں بھیجا۔ پھر اغریو سلطان کو مع سلطان یقلی طالش کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بھی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تھا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تھی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تھا۔ فی زمانا اُنمیں سے بعض موجود اور بعض معدوم ہیں۔

آلہی محل۔ باغ محمدی۔ نبات گھاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ امامؑ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارہ دکن میں لکھا کہ تمام عمارات کی تعمیر میں ستر لاکھ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے ساٹھ ہزار ہُن سالانہ وقف کر دیا تھا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرۂ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہون عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پہ علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا و احسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑ گیری زکوٰۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر برینہ سر سال بخوف و خطر مال و زر لیے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹہے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسّال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا اُنکی اولاد سے بھی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوا دیا اور حمام مین دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بھی مہیا کر دیا تھا۔ غربا و مساکین سے کچھ حق الخدمت نہین طلب کرتے تھے۔ ہان امرا حمام چی و خدام کو بھی انعام دیتے تھے۔ تمام شکر گزار رہتے تھے۔ دیکھو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکھتا تھا کہ رعایا کے مطالب کو اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تھا۔ کبھی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تھا۔ جفاکش و متحمل المزاج تھا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تھا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تھا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تھی معاف رکھتا تھا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تھی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تھا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتھ کر دی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکھا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت
و اطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بھی انعام و اکرام سے سربلند
کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت
کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان بریں تک پہنچا۔ نائے نوش
کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادشاہ
بیجاپور و عادشاہ برار شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری
و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش
ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کیے۔ خدم و حشم زر و جواہر
سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران
و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی
تمام ہونے کے بعد برادر زادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو
تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین
اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد
و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ عہد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ
ہم صحبت و ہم جلسہ رہتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دل چسپی کہتا تہا۔ مراتب
نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام
موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان
ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہو چکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈھائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصر سے کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ آخر بمصداق کل من علیھا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد — آبحیات خلق در بغا سراب شد
سرو بوستان معانی فرو شکست — برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب کو ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بھی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تھی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پھر امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہو کے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر قبض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کئے امرا و وزرا و علما و شعرا و رعایا و سپاہ نے نذرین دین اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپین فیر کی گئین۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانۂ خود را — کاتش نزند از رشک تو پروانۂ خود را
ہوش و خرد از پائے درافتند چو مستان — چون سر بکشی برگس مستانۂ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت آن جرعۂ پیمانۂ خود را
بایاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستم دو رو روز نہ خود را
گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا — خواہیم ہمان گوہر یکدانۂ خود را
اے قطب شہ آخرہ دوران عشق است — مردانہ ہمی رو رہ مردانۂ خود را

دلہ

بے لب لعل تبان بادہ حرام است مرا — لب میگون بنما چون سر جام است مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم — آنچہ سودا است کہ با زلف چو شام است مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدہ است — خال تو دانۂ آن زلف چو دام است مرا
ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت — ہر سر کوی بلائے تو مقام است مرا

دلہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد — ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد
گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد — دیدۂ حیرت نگاہ ندارد

دلہ

منکر زاہد نہ ایم و زہد و لیکن — دل سر و پروائے خانقاہ ندارد
بین کہ چہ طوفان آتشست ز عشقش — آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه گه قطب شب چو دگران نیست — جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

ولله

حرفی ز لب یار نشنیدیم شنیدیم — صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
مردم همه درد سر بیهوده دارند — گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم
اعجاز محبت منگر کم درین راه — بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
این بس که تماشای گلستان تو کردیم — گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم
هر چند که وحشیست دل آن نیست که گوید — از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
ای قطب شب از درد دل خویش چه گویم — مشتاق ترا از خویش ندیدیم ندیدیم

ولله

در ره دوست ما نیست ضرر دانستم — سخن اهل غرض لغو و خطر دانستم
خوش بجد داشت دلم گر تو وفا می آید — شکر باری که ترا بار دگر دانستم
تا ز خسار جهان سوز تو کارم افتاد — رو ش سوختن آتش تر دانستم
فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی — از چه کم میکنی ای شوخ نظر دانستم
قطب شب دوش که در گلشن کوی تو بودم — ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

ولله

بدور خط ز چشمت کم نشد شوخی و صیادی — که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی
دران وادی که آتش می شود گلشن در آزاید — هزاران جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی
اگرچه نیست ہے بعدل داد شاهان را — ازان رنجیده تر ماند بعاشق از تو بیدادی
بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید — درین ملک مبارز دندارد دست نبیادی
خرابی ها که دل از تیر کنار عمرها دارد — فدای آن خرابی باد معموری آبادی
دلے کز دوست تا لان شد پریشان گشت حیران شد — مسلمانان مبادا هیچکس از دوست ناشادی
غم یاریکه در دل قطب شب دارد عجب نبود — گر از خاک درش سبز بر آرد یکنفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شا متخلص بمعانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہوتو نور دیدہ بستو شتاب تا ب تہا
اس نکہہ تہا رات و دشت مرا آفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ نکہ سور و سور دوست
مین رونہ تہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس ہزار پر یخانہ تکل
جیو اس میان بصورت و معنی خراب تہا

مواوز ہر ٹونک نیتو جو پیگا نہین دماک
دیوانہ سیون آگ برہ تہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نرنج
اس کباہی خیار گناہ شراب تہا

دلا منگ خدا کون کہ خدا کام دیویگا
تمن کے مراوان کی بہری جام دیویگا

دو عالم کے درواے کہلی ہین عیش کی ناظر
جی کو کوئی اپنی نام سون دل رام دیویگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر دار و سے ناکام دیویگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک پستی مین تجکون بلند نام دیویگا

آیون بخت حقیری تہی کدین دل مین نکر غم
تجے دار و سے صحت سون شفا جام دیویگا

رقیبان کی دکہون سیتی قطب تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیویگا

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

جیتان آنجہو سون ہوون پاک پاک سو سون جہاروں
جی کو خبر سولیا وے کہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد بجاوی ہم ہر تہی تک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ مہر محبت آپ دل
ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو ادھا را

ولہ

نبی کی دعا تہی برس کا پنتہ پایا
خوشیان کے خبر کے نامے بجایا

پیا ہون مین حضرت کے ھست آب کوثر
تو شاہان اُپر مجھہ کلس کر بنایا

میرا قطب تارا ہے تاریان مین نجمل
تو مجھہ پر فلک رنگ کا چتر چہایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اُچا کر
جرئت سب ستاری سون اسپر چڑہایا

سورج چند آپی تال ہوکر بجین تب
منڈل ہو فلک تم تمایان بجایا

کرے شتری رقص مجھہ بزم مین تت
برس گانٹھہ مین زہرہ کلیان گایا

کلیان عشق کی مجھہ مین کہلا کر
پہولان غم کی دل بوستان تہی گنوایا

میرا گلستان تازہ اس تہی ہوئے
مجھہ اُس باغ میوہ دمدم کہلایا

زندہی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
سو اسپند کے پاتران کرنا چایا

خدایا معانی کی امید بر لیا
کہ جیون سانت کی میہونتی جگ سب اکہایا

خدا کی رضا سون برس گانٹھہ آیا
سہس شکر کرتون برس گانٹھہ پایا

دعائے اماان تہی مجھہ راج قائم
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفی ستی سیر اگندا کر
مجھہ اُس گل کا سیر احمل بنایا

ولہ

تیرے ہونٹان کی حقے مین تہی لا منجکون دوا
میرے دردان کو سدا تیری شفا تہی ہے شفا

کیا غرض تجکون یہ بجھان سون پیارے ساقی
غم بچھین عیش و خوشی کا ہے صفا ہور صفا

وعظ تیری سون معانی بند ہیا ہے دل یارب
کر وا امین نبی علی تہی اسکی دعا

ولہ

دیکھو کہ کیون انو ہنا ستین وفا
یک تل نہین ہوا کہ کری مہر تہی بہی جفا

لکھی سو پایہ ہون نہین کچ یا نکا گناہ
جن ظلم کے تو اسکون آہی درد بی دوا

کرتے ہین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
بخشیا فصیح شعر معانی کی تین خدا

ولہ

سجن تجہ مگہ عرق بندبندبہت رزور دستا اب
او مدہن کو پی سو عاشقان دستا اب

معانی قطب شہ کس معرفکہ رمز نہانی پیوکا
کہی جی ہر مجلس کا سو پچلا حور دستا اب

ولہ

نکو پلا مجہی ساقی پیالہ بہر بہر کر
کہ پی تے ہین ہمین دائم پیا کر اسکی دست

دلیل پایہ ہون تج زلف ستین آب حیات
اچہی جو زندگی کا تیہر تیری زلف مین ہست

تیرے خیال کی مرغان ہوئی ہین جگ پنکہی
تمہاری یاد سون پنجری تہی مرغ دل موہست

نکو کرو پنکہی تم بال پرسون مغروری
کہ بی پنکہیان سیتی تم مین ہوا ہون مست

تمہاری یاد بغیر مین ہے نرم مور نگین
کہ میری بیاگ لگہیا ہے اے عیش و راست

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
معانی شعر تیرا تو لکہی مین دست بدست

ولہ

مگہ تیرا دیکہہ کر مین آج مست
تیری مگہ کی مین ہوا ہون بت پرست

مگہ عرق مین زور مستی ہے عجب
میری زردی مین رنگ لعل مست

ولہ

خال ہندو کا بہلا کر مج کیا ہے بت پرست
سب خیالان اپنے پست کرتا ہے ہر خیال مست

ای معانی تون چہپا کر کاہی پیتا ہے شراب
کو تو الان لکہیہ ہے باتان تیرین دست بدست

خورشید مگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
اسل بروان کو سجدہ کیا ہے ہوا ہلال عید

خرم خوشیان سون شیوہ کی سینیون ہر پرے
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خط کا شکر دی منجی شیر خرمی مین
شربت پلا اور ہر سین کہیا گلال عید

ولہ

خدا جیو کی جان کون دکہیا بیک بار
دکہیان عرضہ کر غم کرون خوار و زار

سمندر ناز کا گر دسرما کرو
کہ لکہیان دے چلتے سو ہوے قرار

کرے کین دلیل و دلائل سون عشق
دلیلان مین لجی مین عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر
نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار

کرنالہ تیج نازنفان تھی جن
وہ مجلس تھی کرنا ہی سکون بہا

معانی دھاگا بندھے زلف سون
اُسی تھی وی مصطفی دُو انار

صورتان سب ہیچ ہی نشان تھی کے مین باہر
جیو مجنون ہوا سر تھی نمارا زاکر

باندیا احرام کہ پھراکرونگا جیو آج ان طواف
لعل تک آنجھو ہمن کو نین ہونا ناصر

مین گناہان تو علم کہان پڑیا ہون بہت دلی
گال خط تکمین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

کب مل کر مبارک ہا وی عید غدیر
اج خوشی آنکی ہی خوشیان دسین اُنم صغیر

موسمان کون شادی ہر خوشیان کالیا ہی خبر
تو خوشی کے بحر کون آ لیا موج کبیر

میہ بانی عید کا جگ مین سنا دھوم سون
مطربان لیا گر و گوا وورگ مورلا و عبیر

موج کیتا کہون کے آگے موج کون پایان مین
کر دا اوذکی نعل کا سر ما کرین شاہ وزیر

کر دعا تون ہیچ صلوا تان محمد پر سدا
اس دعا صلوا تہ تھی ہوگا تجے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ امام نکا غلام
مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

کھلیان مین کلیان تون مستی مین جن تی بہار
وی پلا ساقی ہوا ہون سرتھی مین بی اختیار

دیدار جب دیدہ ہے نعمت دو گھڑی
سب گھڑیان نا بوجھو ہے ڈو گھڑی تجکون نمار

تیری یاداں سون جانی پیتا ہے پیالا مدام
اپنی پیاران سین توڑو تمہین اسکا خمار

دل جین دکھائے جیو لم خانہ خانہ کر
عشق تو مجہ تم زن مستی بہانہ کر

اوی صنعا کر کل جو کیا تازہ اوی صنم
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عار فانہ کر

ہاتف ندا کرے کر وائے زمزم صبوح
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر

بیدار یم تمن سون ہماری کہانی ہے
او چشم ساحرانہ تیرا ٹونہ ٹانہ کر

پیوستہ باتو باد معانی عروس عیش — قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر
ہندوئے ہند جب نہ کرے مجھ جان کے آرام پر — ما بات مصری مصرعون مین اُسکے جام پر
ساقی اُتار یا جام دے ہے او مجھی آبحیات — پیکر ادجہوتا مین کرون رقاصی جنت بام پر
مینا کے پانی مین سدا مجھ دل ترا دے مین کر — کوڑیال پتلیان سون چرالیجائے استفہام پر
قصا ہے جگمین لیلی و مجنون ہور فرہاد کا — اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیہری مقام پر
گالیان ستی اُو ناز مین مجھ یاد کرتا کر سنیا — اب ل کرون قربان اُس شنام کی نعام پر
ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہ یو جو صمد — ہم کام مین مجھ کیا غرض دہ بیالا لاب کام پر
دنیا کا حکمت نا بوجھین ہرگز حکیمان عالمون — گاوڑ تا عیش کا نسون ان بیا کے نام پر
شعر معانی ان بندی مین جگمین حسن کے — ہزی صدف موتی جمیا آپ ایز نام پر

سورمن پیالہ مین ساقی شراب پور کر — ولہ — مو غم دیر سالکون یکدو قدح سون دور کر
میرے خیال کہیل پہ ہنستے ہین عاقلان سدا — جانو نجانو کہیل کچ کہیل بیا کے سور کر
باد سحر کہتا کرے بیہودای دردسری — یکدو خبر خوشی کے لیا مو دل و جان سرور کر
صبر مین ہے نتیجا صبر تون نیک جین کہا — اب تون معانی عشق سون درد و جہان ظہور کر
اندھاری شہر پر خورشید تابان ہاک مفور کر — ولہ — آہہا لان آہ کے دانے مین منج سینے منے زور کر
کہیا عرضہ سنو مین نازنین کی کام ہے منجکون — غروری آہ کرتے مین کہتا اب اُس کے زر کر
گری ایران زمین پر بادشاہی تج نہین ہے غم — بدن کا یان پہ ناہون پیا تون نگہ سر پر کر
سو اُس زنجیر لفان سون کیتان کو نہ کرتا ہے — مسا دانع غلامی دے منجی حجر مین عنبر کر
تمہارے عکس تے روشن ہوا ہے چاند سب بلمین — وگرنہ رنگ کا ٹھہکر ہے تج بن خاک سر پر کر
غباری خط سو اُس مکہ پر عجب ہے جو نچا ہے — سو پریان اُس ورق تا سک رہے ہیت جوڑ سر پر کر

ہماری آہ کی شعلیاں تہی پایا ہے شفق لالی
اُساسان دو سہری تہی اُپر چھایا ہے منظر کر

خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلہ کے اُوپر
کہ جیون نمرود کی آتش مین براہیم سہرور کر

رقیبان کہنیان سنکر ہماری ہوئے ہین حیران
معانی آپنے دل مین علی کا مہر مظہر کر

ولہ

شیعیان کا عید پہر کر آئیا خم غدیر
دو جہان سب خوشی پایا سو اُس عید کبیر

آیت قران نازل جیون ہوا حضرت کرین
مرتضی ہین اُن جگ مین جیون محمد بی نظیر

انبیا ہور اولیا مین حق کیا تمنا بڑا
سیج تمین داماد پیغمبر ہین علام الخبیر

مصطفے کے پر سہر ہین دہرن آیا چند
مرتضی فرمان سون پہر کر آئیا مہر منیر

دین دنیا دونی مین حضرت تے قائم ہا بد
دو جہان کی مکتان مین ہے شمی ہر وش ضمیر

کل عالم سب تن خدمت کون باندہی ہین مر
منج بندی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر

ازازل تہی ہے غلام مصطفی قطب زمان
منج غلام کمتر ین کون دست پکڑو یا امیر

ولہ

ہمین مین بے ہنر گر ہوے نظر یار
ہنر داران مین دیسین گے ہنر دار

نظر سیج پر آلہی کا ہوا ہے
تو ولی تہی ہین شہان سب تیرے یار

دنیا کا پہول اُپجا ہے جفا سون
ہیئہ مین رکہہ خدایا منج اُس آزار

محبت مے دیسی اُس کہ صفا مین
ہمن پیالے مے مے بہر ساقی گلنار

دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور
ہمین کج دیکہہ کر باندہی ہین زنار

صراحی کے اوپر پیالا جچا ہے
کہ اُس جیجی بغیر جیجے مین بیکار

درد دوجانے حکیم خوب دانا
ہمارا درد کیا بوجہین گے اغیار

معانی پر نظر اُس یار کا ہے
سدا اُس نہ سون بیدار دیدار

ولہ

مو نظر سامنے نہین ہے یار
مین پانی مین تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جتا موندون — وون بہی نکلی بہرا پہالی مار
قبلہ کا پتہ نہ کوئی دکہاوے ساج — منجکون جوند ہر نماز یک قرار
سامری سحر مین جتا کہ کرون — باطل السحر ہے بچن در کار
دارو کرتے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
عشق نا نگر کیا زمین دل کا — ستون آنجہو کہ ہوی شجر دربار
بارده میری جہاڑ کون یارب — پہول پہل ہوتے تا سہی گلزار
ہے معانی گنہ گار رب ا — رکہہ محبت نظر سون تج دربار

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
ہند دریت کون دیتے ہین تم روا جان — کہ تجا نہ نئے ہے ٹوٹے ہمن سر
تیری یاد کا بحث غم ستین کرتے — ہمن جلسیت ناسک کرتا ہے عرعر
ہوا ہے ہمن قصہ یک بی ستین ہند — جی کوئی بسم نا جانے ہے خر تہی کمتر
بلائے منج او نا زنین مست ہوکر — سدا رکہہ یارب دومستی کا شکر
کلا قند و نابات کا کیا کرون کا — سو مکہ پہولی تہی باندہیا گیا قند تہر تہر
صفا مکہ تہی پیتا ہون مل رعوانی — تو دندیان سون لڑتا ہے منج خسر
تیرے ملک پانے پہ ظلمات ہے — ندستا کہان پیون اللہ اکبر
تیرے عشق کے نیہہ تہی مین ہون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
معانی کی شاخان کو نا بات لاگیا — وو میٹہائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر

ولہ

قرآن کی ہے آیت ستین راجوٹ کر — اس نیہہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دربار
تج دیکہ کر بہلی ہین سب کا فرو مسلمان — نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیاوے ہمارے میانے — حک کر عمر کی پیدان ٹہاوے سنیا کی طومار
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی — جسکون اچھی کنجینا اُسکون کہلین گے اسرار
اس بات دین ہے جسکوئی اُسکو نہین کد ہین غم — غم تو نکہا معانی نجکون خدا ہے غمخوار
پیالہ مکہ تہی چوتا شراب منور — ولہ — پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بہر بہر
چکا نقل ہوا ان کا مستی سون منجکون — خوشی سات غم کون بسارونگا از سر
شیشی بے شرم نور مین ہے دہوان نج — پیٹ کو ردل اس سون ہووے برابر
تیرے کام مین کام رکہا ہون مین تو — دیا عشق شاہ شی کے منجکون چادر
منجی آگ کو ملیان کی کرسی نہ تاثیر — تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین — نکو لیاوے بہی کوئی کہانی آذر
عشق کے منار سی اوپر جیو دل سون — معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر
تم ہمن مین ایک کی باتان ہمان تہیان راست — ولہ — رات کیان باتان صبا نین ہین تہین تن ضمیر
تج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بہریا — تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا میر
نہنی سانولی پر کیا ہون نظر — ولہ — خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون — وسن جوت منجکون دسن جیون قمر
پون سیتی ہت راکہی ہے آپ کمر — سورج چند من جہکی و وزر کمر
مین اس نور سون لبدیا ہون کیا عجب — دو جگ روشنی پایا کس نین خبر
تو دوری ڈراوے منجی دور تہی — دو کیا بو جہی مو دل مین ہے تو نگر
معانی کے باتان تہی جہرا نمک — جی چاکہی کہے ہے نمک سون شکر
نازک نہی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز — ولہ — لو جین کجل جہکین دلی یاری نہ پہچانے ہنوز

نہ پر سوں وہ رہتی نہیں شیشے سر اہر تی نہیں
پیالی مین مدکرتی نہیں عرض نا مانی ہنوز

امید مج تیرا ہے تج قول کون سیر آہے
معشوق تون میرا ہی جانے نہ دل لانی ہنوز

نہین بن کی کہیل ہوا ن نہین امرت اور تیلان نہین
کہ صاف تین بولان نہین آپ نرخ نا جانی ہنوز

قطب بان کون جانتون نہ کی بچن من آن تون
وی عشق گری ان تون کیتا آپس تانی ہنوز

ولہ

سبز مکہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا مستی خیز
آ زرد مد ہو وی مج جیو می تہی جیون گلریز

دائرہ نا دحر یفان پکری مین دنیا ل
ہوش سون راکہہ قدم کا تی مین تج پتہ جیو نریز

کیون چھپا یو ین ہمین می پہلان گلزار کے
کہ صرحی کرے قلقل اس اوپر قاضی تمیز

دنیا کے پہول مین تون ہا ن خاکانہ منگین
کہ سبھی پہول کان جو پہ لگتی ہین کانٹے دکہانگیز

کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز

شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب ہین
شعر حافظ کہ سراوپرا ہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون پہنہ کہ میخانہ کا ہو در باز
کرونگا شکر گزارونگا سود گانہ نماز

بجائی سو بجتر کیا کم آویگا منج کون
ہمارا دہی بجتر کہ آوے خم تہی آواز

ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
سوال نا دنی سنگ کرتا ہون اور در پر نیاز

تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے
نہین ہے حاجت اسی جاونی کون تا ہجاز

معانی آس تمہین کیا بو ہمین اسی ہیخواران
تمہاری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
سورج آوو حمل یا نہ عیان ہم عید ہم نوروز

مبارک ہین تیری مکہہ نوروز سورج تہی ہوا پیدا
خبر جان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز

شہان آئی ہین زینت دیکہنے تم بزم عشرت کا
شہان کا شاہ دیوے دولتان ہم عید ہم نوروز

کیا رکسوت زمین نوروز پہون سنو پلیان ہین
وکسوت طرح رکہہ موی تجان ہم عید ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سبز بلندی ہے — سو ہو رج کرنا سون یا ندی سایہ بان ہم عید و ہم نوروز
خوشیاں آئی محمد دور تہی منج گہر انداسون — یہون کر شکر دائم مین سکھان ہم عید و ہم نوروز
جشن نت نت عید ہو رجشن نوروز کا کیا جی — سو ہی ہا ہی مراتب پا ترا ن ہم عید و ہم نوروز
سہیلیان دوستان گن دو کہ غم کا سب اثر بہا گیا — خبر لیا یا خوشیان کا یو زمان ہم عید ہم نوروز
خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر — تو منج دربار کر جین گجان ہم عید و ہم نوروز
پیا تج مدح بولیا نہون امید ہو رآرزو تین — دیو تشریف گنج لامکان ہم عید و ہم نوروز
تمہاری وصف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی — او شعران کون پڑین سب شاعران ہم عید ہم نوروز
تمارا فیض بخشش کا ہوت ہی عام خاصان پہ — ہمن بخشو عشق کے لاریان ہم عید و ہم نوروز
دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب زمان تون — کرین آمین ملک ہو رقدسیان ہم عید ہم نوروز
خدایا عید ہو رنوروز شادی کہہ ہو ہر سان — کرون تا خدمت صاحب زمان ہم عید و ہم نوروز

ولہ

ای خیال لیجاو تو خبر میرے پیا پاس — منج تا مین طلب زندگی کا نیر اس الیاس
دن رات او جالا اچھی او دن تون دعا کر — مقبول دعا ہو تیرا غم جاوی کر سب نہاس

ولہ

راز نس کا تم ستین کہنا ہوس — تیری بات انکار کا سنتا ہوس
بی کچی کلیان بہری باغان منی — رس کی کلیان باغ تج چننا ہوس
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت — کیدو باتمان پیالہ سون کہنا ہوس
کونلی ڈالی کون لگے پہل رنگ رنگ — اس پہلان سیتی مکرا گندنا ہوس
سب بہشتی حور اس ہا سان جیوین — روح کون اس ہا س ہے سنگنا ہوس
شاعران پڑتے معانی شعر لیک — شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

ولہ

ہوا ہے فرح بخش ہو رساقی سرکش — سمندا نا زپر باندی مین کس پہ ترکش

سو اُس لعل کا گرو عنبر ہے جیو کا | و و خوشبوئی سنگ ہوتی عطار بیش
سورج چاند کون کیون کرون تج برابر | ہمن مین کا نور ہے تون پری وش
معانی ریا ترک کر عیش سون آچ | کہ سُپیڑیا ہے تج ہات انچل سبز وش

ظفر۔ شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا مین۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعارفہ اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا۔ معرکہ سخن سنجی مین ظفرمند و میدان شاعری مین فیروزمند تہا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

بنود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا | گر دہد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل | پاس تمکین خودم ساخت کہسار مرا
بید مجنون صفتم سبز بزیر زمین تسلیم | خم شدن بہر تواضع بنود بار مرا
ولہ
درین عہد ست لغت بسکہ سامان جدائیہا | بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا
ولہ
بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست | خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب
ولہ
عوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست | بدل طلعت او باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے فت زدست | گر نشد سعد درین کار زیان این ہمہ نیست
مشمر ایدل کہ بود زلف صنم مارے چند | پر خذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار — ولہ — من ہوائے بوسہ دارم او ز من دارد کنار
دست او رنگ حنا خیلے بآسانی گرفت — آرزو دارم چنین در دست من قتد نگار
از وطن آوارہ گشتن ہست استقبال مرگ — ولہ — بر میا ورائے شہر بہر خدا محمل رسنگ
حاجت روائے عالم محتاج کس نگردد — ولہ — بر شیشہ ننگ باشد تقلید جام کردن
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیدہ — ولہ — نرگس بشوق دیدن چشم تو دیدہ
نقش قدم ظفر سر راہ تو دیدہ گفت — از دامن کہ ریختہ گلہائے چیدہ
از عہد شعور می پرستم کردند — ولہ — دیدند ز اہل ہوش مستم کردید
در گلشن امتیاز مثل نرگس — چشمم شدہ و اجام بدستم کردند
بہ بزم آتشین رویان دل پروانہ کم کردم — ولہ — سپیدی داشتم اما در آتش خانہ گم کردم
مبادا ہیچکس یارب چو من آوارہ مجنونے — کز آبادی جدا افتاد و ویرانہ گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد ہے - وطن مالوف مین اس شعور و تمیز کو پہنچے کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکے شعر و شاعری کے طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تہا - تہوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجۂ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتہہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب ندانستیم سرو برگ این غزل این فیض از کلام ظہوری بمارسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی - بحر مواج تہی - سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا - نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے - اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے - بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ - اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہائے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی - انتہی کلامہ -

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کی گذران اوقات کا مدار کتابت پر تہا - باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا - عالی ہمت بلند حوصلہ تہا - مال و دولت کو محض لاشئی جانتا تہا - بذریعہ کتابت جو کچہ دستیاب ہوتا تہا اسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہکے فروخت کیا تہا - انتہی کلامہ -

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا - پس وطن مالوف سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا - اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ ہجری مین وطن مالوف بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا - تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ اولا احمدنگر مین پہنچے کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃ احمدنگر مین آیا تہا - ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی - اور ظہوری کی محبت کو دل مین تمکن کیا - جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا - اسوقت ابراہیم عادل شاہ رومان

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتھ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایتہً ممدوح کے نام کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ہوھذہ**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلۃ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مستمی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در فنای گلشن	نیافرید خدا نون متصل بایا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب نیست کہ از یمن نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گر فتارم	عجب نباشد اگر زر با شدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق
چرا سیر نباشم بقرحۂ احشا

ہمیشہ سدۂ افلاس بر جگر دارم
کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا

چہ حالتست کہ ہرگز گلوی روزی من
نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا

ندید در تپ ہجران یار بستہ دہن
کسے ز شربت عناب شکر روی شفا

دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور
چسان بجلد دل آورد عروس رجا

چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ
کہ مستحیل شود غم ہمیشہ صفرا

نیافت مادۂ احتیاج ہنوز
تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا

کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد
ز بلغم لزج خلط مختلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر مشتمل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہیں۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تھا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تھا۔ چنانچہ میر سخن سعدائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح میں کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند
نخست والی غزنین دوم خدیو دکن

رسد بعہد تو شاعر بیمایہ ملکی
زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر میں ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکھ کے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور ناز کرتا تھا کہ میرے دربار میں ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رو سا ہند کے دربار میں اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت میں رکھتا تھا۔ باہم ملک و ملوک میں ایسا اتفاق و اتحاد تھا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ میں ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکھ کے رشک و حسد کرتے تھے اور کہتے تھے

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بھی اُسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری بادشاہ کی قدردانی و جوہرشناسی کیہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان احسان سے بیشمار مال زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی جو دربار عادلشاہی مین معزز شعرا سے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی کردی۔ مولانا کو داماد کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک ہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالسنا صفہ تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در پیرایش گلزار ابراہیم و اکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ) بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا کہ شعرائے نازک خیال سکی بی نظیری و عدم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ مسجع و مقفیٰ ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ منثر بہ تہ نثر ظہوری مشہور ہے دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین داخل و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل نہیں ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بخشی عالمگیری نے تقریباً اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کئے کسیکا ساقی نامہ اسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ و مقابل نہیں ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ میں نے ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا مقابل و ہم سنگ نہیں ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع میں اگر انصافاً دیکھا جائے تو ظہوری کا ساقی نامہ چیزے دیگر ست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونوں میں فرق بین ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب اس فرق کو سمجھتے ہیں۔ اور تمیز کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل میں بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہوں تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کر لیں گے۔

اور سرخوش وغیرہ مذکرہ نویسوں نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت میں پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود نا آشنائی سخن ساتھ مالی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت یہ صلہ پہنچا اسوقت قہوہ خانہ یا حمام میں بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی میں مشغول تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کر کے قبض الوصول طلب کیا۔ فوراً پرچہ کاغذ پر مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کردند تسلیم کردم۔ بعضے مذکرہ نویسوں نے لکھا کہ کل صلہ کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفاً کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہور نے ہندو دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعرا کے شاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابوالفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا فیضی سب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعر و سخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے۔ دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام و خوش اخلاق تمام ہے ہر ایک استان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھ سے نقل کی کہ ایک روز فارکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا۔ سلسلہ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفاے اربعہ بیٹھکے اور مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صباغ نیشاپوری کھڑا ہوا کہا اے نامعقول کیا لکھتا ہے حوض کوثر تو درہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شھر وزوایاہ علی السویۃ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر میں سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونوں کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونوں فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونوں نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونوں کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب میں رکھا۔

خزانہ عامرہ میں آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری عرفی کے درمیان مراسلات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ میں بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو میں یہ ایک رباعی لکھی۔

این شال کہ وصفش حد تقریر است — آیات رعونت مرا تفسیر است
نامش نہ کنی قماش کشمیر کزو — صد رخنہ بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونوں کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ ۱۰۰۲ھ میں ظہوری ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات غزلیں لکھیں۔ ہذہ ماخوذۃ من تذکرۃ تمنائے اور نگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس میں شعرائے اسلف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین میں ظہوری سے بہتر کوئی شخص ہیدا نہیں ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری

شیخ کے کلام کو لائق نجانا ہوگا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکھی تہی فیضی نے جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ہے

ظہوری

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم — سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم
از رہش جلوۂ آہ برآہا فکنیم — در خلش غمزۂ خون بچکیدن دہیم
بند نقابے کشیم تیغ و ترنج آوریم — یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشہ دامان آہ ماندہ تہ کوہ ضعف — اشک سبک گام را پای دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگرۂ ایوان وصل — نالۂ شبگیر را تا بر رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بررہ شاہین عشق — فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم — برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبہ پرہیز را کردہ شکستن دریست — مخضر ما موس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست — گر بن ہر موے را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پاے بدامان کشید — بختی امید را سر بخریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت — بازوے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ ۱۰۰۲ سنہ ہجری مین تمام ہوی تب شعرا و علما نے تاریخین اور تقریظین لکہین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کیے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکہین۔ رباعیان

مندرجۂ ذیل ہیں ؎

دانائے ازین دفتر کل دریاشد		پیداست نقاطش زچہ ناپیداشد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت		شد سیر تمام قطرہا دریاشد
از چین سخن گران سخن متوان ساخت		بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم		ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت
این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را		رد ساخت ثنا گردی استادان را
ہر نقطہ زتار خط نیفکند کمند		در بند رود آبدامنت آزادان را
اے بخت بیا یاری این بیکس کن		تا پیش روم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کرد ناز این نسخہ برون		شد مہر لب سخن ظہوری بہ دہن
این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند		در ذات دریں [illegible] سحاب شدند
از پیروۂ لفظ حسن معنی بدمید		خورشید برآمد و گہر آب شدند
فیض ازل از چہرہ برافکند نقاب		از لوح خرد ستردہ آثار حجاب
سرزد خورشید معنی از مشرق لفظ		نیلوفر نقطہ سر برو پا بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بیمار رہنے لگا۔ بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا رہا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر ۱۰۲۵ھ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

آپ میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجۂ ذیل کذارش کرتا ہوں مشتے نمونہ از خروارے

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما — مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر چه بردن دل ما کرد دلیری — جانان قسم نمیخورد الا بجانِ ما
در بارگاه سوز و گدازیم صف نشین — کرسی برائے داغ نہاد استخوانِ ما
گریهٔ خوش رنگین بساطے چیده در بازارِ عشق — می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجانِ ما
زود بر نخل هوس بے بار می ماند نه برگ — لرزهٔ حسرت چنین گر میدمد افشانِ ما

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را — ولله — خموشی باز بر هنگامه بندی داشت غوغا را
بکوشش نیست ممکن عشرت از بیتاب برچیدن — شکیبا کے تواند کرد ناصح ناشکیبا را

کرده ام سرمه خاک راهش را — ولله — دیده ام چون هر نگاهش را
شب ز مژگان تر رقم غبار آستانش را — پشیمانم که کارے باد دادم پاسبانش را

بر نتابد جگر درد کشان درمان را — ولله — نه پسندد سر شوریده سامان را
خلق را مژده آسایش خواب مردم — ضعف آه بر بخیر کشید افغان را

شد طبیب ما محبت مفتش هر جان ما — ولله — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ما بے مشتری جز ما که باشد — مشتری جز ما که باشد بر درد کان ما

آباد کرده عشق تو جان خراب را — ولله — در خرمن عطش زده برق شراب را
یک دیدنست آفت پاک هر جان و دل — لطفے است بر مدار ز عارض نقاب را

بر هم نزنم همه شب دیده که سر شک — الماس ریزه در تته پهلوست خواب را
هوائے صبح نخجند نازکی گلهائے خود را — ولله — چه نسبت با گل پژمرده فیض شبنم را
زهے طالع که گر صد شعله از هر برگ خیزد — نیفتد سایه بر کشت امید بر نمی را

دگر گون شد ز عشرت همدمی ما تا شب امشب — ولله — شبم خوش شب میکنم با آفتاب امشب
بدین راده ام از هر بن مو دیده دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب است خواب امشب

دلها شکار آهوئے صیاد گیر تست — آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست
خود را بآب گریه دهم یا بباد آه — گر هستیم غبار ضمیر منیر تست
نیاز موده که روز غرور تا چند ست — اگر حریف ضرور ست عجز ما اینجاست
مرو که میرود م جان زتن مروت نیست — غریب زیستنم در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهریار دکن — بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست
زد ظهوری دم شاکردی — فیض استادی شاه دکن است
شیدائے تو با دیر و حرم کار ندارد — افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گر چه دهد طرز خرام تو زمین را — بنشین که زمان قوت رفتار ندارد
آنانکه جز بنگهت کاکل گرفته اند — در بوستان دماغ سنبل گرفته اند
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد — وقت غوغائی خموشست شنیدن دارد
گفتم برائے دیدهٔ جان تو تیار رسید — تا گفتم این غبار رهے از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است — این آرزو نخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام — خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید
خام ستم دل بر آتش حسرت کباب باد — دا داز خمار غنوهٔ ساقی شراب باد
بر باد کنج گشتهٔ ظهوری خراب کرد — آباد کیش بدولت جان خراب باد
محنت رسید و رام نشد خرمی هنوز — مردیم و ره نبرد بغمها کمی هنوز
ترسم دلت زمرگ ظهوری شود ملول — در چاره ممکن ست مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقے که افسر یافت از خاک کف پایش — خوشا چشمے که حیران گشت بر رزم آزمایش
برون می آید آخر آرزو از تلخ کامیها — ازین چشمے که حسرت دوخت بر لعل شکر خایش

درد نداری ز مدا واچه خط — دم کمش از نالهٔ عداچه خط
درد نهان گرد هدم فرصتے — گویم ازین نالهٔ رسواچه خط
سر نهادیم بسامان چه نزاع — جان سپردیم بجانان چه نزاع
دل مارا سر رسوائی نیست — نیست کز عشوهٔ پنهان چه نزاع
دیدها منبع اشک جگر معدن داغ — مهر از داغ نهم هم بدرخشان داغ
خورده سنبل تاب هم ناب — شد اخگر ز رشک اشکم داغ
برواشتی نقاب ز دیدن برآمدم — در گفتن آمدی ز شنیدن برآمدم
از بیخودی بسینه دریدن سپید کار — شادم ز ننگ جامه دریدن برآمدم
شهر پر نالهٔ و فغان دارم — همچنان مهر بر دهان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد — شال را رشک پرنیان دارم
زهر تلخ ست کام را نازم — راه دور ست کام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت — همه رم گشت و رام را نازم

در بهار از لالهٔ داغ دل بهامون میبرم — هدیه هم عرض جنون و عرض مجنون میبرم
هر کجا چشم نشان پائے ابر بهمن شاه — در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم
آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم — میشوم کم در خود این کار نمایان میکنم
اینقدر میدری و در آپرسی خوب نیست — حق دهد فرصت ظهوری پشیمان میکنم
از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن — در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
کاکلے دارم چگونه طرهٔ دارد مپرس — خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن
نو بهار آمد جنون دارد و کر جان نوی — سال نو گردیده آورد ست فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی
عندلیب سال خوردی و گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن
میکنم بر سینه از داغش چراغان بوی

من رباعیات

برتابه هجر طپیدن چکنم
سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو
دارد خجلم امید دیدن چکنم

وله

هر حرف که هست داستان من اوست
نقد دو جهان جنس گران من اوست
در رشک زعیش و عشرت یکدیگریم
زین نازو نیاز یکه میان من اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ایخرمن گل بیا
تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بروییم در خنده بستن چرا
تبسم لب و زخم خستن چرا
چه گردیده واقع که چشم سیاه
نگه باز گرداند از سینه راه
چه دنبال ابرو گره کرده
کمان سیه تو زره کرده
بیا ساقی بگذار آن روزرا
بده آتش معذرت سوزرا
گر از ما نعی توبه دل زخم خورد
توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوای زندی من
کرباکا کلت توبه بندم بگردن
دران توبه امید بهبود نیست
که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار
که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاؤس رم
برون آر خون کبوتر ز زخم
بده تا درین دامگاه مجاز
ز کجخلک من وا خورد شاهباز

کسے چند باشد چنین تنگدل
سمرت گردم ای ساقیٔ سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست
دلم برد لم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف
سمرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده
اگر صاف حیف ست لالی بده

بیا ای نمک پاش زخم جگر
که بختم ز اشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من
بده ساغری بگذرد از کین من

برافروز آتش بکانون جام
مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم
تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند
ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی ای دین و ایمان من
فدایت دل و جان من جان من

ازان ترمزی آنچنان هم بدست
که زردشت را کرد آتش پرست

بقدم درز من چیستم بکار
که نیلی ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیف ست بازوی حال
سمرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی هوس کرده ام زان عصیر
که گردید بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را
که سازم جوان عقل فرتوت را

کسے را خدا بخت بیدار داد
که هر صبح چشمے برویت کشاد

نیارم بمسجد دل داغ داغ
که مسجد خرابات شد این چراغ

خراب ارشود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ھ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا۔ علما و شعرا و طلبا کو بھی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعراے زمانہ نے ولادت کی تاریخین و قصاید تہنیت مین موزون کرکے پیش کیے۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا۔

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۲۳ نہال دولت دین را برسید پدید آمد

اور تیسرے نے کہا۔

ازین عشرت کہ دوران از سر شد	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان	زباد صبح گاہی جاے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور	جہان زد سکۂ نور علی نور
صبا بہر مبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
ز عطر افشان کہ ہوش از دست میشد	طرب بیجست و عشرت دست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تھا۔ متعینین خلائق نے

حسب رواج ورسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب جمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب جمہ دس گیارہ برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب جمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شاد کام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین سادات۔ طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب جمہ تخت نشین کیا گیا منصور خان حبشی مالک الملک سلطنت مالک عنبر و قاسم بیگ کو توال بلدہ و حسن بیگ نائک توال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ ہونہار و ہوشیار رہا۔ دانشمند و قدرشناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے دلچسپی کہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوے مگر دیوان ریختہ ہمدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آخر ۴۰ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوے تغسیل و تکفین کرکے لشکر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم ۱۰۸۳ھ مین واقع ہوا مدۃ عمر ۶۰ سال اور ۱۰۳۶ھ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد ذکور تین دختر ایک منسوب بہ انتظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابوالحسن تانا شاہ جو بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور نسیری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **هوهذه**

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دیگا	سعادت کی تیری بات سرانجام دیگا
اگر تیری نظر اُپر ہے تو سدا صدق	اُسون لاکر اُسی یاد کہ دی کام دیگا

نبی صدقے لے تون نام اے عبداللہ علی کا — کہ جم فتح و ظفر تجکون دہنی نام دیگا
ولہ
جو کچ راز پڑے منے غیب کے مین — سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا
نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا — میرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا
ولہ
گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے — پرل سون حقیقت کے دن دین محمد کا
ولہ
جو میرا دل طلب پیمانہ کیتا — سو جا نیچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا
تری لکہ شمع کے دیکہہ روشنائی — ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا
رکہہ عشق پہ دلکی آنکہہ ہوس — سیتا کی طرف تہی رام لیتا
اے یار اگر ہے زندہ دل تون — یون نام کہ جم ہو جام لیتا
معشوق وہی جو جسکی کہہ تہی — خورشید جمال وام لیتا
عبداللہ علی ولی کے صدقے — معشوق سون خط مدام لیتا
ولہ
جہلک مولا کا ہی جگ مین آیا — جگت سب اس جہلک تہی جگمگایا
عجب مجلس ہے عالی لالا لی — کہ جنت دیکہہ لاجون سر تو ایا
ولہ
بسنت آیا بہلایا پہول لالا — سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا
چمن میانی پہلیان ہے پہول رنگ — پنٹ ازک ایکس تہی ایک آلا
ولہ
بہلایا من میرا موہن پیارا — تو سپٹریا من کری کیا من بچارا
حسن جیون تون ہی لکون کیتیج لیتا جہ — نہین چلتا ہے کچ اسہارا چارا
نبی کے صدقے عبداللہ عاشق — عشق مین سب مین اوہی تون ہے سہارا
ولہ
تیری نگہہ نگ تہی رنگ پایا ہے لالا — تیرے بالان تہی بکرمان باس بالا
تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا — تما شا ہے اُجالے مین اُجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن — ہوا ہے تجسون ملنے بہوت آتا لا
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا — تو گلتا ہے لاجون تہے چاند ہو تارا
جوانی کون دیکہہ اپنی مغرور ہوئی تون — روانی جوانیکون کیا ہے پتیارا

ولہ

ترا صاف مکہ جام جیون جگمگایا — جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جائے جس — تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

ولہ

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا — گفتا کہ راست گفتی امی گن بہری سجانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہوائی ہے تون — گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تج روانا
گفتم کہ خال زلفت کیا ہے سو بول منجکون — گفتا کہ زلف دامست ہر خال مو ہے دانا
گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون زرد ہو مین — گفتا کہ در دل تو کی ہون از لہبی خانا
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان ہے منج — گفتا کہ زرد پیرو معرج ہوئین تون آنا
گفتم کہ در دہانت امریت کا ہے چشمہ — گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمی پاس مانا
گفتم کہ کیت اینجا تیرا پران پیارا — گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

ولہ

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اونا را ہوا — جوتی زمین کی ہے پر جیون مشتری مانا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کا دستار یچا فرح کا — حاجر ہو اسکی شرح کا حیران سیسا را ہوا
انکہیان سون چند صور کی دیکہہ آتا دور کے — عاشق ہو اسکی نور کی کیا نور بیجا را ہوا
دیوین صفا دیوار سو لک نقش ٹہارے پار سو — خوش یان یار عطار سو سو فیروزہ کا را ہوا
ہار کو چنبا بدل لکہین بہریا ایسا محل — باندیا نہ کوئی آخر ازل جمشید یا را را ہوا
جیون بہرو تا زابن منی جیوے تو تا یو محل تم سا را ہوا — تیون آہ اس دکہن منی یو محل تم سا را ہوا
صدقے نبی کے یا امان اس محل میانی ہر زمان — جم عبد للا شہ تی کیان بہو گی گمنہا را ہوا

خیر تو ہے جو اودہر پیٹ ہے اودہر موہن تو آج
دیکھہ تیرا نور ہوتا سرمہ جیون طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
اس آنگی وستا ہے منج جیون سر دکاور آفتاب

شاہ عبداللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین
یون ہوا مشہور جگمین جیون ہے مشہور آفتاب

ولہ

اے پری پیکر تیرا مکہ آفتاب
دیکھتا ہون نور رہتا منج مین تاب

یا وا ایسا تا ود کہا تا ہے ہنوز
دیکھہ تیری زلف کا وو پیچ وتاب

مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہور نا بات گلتا ہے اجہون
دی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

تج بہشتی حور کون دیکھا ہے جن
جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبداللہ نبی صدقے تجے
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

ولہ

گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر کی میاب
تو خودی کا دور کر اول تون میانی تہی حجاب

آب ہو دریا سون ملیا تجمین نگر ہے اتحاد
فی الحقیقت تون اسی دریا مین کا ہے حباب

از کیان ہاتا نبی کے صدقے پوہیگا مگر
شاہ عبداللہ کو پوچہ آکہ ہے حاضر جواب

ولہ

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے ماہتاب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو مین سکون جواب

جگمگا تا سو پور ہے آسمان ابدال کا
عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

ولہ

اول میا میری دلمین ہے یہی ہر ساعت
جو مت رفیق ہو توفیق حق اچہی منج ساتھ

دو جا امید یہی ہے جو تندرستی سون
منج اس جہان مین خدا ربوے بیشمار حیات

ولہ

آج زہے بخت جوانی سعادت کی رات
چاند سون میری ملاقم تہی منج دی نجات

روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات

اسکی قد انکی ستم گرنی سرو کون خجل
باو اڑاتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
جیو ہو شاہ عبدلاخسرو عالی صفات

ولہ

رنگ بہریا گہر مین آج آیا بسنت
غیب تہی تا زا طرب لیا یا بسنت

جیون آبہال یکدہر تہی چہایا آفاق پر
رنگ کا ہر سانت برسایا بسنت

ولہ

دلکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام بحث
کرتی ہین تن پہ جیب ہوُرون رون تمام بحث

آب حیات تہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام بحث

ولہ

کام مردان کی نکو جان تو ای خام عبث
کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وہ کام عبث

ہوش کا گوش نہین تیز جسی سُنتی کون
غیب کے اُسکی لکہین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص - عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے - آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے - نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب پر رہوئے - عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی - نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی - آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا - محبت پدری کا سایہ سر سے اُٹہہ گیا - مصیبت کا زمانہ پیش آیا - نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصف جاہیہ سے تہے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی - آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہزم بی زبانی بستہ لب
در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے - تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا -

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کر لی۔ لیاقت و استعداد کے بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش سے آصف جاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب مرحوم شہید کے عہد مین خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ عاطفت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور نواب صاحب نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند و صاحب غیرت با ہمت و حمیت تھے مدۃ العمر کسی سے ترش کے نوالہ نہین ہوئے تھے موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین ہوالانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے ہم عصروں مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و چالاکی بہت تھی۔ دلیری و جستی بھی جبر ذاتی تھی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تھے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے۔ نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین ہمشیل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے۔ یہہ عطائے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ۔ تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیع گوئی مین فرید دہر تھے۔ گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر قوال پورہ مین رونق افزا ہوئے۔ اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہدیجئے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے۔ افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے۔ تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

منزل عیش بہار چمن محل — کرد بنیاد چو میرزا افضل

گفت تاریخ بنایش ہاتف — منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین۔ آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ سے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے۔ ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین۔

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر — پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے۔ ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہین ہوتا تھا ضعف بڑھتا جاتا تھا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معز الدین موسوی خان تمنی خوافی کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین
لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے۔ بیان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے اعداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی
حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے سال ختم
ہونے کے بعد بہشت بریں روانہ ہوئے۔ میرزا اولاد حسین کائی بلگرامی نے بھی مادۂ تاریخ
یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ تو اردو ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام و تخلص کے مجموعہ اعداد ہین۔ پھر آپ اسی سال صحت کے بعد نا ویٹر مین رونق افزا
ہوئے تھے۔ آخر سال تک ہین رہے سال تمام ہوتے ہی عدۂ موعود پورا ہوا۔ اسی مقام مین
مدفون ہوئے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکھا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب
ہے اسکی طرز ادا بھی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر برگ و ریشہ مین شعلے بھڑک اٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پھڑکتے ہین
اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بھی بطور نمونہ اشعار کے ساتھہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین
مشہور تھے۔ گلرعنا کے مولف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ
مضامین فارسی ہندی مین سنگلاخ مین لکھتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہیے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبِ حیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑہا ؎

افتادگی ز خاک برآورد دانہ را ۔۔۔ گردن کشی بخاک نشاند شانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تہے۔ شاد شریف نے جب رنگ آباد مین مسجد بنائی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف چو جہان نما)

نواب صرصنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے۔ وقتاً فوقتاً صلہ سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک بیت مین ادا کیا ؎

لطف نا صرجنگ کرد از زبان ما گرو ۔۔۔ ورنہ عاجز بود از شکر افشان ما

کلمات الشعراء کے مولف نے لکہا کہ عاجز مدتی ہاتک مین رہا۔ مشاعرہ مین شعر کو آواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر داد و واہ کہتے تہے کہ مکان کے در و دیوار سے صدا گونج اٹہتی تہی۔ عاجز بعد ختم غزل اشعار آبدار پر نازش و فخر کا اظہار کرتا تہا چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ما صرعلی عاجز گہر ریز آمد ۔۔۔ نکو می گردد این جا ہر کہ نیکو می شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو انظار ناظرین کے ملاحظہ کے گزارش کرتا ہون۔

من انشعر من الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف بر نگین شاہ مطلع را	ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را
بسزم ما حجاب چشم باشد پردہ ساز ساقی	فگن یکسو رخ خویش چو نور شید برقع را
دل از شوق آتش سودا کہ نقش بیکدگر سوخت	میز ید بوئے نسیم از دود عنبر آہ ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما
خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما

شب ندانم پای گلگون که در خاکستر گذاشت
شد ز خون دل ضیای پنجهٔ مژگان ما

ولله
بوصف کاکل پر تاب او شب رقم کردم
در آوردم ز بحر طبع در بی بحر یاران را

ولله
ز تقاضای هوایش تا گلشن سنگها
ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

ولله
تا نویسم نامه از خود رفته امر رفتنت
می برد قاصد بجای نامه ام هوش مرا

ولله
غلط باشد که بعد از نیک نیکو تر شود پیدا
چو گردد داغ گرمی خاموش خاکستر شود پیدا

ولله
عروج فکر ما را ابتدا اظهار هنر کردن
ترا بد نیست شمشیر چون جوهر شود پیدا

پس ز ما عرض عما جز گهر بر بحر نتوان آمد
نگوئی گر رود زین بحر نیکو تر شود پیدا

ولله
دیده ام از خط لبت لب تشنه تر را
میدهد درس فاحص غلط خون تر را

چشم امید ز آغوش تو دارد گهر اشک
گلهٔ از مژه تر دیده گریان تر را

ولله
تا بشهر آرام حاصل شد ز صحرا اضطرار
تا کجا خواهد کشاند این رعشهٔ سودا مرا

ولله
شبی در خواب آمد کاکل مشکین یارش
سحر دیدم بالین موج میسل عطر بیزش را

ولله
نسیم صبح تا وا کند بند نقابش را
شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را

بصحرائی که آن گلگون قبا گردد تکاور گلگن
ز خون صید بسمل لاله سازد سربرانش را

شود چون شمع بزم خانه زین قندیل خونینش
کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را

عبا همرنگ ریزد از غبار وحشت آهو
چو بیند سایهٔ مژگان چشم بیخوابش را

بتعریف میه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز
که میسل سرمه پندارد ز هر سطر کتابش را

چو خیال ماده شوق او گذری کند باغ ما
ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما

به بهار گلشن اینجهان ز جفای باد خزان غم
مدمید سبزه مکشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه نه بلبلی — چو رویم عاجز ازین چمن که رسد بوی سراغ ما

گلگن ز روی خود اے مه جبین نقاب در آب — ولہ — کہ تا کنم بہ تماشائے ماہتاب در آب

نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر — شده است دیده ماهی خم شراب در آب

عرق فشان گذر اے شوخ از سر دریا — کہ تا حباب شود کاسه گلاب در آب

سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک — کہ ہیچکس نه دهد حرف را جواب در آب

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است — ولہ — مژه از خون جگر شانه مرجان شده است

داده ام جان به بیابان ز غم خوش چشمی — خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است

نگه گرم که زد در دل گلشن آتش — کہ ز نرگس همه جوش چراغان شده است

وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر — نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است

عاجز از جبهه نم ریخت بدوزخ آبی — عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

رنگ برق آرزوی خون ز لب ما یوسی ریخت — ولہ — لن ترانی بدلش شعله ما یوسی ریخت

شب ندانم بفلک سرمه نگاهی که فشاند — پر توماه بکاشانه من طوسی ریخت

شد حنائے کف پایش ز نزاکت در باغ — رنگ گل در قدمش بسکه بیا بوسی ریخت

تا جنون رهبر ما شد ز تتق صحرا عبث — ولہ — دیدن بازار آهوے سر و سودا عبث

سازم چو وصف کاکل و بر کنار موج — ولہ — عنبر شود کف دهن آبشار موج

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح — ولہ — در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح

سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ — گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ

از گرمی نگاه بت شعله خوے من — گردد مئی دو آتشه چون آفتاب سرخ

بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد — چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

شب کہ در خوابم خیال کاکل او سایہ کرد ولہ
چون کشادہ دیدہ بر سر آمد دانم خوابیدہ بود

در صف محشر چو خواہم گشت بیدار از غمت
شور خواہد شد کہ یارب این کجا خوابیدہ بود

بقلم چون خرامان آن بت بی باک می آید ولہ
اجل در سایہ تیغش گریبان چاک می آید

بہر محفل کہ میسازم حدیث نرگس مستش
برون از گوش میخواران نہال تاک می آید

نظارہ چون بروئے تو گلپوشش میشود ولہ
چشم بصد نیاز ہم آغوشش میشود

تا حریر خندہ اش از زمزمت گل بافتند ولہ
طیلسان گریہ ام از آہ بلبل بافتند

جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان
پردۂ تقدیر م از رگہای سنبل بافتند

از برائے جان ستانی نرگس مستش کفن
عاجز انتا رخیال نشتہ مل بافتند

خوش عاشقی کہ یکدم بروئے جانستانی ولہ
در وقت جان سپردن چشمی کشادہ باشد

بیہودہ آنزمانے کز چشم خونفشانی
دلدار رفتہ باشد عاجز ستادہ باشد

چو اشک سرخ نوشتم بر آب شد کاغذ ولہ
ز بس چکیدہ بر رنگ سحاب شد کاغذ

حدیث آہ جگر خواستم کہ بنویسم
چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ

بوصف حسن آن مہ روشنی تحریر میکردم
تجلی ریز شد نوک قلم مہتاب شد کاغذ

نیست حاجت کہ نہم پائے بدامن ز بیخبر ولہ
میکنم گردن خود بند بنامم ز بیخبر

ساقیا از آستین مشت بدیہا بر آر
دختر رز را بہ بزم از حجلۂ مینا بر آر

سوئے آن گلرو چو چشم سطر اشکے خامہ ریز ولہ
قطرۂ خون دلم را چون نقط در نامہ ریز

ایدل از نیرنگی افلاک قندیلے بتر س ولہ
از کبود یہائے این خمخانۂ نیلی بتر س

دنیا کہ حاصلش ہمہ خون نوشی است بس ولہ
افسانہ اش تمام فراموشی است بس

شوخی کہ چکد سرمہ ز مژگان سیاہش
آہو جہد از سایۂ دامان نگاہش

من و شوخی که میرد قصد پیری در گریبانش ... ولد ... رمی آهو بکف پیچیده میگیرم ز دامانش
ولے دارم سراپا درد و در هجر ستمگاری ... که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش
خود را میفگن ای دل دانا به بند حرص ... مشکل بود گسستن تار کمند حرص
منم که برق بردازد دلم طپیدن قرض ... سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض
در حساب روزگارم بسکه سرتاپا سقط ... می شمارم عمر را هر روز میسازم غلط
نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ ... نمود دایم کتاب غم تحمل حفظ
رسیده نامه پریشان خیال از نقش ... برای بیت نمودیم نام لنبل خط
طپید بسینه دل از استماع نام وداع ... بدیده هیچ زند آب از پیام وداع
دارم بسینه اسیر هزار داغ ... یک لاله است در چمن و شمار داغ
چون برق رفت از نظرم شوخ چیف ... موزه نمگشت برامش غبار چیف
کے نظر سازد بگلشن دیده خود بین عشق ... باشد از خون میگر بر دامن گلچین عشق
آمد بهار گلشن اے بلبلان مبارک ... بر شاخ گل نیرک صد آشیان مبارک
از آب چشم و خون دل عرق جوا گرفته ام ... نسخ کهربا ز کلوا قوت رمان بیل
مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم ... اوراق رنگ غنچه شیرازه بسته ایم
نهادم سر بسودائے خیال نقش بر دوش ... حباب بر سر آب دم شمشیر بستم
می کشان بانگ صراحی است پیام بزم ... سر خم گشته مینا است سلام بزم
زاندازه نگاه مست ساقی جام میخواهم ... شراب از شیشه بوے گل بادام میخواهم
تمنا بوسه از سبزه پشت لبش دارم ... ز برگ غنچه معجون زمرد خام میخواهم
بنیرنگ دوئی گر برق و حدت شعله افشاند ... چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

بدست آورد دم از پهلو و استغنای دل هیهم ولله بفرق مدعا بازخم تیغ التجا خوردم
در خیال چشم او مست شرابی گشته ام ولله دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو قلم سایم ولله بروی مغز گوهر گلک می غنچه قط سازم
شود ساقی چو در بزم شب یلدا رهم آن مه رو بروی بحر مهتاب بلورین جام لبط سازم
بجام کوشم از هر سو می صد آفرین ریزد چو شعر تر خود ارسد در زنجیر خط سازم
براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم
بسکه در بحر سیه چشمی سیه شد خانه ام ولله می نماید دیده آهو در کاشانه ام
براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم ولله گر آئینه نهادی کرده بر دیوار مژگانم
چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه گاه جنت ولله پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم
چو در گلشن خیال کاکل عانا نه می سازم ولله نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم
ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن ولله کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن
خط پیشانی من نقش کف پا گردید ولله بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او ولله شراب سرمه می شنم ز مینای نگاه او
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو ولله ساز و زبان بچشمهٔ خورشید شست شو
اے ساده رو نگر طرف انتظار یم ولله دار یم در خیال تو آئینه رو برو
عارض و هر دو زلف او روز یکے شام دو گردش چشم مست او دور یکے و جام دو
بر لب پر تبسمش رنگ مسی پان خوشست طرفه طلسم عشق بین غنچه یکے و خام دو
خجسته ترین عاشقان عاجز و قلیش کو کبن لیکن ازین میانه هم پخته یکے و خام دو

ازحیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے — ولہ — شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے
اشک خونی برخ زرد من افتاد زغم — زعفران زار نہان گشت بسیل شفقے
گوہر نظم بس تر شدہ در دیوانم — در نظر ہر ورقش ہست مرصع طبقے
گرد بادی بنود بر سر صحرا عاجز — ماند در خاک زبیتابی مجنون رمقے
بگلشن میرسد باد خزان اے بلبلان آہے — ولہ — زرد رو ہجر گل آہے ز آشوب خزان آہے
نگاہش بر سر من تا تجلی بر سر طورے — ولہ — نگاہم بر لب و تا بروے او مخمورے
سر ہر قطرۂ اشکم عیان بر دار مژگان شد — ندانم شورش دل ہست یا گلہا گ منصورے
کمند ناز بر چین کردہ می آید بپیروے — رگ جانہا بہم پیچیدہ در زلف گیسوئے
چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم برقم سازم — تراشم خامہ را مانند گاہ چشم آہو

من اشعارہ الہندی

دیکھہ دامنگیر محشر میں ترے ہوینگے ہم — خون ہمارا اپنے دامن سے ابھی قاتل چھڑا
ارے ناصح عبث کرتا نصیحت تو شور ہو کر — ولہ — کہٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ چارا بنا
تجھے چلنے اور روبرو میرے کیا ارے مطرب — بکا کر دیپک بنا اور لالہ پاکر رہا بنا
پہ پیت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا — کیون عبث کہتا ہے مدعوت بنا ہو جا
موسفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز — خبر مرگ کو لایا ہے یہ کاگا کو
ادا سے گر ہماری بزم مین وہ فتنہ ساز آوے — بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گر
آئی بہار با غمین پہلے مین سب رے خت — آلال ہل کہ دل ہے تیرے غم سے لو
عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے — سو چ کلاہ و چتر فلک ہے زمین
تم بن اب آہ دل مین کے لگی ہے کہٹ پٹ — آنکھون سے اشک پل پل گرتے ہین لال پٹ

نوبہار آئی نہیں آیا میرا لال الغیاث — ولہ — آہ گل داغون سے دل پھولیگا اس سال الغیاث

مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ — ولہ — ہدہد لیجاویگا کہ اوسے ہو زل سے تاج

ہے لال تیرا وقت باغ ناز کا ترنج — اوسے جو سیب ہے جان اوسکو دینا رنج

چمن مین چل کہ سمجھن بیحجاب ساغر کھینچ — بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ

ہے ہمارے بت کا دل پتھر کے چیر کی طرح — کیا کرون اوسکے صفت ہی سخت ہیر کی طرح

دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے — کہا کہ قرص داغ ہے کٹے خمیر کی طرح

یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین — روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح

لال ہیرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد — زعفران اڑتی ہے جب مین جہاتا ہون منہ سے گرد

ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی سے سادہ رو — ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف فرد

دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد — دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد

نو بہار آنے سے گل یا ہے صبا یاد — اب کریگا کیون اسیرون کا دل انشاد شاد

گردن اپنی کر کے خم آیا ہون اے قاتل شتاب — سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لا د

ہے شہد کہان شیرہ دلفت سے ملذ ذ — ہے قند کے ہر وصل کے حسرت سے ملذ ذ

آجان دیکھہ مجھکو قربان ہون کس کے خاطر — مانند چشم بسمل حیران ہون کس کے خاطر

بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر — چمن مین چلکر اسکو فرش ماغ تشبیہ پیکر کر

ہوا ہون جان تون سر تیری دیکھہ بیمہری — بنے کا فور کا دانہ رکھون سینے پہ اگر کر

لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو — تیرے پر پر نباندھون بامدعا ہو اب مدعا شہپر

سخن کے زور سے بات مین ہو بین سخنور و ز — ہنر مندون کا شکر گر اکھٹا ہو طبیعت سے

مت سقر ڈر سے فکر سات اور پانچ کر — روز محشر مین بچاوین گے تجھے بارا امام

لال ہے موسم گل سرخ کروا لینا لباس
کہ کریں ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیرہی رنگ گلبدن نقش
تب سے میری آہ کا ہے سینۂ بلبل میں نقش

آتا ہے جان بر لبِ من تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے اسکے سینہ میں ہوتا ہے غم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خنداں الحفیظ
ہم میں سرگشتوں میں کا یاں الحفیظ

ہجر کے راتوں میں آیا درد بے درماں آہ
بیطرح آکر بلا ہے سے سنا ں الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکن کٹیری ہے نرگس سے داغ باغ

عاجز ہوں شمع آہ جلاتا ہے دشت میں
روشن اگر گلوں سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن میں ہے ہوا چل بسنت کی
تجھ کو نہیں بنا میں گلوں کا ہوا طرف

جب رنگ تیرہی رنگ سے مستی میں لگا
غنچوں کے صدف سے نکل جا ہے موتی کا

اسیر عشق کو اے ہے کیا کام
چھوڑ ہم چھٹے ہے نام ہمارا

اے سیہ چشم آ دل ہے ہے
ہاتھ میں اس لالہ رخ کے جب سے ہم

عشق سے خوش
خوش قدوں کے

خوش نگہ کی یاد میں ساغر کو جب گردش ہے دوں
بے تکلف کریں مینا کو مرگ سدا گردوں

اس جفائی ماہ کی ہے لیف خوں اسے کہہ
عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے

عرق جب اس کی روئے پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیوں لہو سور سے ٹپکے

چمن میں جاکے وہ رنگین دامن کھینچ آتا ہے
گلوں سے رنگ اُڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد میں گلگوں کے بہ کر
نگہ کو رشتہ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سوار اربی ہے جنوں کے شاہ کی صحرا و وحشت میں
ارے دل کہو لے آہ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفہ عاجز صاحب ترجمہ

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجکو جوہری کر
سخن سنجوں کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
دُر معنی سے بھر میرے بیان کو

جنوں کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

سوے شاعر کسا زور رشید
طلب کے فرق پر کہہ پائے مالید

زمیں کا قدر کہتا ہے کہ گر گن
نہوتا تھا کہیں کوئی نخطہ ساکن

ہوا لونکی طرح سے گرم رم تھا
بیاباں اُسکو گلزار ارم تھا

ہرن و لگ چلا جب چوکڑی بھول
نظر میں اُسکے آیا دشت جانکاہ

کروں اس دشت کا کیونکر صفت میں
زبان پر کس طرح ڈالوں نعت کو

وہاں ہرگز نہ تھا پانی کا آثار
اجل کا گھیت تھا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تھا برابر
وہاں تھا جہاں عزرائیل کو ڈر

وہاں کی ریت تھی گیہوں کی کنکی
وہاں کے کانٹے بھالونکی انی تھی

وہانکی گرد تھی پانو نکی دارو
وہانکی خاک تھی دوزخ کی بالو

وہاں کی باد تھی سوزیدہ صرصر
وہانکی کنکری تھی مثل اخگر

بگولا تھا وہاں دنرات قائم
وہاں بہکر سدا آندھی تھی ایہم

عزت ۔ میر عبدالمنان

عزت تخلص ۔ میر عبدالمنان نام ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبدالرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہیں صحیح النسب والحسب شریف ونجیب ہیں ۔ آپ تعصب مذہب میں مشہور تھے ۔ آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تھی ۔ آپنے پرندے بیزبان کی زبان کو قطع کردیا ۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی ۔ جواب آیا کہ جو کچھ عوام میں مشہور ہے غلط ہے ۔ اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تھی ۔ اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے ۔ جب خرید کے گھر میں لائے ۔ نام مبارک زبان سے نہیں بولی کنگ ہوگئی ۔ مالک کو واپس کردئے ۔ کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری میں مرقوم ہے کہ عبدالرحیم خان ایک خنجر کمر میں رکھتا تھا ۔ بادشاہ نے کمر میں خنجر کو دیکھکے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بھی مذہب پرست تھا اکثر میر کا لقب زبان پر لاتا تھا ۔ میر عبدالمنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے اصفہان بہادر کے ہمراہ دکن میں آئے ۔ جواہر خانہ وخلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے ۔ اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تھے ۔ اکثر مصاحبت وتقرب میں بسر کرتے تھے ۔ ایکدفعہ ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوئے ۔ تاج شاہی درویشی سر پر رکھکے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے ۔ عزیز الوجود وشریف السیر تھے آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابوالفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوے ۔ اور آپ کے فرزندان رشید سے میر ابوالفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان مین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے ہین ۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے دنیا و مافیہا سے الگ رہتے تھے ۔ موزون الطبع تھے ۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے ۔ آخر عمر مین برہان پور مین سکونت پذیر رہے تقریباً ۱۱۶۵ ہجری مین فوت ہوے ۔

من اشعارہ الفارسی

ز بس کہ اضطراب از خلق استغنای دل دارد	بدستم چیدہ کہ میگوید توکل واہ واہ
صبح و شام اگر چشم تو طرح تازہ بست	کفر و ایمان را ز سر نو بیک اندازہ بست
تو چو حسن بود از خود در میدہائے ما	پردہ حسن تو گردید دست دیدہائے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس	رگ جان تا نظر موے کمر سر یکی است
صبح دست نالہ را سفید و سیاہ و سرخ	چون چشم پر خمار سفید و سیاہ و سرخ
سیر گ کردان جہان را ز من پرس	دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر	گرد باد خاک ما دارد تحمل در ہوا
مو بمو خط شعاعی شد	سایہ ات کرد آفتاب مرا
نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن	ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا
دارم از بہر نثار تو دم چند بیا	جان نمانده ست مرا ای بخدا زود بیا
روے خوبت چراغان میکند آئینہ را	دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را
گر برای راحت دل خوب میباشد وصال	بہر یاد نام او بے تابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یاد لعل بے بہا را پنجۂ مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سر این گلستان آزاد بینوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صد ائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل ہندی الوطن ہین - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت مین معروف تھے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے زمانہ صدارت مین تھے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت مین سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت مین بسر کرنے لگے - معرکہ ارکاٹ مین شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ مین جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری مین حادث ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح مین پیش از ملاقات بھیجا تھا - گذارش کیا جاتا ہے -

ھوھذہ

اے کہ دارد سایہ اش خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

هیبتش ولرزه را گر عام سازد در مثل
جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو
می ستاند نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او
چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شیشهٔ سنج دیدهٔ خورشید را عینک شود
مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب سر از خلقش با نسیم
هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار
چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان
زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس حقه باز شرع در ایام او
جا بجا اندر گلوئے نے گره بندد نوا

در زمان اتقایش کز رواج ورع و زهد
زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند
نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار نویسم هنوز
شمه از شرح او صافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوئے جان و دل
اے غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک در ری یک دو روزی میشیت
صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم ناامید
ذره روئے زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم
روز و شب در خلوت آئینه دل کرد جا

تن در اینجا ساکن و جان را حریمت مرکز است
کاه را باشد رجوع آنسوی کهربا

اے عنایت چند این آرائش طول کلام
زینت پائے سخن گردان ز خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکھا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور یہی نزائن شفیق اورنگ آبادی گلرعنا میں لکھتے ہیں کہ ہنرور عاقل خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کیں - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تھا - علما و فضلا کی بڑی ترقی تھی - اسی زمانہ میں آپ بندگانعالی نواب صف جاہ سے ملے - بندگانعالی جوہر شناس و قدردان ہنر تھے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور میں کہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تھے - بزم و رزم میں ہم صحبت - آپکی مداحی میں صرف اوقات فرماتے تھے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری میں بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن میں آئے تب عاقل بھی ہمرکاب تھے - اکثر خلوت و جلوت میں باریاب ہوتے تھے - پھر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق ۱۱۲۴ھ ہجری میں اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلی سے اورنگ آباد آئے عاقل بھی ہمراہ تھے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان میں تھیں ان کے محاصل کا خزانہ دلی ہی میں رکھتے تھے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بھی میں رہتا تھا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوف روانہ ہوئے مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - پھر دلی سے دکن میں آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر کار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوف روانہ ہوئے - وہیں بعارضہ طبعی ۱۱۹۵ھ ہجری یا بقول ۱۱۹۳ھ ہجری میں فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تھا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تھا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا - آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی - آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تہی - اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تہی - آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجۂ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکہون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان — من غلامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او — می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال — کیمنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را
اے جواہر سای معجون نشاط روزگار — می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

ولہ

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا — زبان شمع آخر خاک لیسد از دراز یہا
چراغ خانۂ آئینہ روشن زخاکستر — تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا
کلید و قفل چون دیدم ز یک آہن یقینم شد — کہ از اسباب کشائش در گرہ دارند مشکلہا
پئے تحصیل روزی ہرزہ می تازی نمیدانی — کہ گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانہا
با من چو اتفاق نباشد زمانہ را — در خوشہ آسیاند بدرنج دانہ را
تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا — تکلف بر طرف لیلی چہ سامان کمی دارد
ندارد چہرہ ام رنگے ز جوش ناتوانیہا — چو گل تاراج چیدن رفتہ ام در تو جوانیہا

ولہ

بر کش ساقیا گیسوئے عنبر فام را — سایۂ انگور باید آفتاب جام را
سرفرازان یک قلم از زیردستان قائم اند — نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

نباشی هیچ از فرصت ساغر زدن اینجا — وله — که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا
شهید لعل شیرینی کسی گردیده ام عاقل — وله — همانا چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را
بمکتوبی که شرح دیدهٔ خونبار نبویسم — وله — سر شک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را
نا توانی بسکه دارد طائر آزاد ما — وله — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما
آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست — نرگستان است گلزار سخن از صاد ما
جهان تشنه کز دست آسائش گردید اینجا — وله — بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا
راضیم بر بهر مژگانش اے فلک گر ساعتی — وله — همچو مژگان گر دهی چشم یار گردانی مرا
از تمنا جان بلب نزدیک شد — وله — گر رسد قاصد زکویش دور نیست
هیچ کس یارب اسیر جاذبهٔ الفت مباد — وله — مرغ دست آموز پرواز رم آهو نیست
بے رنج محال است بفردوس رسیدن — همواری ره گلشن کشمیر ندارد
بروز اهد که تحصیل رضا طاعت می خواهد — خدا در کارسازی را زکسے شوت نمی خواهد
نو بهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید — خنده بر وضع جهان از گریه مینا زنید
وجد می کرد لفظ برگ کاغذ چون سپند — یاد چون گرمی یاران چه قدر با می کرد
آئینه دو چار خویش کردی — از حیرت ما کمن فراموش
عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم — شیشه در میکش سنگ ملامت کردم
عالمی را بهمان خم ابرو خواندم — من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم
سرمه بودم نالهٔ گشتم نگهت گلها شدم — عشق سیماندیه نیرنگی که من سوا شدم
چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم
سالها از همرهی دنیا حلقهٔ هر در زدم — پشت پا جائے که باید زد ز غفلت بر دم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش است	ولہ	صد در دسر خریدن از منصب ہزاری
چو راہب بہ بتخانہ بیدار بودن	ولہ	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ می باید	ولہ	بہر سو ماہ کنعان است چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابو القاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے ۔ آپنے وطن مالوف مین تربیت پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے روز سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واہب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ ادا ہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے ۔ آپکا کلام ثبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بہوازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈھنگ سے بٹھائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا طرّہ خیال کرتے ہین۔ آپکو اگر فخر شعرائے ہند و طوطی دکن کہین تو روا ہے۔ آپ خوش خلق و نیک طینت ہین صاحب مروّت و پسندیدہ سیرت ہین۔ یاران ہم مشرب و ہم مذاق سے نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین۔ ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین۔ خوش تحریر و خوش تقریر ہین۔ جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجالس سمجھتے ہین۔ حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹھاتے ہین۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدیعلیخان المخاطب بنواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کردیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق ہین۔ چند مدت تک مہاراجہ لاناریاست گوالیار مین مقیم ہے۔ مہاراجہ کے صاحبزادے کے ادب آموز تھے۔ بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب سے نہایت نفرت تھی کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور رہنا چاہتا تھا۔ خود ہی وہان سے تعلق چھوڑ کر نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوے۔ اکثر قصائد حضور مدار المہام کی شان مین لکھے۔ فائز المرام نہین ہوے۔ اسیطرح امیدواری و انتظاری مین بسر کرتے رہے۔ طرفہ یہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین مین جواس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتھ آگیا ہے۔ آپ یہہ جواہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین۔ آپ ہی معترض کے اعتراض طعن سے واقف ہوے۔ ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے۔ معترض بھی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی پرانی بحث چھیڑ دی شروع کی۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات طعن سے اعراض کرین گے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار۔ آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا۔ اور معترض صاحب کیطرح پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے۔ نواب صاحب و اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر۔ نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین۔ معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے پاس ہوگی۔ افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی۔ صریحًا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تھا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین۔ ؎ بہ مین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است۔ آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین۔ ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین۔ متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تاکہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سلاب ہوگئے۔ اسوجہ سے معذور ہین۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین سوانح و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال رہے۔ مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال و ثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش و بشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست و رفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ جبل المتین صبر کو ہاتھ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر و توکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پر نور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر ما یحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا تھا بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی و سیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر و قانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے تخمین و قیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے نازم بکوے دیگرے نازم	بمدح سروری سازم ہمان رخ نورانی
ملک چہرہ فلک قدر و قدر قدرت قضا صولت	بلیہا عیسیٰ ثانی بعارض ماہ کنعانی
ملک بخت و فلک تخت و کرم بایش و صباہب	جہان بخش و جہاندار و جہانگیر جہان بانی
تہمتن سن سکندر رزم مؤید غضنفر فر	بفر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق ساسانی
تسقائق خود خاص آن محارب جوے طلایہ دان	بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گو ہر فلک منظر قباد افسر منیر الملک	کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے با موکبش نصرت علمدار جہانگیری	زہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تا بان گرفتندیل خورشیدی	بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاهش قضا بفرست حشمت را بجاروبی	بفرگاهش قدر نشناسد دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت ذوق ما لیدن بعواصی	فطانت را بذانت شوق ما ریدن بنیسانی

من اشعار ۲ الهندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون میں تر	پہچاننا عدم میں مجھے اس نشان سے
میں اور نوید وصل فلک اور امید مہر	تاصد تری تو باتیں میں وہم گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن برسط ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جد اعلی وطن سے دلی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلی مین واقع ہوئی - نشو ونما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو وصرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست وسنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت ونزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلی سے بنارس آئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب جلال الدین علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر وزیر حسین مرحوم پنشنیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعر گوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا فاد بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردی قوم و خلائق کی خیرخواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے اوراقون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب مختار الملک بہادر
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی ہمدردانہ معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ہین کہ
کہ نواب صاحب نے پھر ارسطو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال فرمادیا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانے کی فکر مین ہوئے۔ اسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت بریں
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب پچاس برس کی
تھی۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے۔ خدا اُن کو غریق رحمت کرے۔ آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے۔ چندمدت مدرسۂ اعزہ میں تعلیم پایا۔ بمصداق الولد سرلابیہ ہونہار نظر آتا تھا۔ خدا اُسکی عمر دراز کرے۔ چندمدت نواب خانخانان بہادر نظام یارجنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اپنی سرکار خاص سے کسقدر ماہوار عنایت کرتے رہے۔ امید ہوتی تھی کہ یہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہوجائیگا۔ فی الحال مجھے معلوم نہیں کہ فرخ سلطان کہاں ہے۔ جہاں ہو خدا اُسکو خوش وخورم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

اِک لہر میں مینھ ایک میں دامن ہے قبا کا — آ اکولی کہے معنم ہوشربا کا
اے شمع جہان مشق گذارش کی ہے گرمی — شعلہ میرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
گر اک نگہ بہر کہ سب عیب ڈھکیں گے — دامان نظر تنگ ہے کفن ہے شہدا کا
آمد ہی میں کہا کا عذر تصویر بلا کر — اس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا
موت آئی عجب حال میں یار کو تیرے — شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

وله

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا — گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے — جاں ہے فشار زمین کے عذاب کا
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری — بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حساب کا
کچھ حسرتیں ہیں جی گرہ کناں سا نہ سا نہیں — دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت ۔ میر عبد الولی

عزلت تخلص ۔ عبدالولی نام ۔ آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہیں

آپکی ولادت ۱۱۴۶ھ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بھی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت آپکی عمر انیس برس کی تھی شباب کا عالم تھا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ تحصیل کے بعد ہند مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے آپکو تدریس کا زیادہ شوق تھا۔ طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ آپکو کتب ادبیات مین کامل مہارت تھی۔ پڑھاتے پڑھاتے خوب سمجھ گئے تھے خاص کر کے فن معقول مین آپکی ہمتا دولیاقت اسقدر تھی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تھے۔ اور آپ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ کہ اگر کہیں سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بھی آپکو ایسا ہی حوض تھا۔ طبیعت مین تہذیب و چالاکی خداداد تھی۔ موزون الطبع تھے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ بہر حوش فطرت و ذوق سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اس مین بھی ایسی ترقی کی کہ استاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکھے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹھہرا بلکہ اور آگے قدم بڑھایا۔ یعنے دوہے و گیت جھولنے و سوال و جواب دہارہ ماسی و کہانیان و پہیلیان وغیرہ بھی تالیف کئے ہین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکھی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تھے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہیے۔ علم موسیقی مین بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ساز و قانون و سہ رود و دار غنون کے دقائق و رموز کے ماہر تھے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تھے

اس فن کے اُستادوں نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بیخود و حرکت کرتے تھے فن قرأت کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے سامعین کو خطوظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان ہوتی تھی۔ حافظہ کیسا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ پڑھا تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان اور اسماء تاریخ مین مرجع کامل تھے۔ واقعات سلف خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش تقریر و خوش تحریر اخلاق خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضاء تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل و روشن ضمیر فقیر بے نظیر تھے۔ درویش وضع درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے ہزار و مائل سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور ہزار ہا نے کو سنا۔ شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھگئے

سلف سے خلف تک سب آ پکا لوہا مان گئے۔ اور آپ فن مناظرہ مین خوب منجھے ہوئے تھے۔ اکثر ہم عصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپسے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بہ ترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین سالک رہتے تھے۔ چنانچہ یحییٰ کاشی شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکھا ؎

ہلال عید خم خم بر سر کوئے تو می آید ۔۔۔ کتان پرچہ لازم کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبدالولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا۔ شفیق نے جناب شاہ نیاز آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا بن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ؎

صبحت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد ۔۔۔ ہلال کیشبا بروست کتانم سوخت

اور مرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ؎

سہ تو قبلہ چاک کتان چون شد عجب نیست ۔۔۔ کہ نے خم دلم از دور بوسد رکابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم و عرب مین کتان کے پرچہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین بایکدیگر معاصرین چوٹین کرتے تہے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تہے
جلسون مین مزے مزے کی باتین ہوتی تہین - ہم شربون مین مذاق و لطف کے
چرچے ہوتے تہے - افسوس وہ کیا زمانہ تہا اور وہ کیا بزرگ تہے - اب وہ بزرگ ہین
نہ بزرگی - نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی - نہ وہ لطف عام مین ہے نہ شراب مین
نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین - نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی
سوال مین ہے نہ جواب مین - فی زمانہا شعراء و علما مین مناظرہ کیا ہے - مکابرہ ہے
ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے - دوسرا مرد مقابل بنکے اسکی
عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے - مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے
کوسون دور رہتے ہین - عداوم و لاانسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے - کوئی حق بات کا
اقرار نہین کرتا - اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے - اس طالمانہ خیالات فاسدات سے
خراب و تباہ ہوتے ہین - جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین - اسوقت ایسا
زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدہ بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے -

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تہے

سراج الدین علیخان آرزو - و میر غلام علی آزاد بلگرامی - و ناصر علی سرہندی - و بہمی ارزان
شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی - و عبدالغفار صاحب
سامی اورنگ آبادی - عبدالحکیم حاکم - و نورالعین واقف و غیرہم -

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا - لائق شخص
خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے - مشارالیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا
ہوا - بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دلی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی واردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی واردو ہے۔ فارسی دیوان مین اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علماء و فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی۔ سرکار سے بقدر ضرورت مایحتاج ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر آپ ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علما نے بہی آپکی بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ بال رہے۔ نواب نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا زندگی جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین بہی بہی ہر اس تحقیق اورنگ آبادی لکہتے ہین کہ مین آپ سے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست باب جاگیر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور ہوی نہایت شکرگذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی مولوی سلمہ اللہ تعالیٰ درسی

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی معد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی معد اللہ کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی بائی طریقہ پر سنی الذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور بکھرانی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
یہ دعوے بے یقینی ہے کہ آپ سنی الذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
دو فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و ہندیاً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ میں
وجود واجب رسالت کے مصدق ہیں اور قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہئے کہ باہمدیگر مثل شیر و شکر میں کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہو سکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ ہو گئے۔ آپنے بحیثیت دولتی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک درست ہے اگر بحیثیت مذہبی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں
ہر سہ اولوالعزم ہونے پر ہیں۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپکی نعش مبارک میرٹھ کے دائرے میں دفن
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ نزدیک ہیں لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ دعوے بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
اگر کوئی ویسا ہی ظاہر میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا مگر مشکوٰۃ النبوۃ صاحب مشکوٰۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ دکن کے ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم و اخلاق تھے۔ بانی اجتماع و اتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپکے مانو مین تھے آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے۔ حسن سلوک مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت و شان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کھانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی تیار کراتے تھے۔ علماء شہر مشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر و مدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آنحضرت وسیلا پیچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے ہاتھہ دلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بھی دس روز تک شہداء کربلا کا بیان فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے بیان کرتے تھے کہ مجلسہ اسوقت کا سماں کہلاتے تھے۔ کبھی شجاعت کے بیان مین کبھی ہمت کے میدان مین سبکے امام ہوتے تھے۔ کبھی جرات و شہادت کے عرصہ مین تیز قدم۔ کبھی صداقت و عبادت کے اظہار مین چست رم ہوتے تھے کبھی شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبھی صبر و قناعت کے گوشہ مین عبادت کرتے تھے غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

چیخ چیخ کر آمین مارتے تھے۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بھی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تھی۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تھے۔ جو طالبہ ہوتے تھے علم و فن حاصل کرتے تھے۔ جو شائق موسیقی ہوتے تھے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تھے۔ جو شاعری کے طالب تھے وہ شعر و شاعری مین فرد یاتے تھے۔ جو دوستی تصوف کے جویا تھے وہ بھی آپسے مستفیض ہوتے تھے۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تھے وہ بھی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکھتے تھے۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تھے۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تھے۔ اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کا کوئی عالم نہین پہنچتا تھا نہ کوئی شاعر۔ اکثر آپکے خوشہ چین تھے۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تھی۔ اسکو برادرزادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کر دیا تھا۔ اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجھتے تھے۔ اس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تھا جو کچھ اثاث البیت تھا وہ سب اس کے تفویض کیا تھا داماد لائق و اطاعت گزار تھا۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجھتا تھا۔ کبھی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھتا تھا۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تھے۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تھے۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تھے۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تھے مجلس کی رونق و زینت تھے۔ صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۶ رجب ۱۱۹۱ ہجری مین اس عالم فنا سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین بیرمومن استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار دیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و غرہ حاصل کرین اور بیان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را مایہ جرم و گناہ است	ولہ	در میخانہ عزلت بستہ تر از من مینا
یار صاحب اعتبار از طلعہ آغوش ماست	ولہ	[illegible] ما صادیم ما
کو دماغت کہ کشی درد کشتن ما	ولہ	میکنم [illegible] گردن ما
محتسب میکشی ما را بود از حکم خدا	ولہ	[illegible] جام چو نرگس شہ جنون ما
بشہر ما کہ باشد فخر عاشق جو یار آنجا	ولہ	چو ما کس خیالی نشستہ می قصد دار آنجا
از بسکہ اسیر است پسند بوس ما	ولہ	[illegible] صفت جنون ما نفس ما
کہ شب ہجرش تلاش دادرس ما شد مرا	ولہ	[illegible] کہ پیرہن ما شد مرا
جنون سامان شاہی گشت جا بازار ما مون	ولہ	[illegible] خاک مجنون را
زجوش لالہ ہا ہر داغ و خون شد سینہ ریش		[illegible] مجنون را
با خیال خط سبزش بسکہ خو با شد مرا	ولہ	چون [illegible] موہو با شد مرا
چون گرد باد عشق بر آورد کام ما	ولہ	گرد و زد دست طالع برگشتہ جام ما

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا ولد همچو مژه سایم رو کف از بام تماشا
ز فیض خاکساری همچو نقش قدم دارم ولد بفرقم هر که پازد جا دهم در چشم پایش را
سر کشتی تا بکی عاشق رجیب یار هم ولد گل گریبان میدرد عزلت بجای عندلیب
از ملایم طینتان روشن ضمیران را چه سود ولد چون طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب از آب
آبرو میریزد روشندلان بیطاقتی است چشمهٔ آئینه را پیداست از سیماب آب
ز شوق او بعدم چون رها نگردیدم ولد چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست
گذشت عمر بشب از دلم نرفت اما اشک حسرت من ره بپاسمن باقیست
از لب گشتیم ز طلب بجا دست ولد برداشته زاهد بدعائے ما زدعا دست
داغش که داده دست بجا گم گشته دلم ولد خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت
خواهید هست پا بدم اشک زد پدید ولد دامنم ز کار رفت و گریبان دریدنیست
دستک مدار خاطر دیوانه ناز کست ولد دانسته میدهد خاطر دیوانه ناز کست
بیصرفه دامن لب شبنم بر دمے آهسته ریز باده که پیمانه ناز کست
بگرم جوشی یاران عصر تکیه مکن کز چون معانقه عید اعتمادی نیست
سر رسنان نی طفلان هم آوازیست داغ دل موزنیست و باده دمسازیست
همچو مژگانی که موی سیندش زخط فرنگ مست بے عشق علی سید شدن تنهاست
جامه دار است تو کل بقدر نیست تو کلهٔ فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ
میخواستم که صفحهٔ لب را رقم کنم گردید در گلوم چو رگ لعل خامه میخ
ز داغ سوگ دل هر گاه غم آتش بدل میریزد شرشکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد
او گرم و لبراست جهان را خبر کنید ما با ختیم دل نگران را خبر کنید

دل صد پاره‌ام چون گشت وگاهی هم زدم غربت
گلی کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد

منم آنقدردان درد کز طفلان اگر سنگی
بمن ناخورده افتد میزنم بر دست خود

معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
یعنی ز نیلم آتش یاقوت دود کرد

بوسه لعل تبان آبحیات آدم ست
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته‌ام

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می‌آید
ز چاک چشم شب‌ها لانه زنجیر می‌آید

حق دل از دل من یار تلف کرد آخر
چشم حیران مرا بهر هدف کرد آخر

روزی گذشت از لحد م مهر طلعتی
چون صبح سید مذر غبار م ضیا نمود

پر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز
کرده‌ام شام غم خویش چراغان امروز

یاسمن از بدام من گلگون قبا میپوشد
صبح عید عشق نامه‌ها میپوشش

قاره وسعت مشرب غزلت شناخت کنار
گرد باد از سر صحرا میکند برگام رقص

پرکن و خالی ما باقی همین ما از تو
میکند گریان پیمانی تهیه پیمانه عرض

این زمان غزلت چو هم آغوش گلگیر شمع
در بغل دارد جدائی هست هرجا اختلاط

گر شود منظور چشم مست او روزی چراغ
منصل باشد بسیم باده از بوسی چراغ

زده ست تا بام برق آرزوی تخلف
چو آفتاب ندیم بروم سوی تخلف

بسکه بی سامانیم فقرست خوش خانه‌ام
چین قندار بود یا بر جبهه ویرانه‌ام

پس ز مردن هم ز سوز محبت نیستم فارغ
چو رنگ لاله داغ دردمان قاتل داغ شد خویشم

بر رنگ لاله دل را از غمش صد حال میکردم
ز داغ سینه بر روی تمنا خال میکردم

قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

ما دل خونین ز هندو دیده تر میبریم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود
زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا
آب تیرے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی میں میری قدر کو جانا کیا جہاں نے
اندھیری رات میں کسکو کوئی پہچانتا ہیگا

نحیف آہ میرے داغوں کی جانکاہ علاج
جز صبا کیا ہی چراغوں کے بجھانیکا علاج

کشتہ شمی ہے کاٹتا ہوں کس مپرسیوں کا غم
ہے مرے ہمنس کے ونیکا سد الملقین میں نفس

دل سے کیا ہے نے رفت چشم خوبان الوداع
مرحبا اے پرانہ نے زنجیر زندان الوداع

تیری زلف کے شب کا بیدار میں ہوں
تجھہ آنکھوں کی ساغر کا میخوار میں ہوں

کدھر رہتا چرتا ہے اے گریہ غم
کہ آنکھوں سے تیرا خریدار میں ہوں

دیکھہ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے
گل کے ہاتوں خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاراں میں ہے ہم خاکساروں کا غبار
صاف ہے شکوہ لو میں کیا محبت خاک ہے

غمزہ ہے دو غمزہ آنکھیں کیا بتاؤں نظر میں آتا ہے
نیل دینے کے عصیاں کی سزا ہے حق کہا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص - معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے - عالمگیری زمانہ میں اورنگ آباد آئے - اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے - سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی - ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعر گوئی میں ہمعصروں سے فائق ہوا - آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہیں - مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہیں - کلام سلیس سے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج میں خاکساری و انکساری تھی۔ عالمگیری منصبداروں میں ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۳۵ھ میں ہوا۔ اورنگ میں مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر میں — او محب کے پوچھے یہ خلق کیا ہے
گر نہیں میری صبح کے مائل — شمع بزمِ کا مدعا کیا ہے
اپنی آنکھوں اوپر لگا کر رکھو — آج محشر میں پیا کیا ہے
بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو — کیا اسیروں کا آسرا لوگے
ایک رسوا بہت ہے شہر کے تئیں — سب کو کیا دیوانہ بنا لوگے
دل میں دل لیکے یوں مکرتے ہو — کہو کیا اس میں دل نہیں ہے
مجھے رقیب کہا کیا سبب ہے میں کیا ہوں — اور کہا ہو جس کا دوست دشمن کیوں ہو
باغبان جو مرے ہوئے خزاں آخر کو دیکھ — عاقبت خاک کی گود کا پالا نہیں

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے۔ یہیں متولد ہوا۔ گمان غالب ہے مگر ۱۱۳۵ھ ہجری میں زندہ تھا۔ اسکے بعد میں فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تھا۔ پیر پرست و اولیا دوست تھا۔ چنانچہ صاحب گلشن ہند نے لکھا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تھا جہاں تک شیخ رہتا تھا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہیں کرتا تھا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تھا اور کبھی پیر کے سامنے آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتا تھا۔ ہم کو کبھی کبھی زبان کے تذکرہ سے انکے دو شعر یاد آتے ہیں۔ هوهذه ۵

ڈرتا نہیں ہوں بانک و کٹاری کے زخم سے
بانکی نگاہ دیکھ تری ٹل گیا ہوں میں

کان نمک ہوا ہوں تیرا حسن دیکھ کر
لونی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہوں میں

عالی ۔ نعمت خان

عالی تخلص ۔ مرزا انجام نعمت خان خطاب ۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہیں۔ آپکی والدہ صاحبہ شیراز سے ہند میں آئے۔ اور یہاں سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان میں واقع ہوئی۔ صغر سنی میں والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین میں نشو و نما پایا۔ اور دس شعور کے بعد وہیں کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیع صاحبی بیزدی کی خدمت میں مشق سخن کرتا تھا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند میں عالمگیر ثانی زمانہ میں آیا۔ عالمگیر بادشاہ کے ملازمین میں شریک ہوا۔ بادشاہ سے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدر آباد کے محاصرہ میں شریک تھا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ وظیفہ خلعت سے ممتاز ہوا ۵

از نصرت بادشاہ غازی — گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ — شد فتح بجنگ حیدر آباد

پھر ۱۱۰۴ھ ہجری میں داروغہ خزانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد میں جواہر خانہ کا داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی اور اس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت میں رہا۔ سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے بلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے تاریخ تیموریہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام ہوتی۔ آخر شہر ۱۱۲۱ھ سنہ ۱۱۲۱ ہجری میں فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سنا گیا ہے کہ مرحوم کا اصل وطن ترجمہ نے حیدرآباد میں اس واسطے پایا کہ والد مرحوم کے ساتھ وہ بھی استرآباد کے دائرہ میں مدفون ہوا۔ فقیر نے بہت تلاش کیا مگر کہیں پتا نہیں ملا۔ اور بقول ناقلین کے تذکرہ مرحوم کا نام مرقوم ہے کہ حکیم کو ترجمہ کیا ہے۔ مگر صاحب ترجمہ کا نام مرقوم ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسوں کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے ثابت ہوتا ہے کہ عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن میں رہا۔ اور اسی سے حکومت کرتا رہا۔ اور عالمگیر کے انتقال کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت میں رہا۔ اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد میں مقام اورنگ آباد میں نور جہاں کے باغ میں راوی ندی کے کنارے شہر کوہ میں مدفون ہوا۔ (باقی ماندہ) میں تذکرہ نگار غلط غیر ہا۔

عالی عالم فاضل ادیب کامل جامع فنون کمال و مجموعہ جمیع خصال تھا۔ انشا پردازی میں بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی میں بے عدیل تھا۔ جو کوئی میں انشاء و سخن میں اس کا قلم شمشیر خون ریز اور صورت ستیز ہے۔ وقایع گو کلکتہ سے اس کی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابوالحسن تانا شاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے
وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تھا۔
عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند مکار خان کے شادی کی ہجو میں ایک قطعہ عجیب و غریب لکھا ہے
مشہور عام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ کو نہایت مشکل لایحل تھا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ میں
اسکی شرح لکھنا شروع کیا ہے وہ قطعہ کیا ہے جو شرح اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت و ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی
اول بیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ فاز جمع البیان کنت طالبا۔ ھو ھذا ؎

[illegible] باکمال عزو تمکین باوقار زیب و زین

[illegible] وقت نعمت خان عالی نے زیب النساء بیگم کی سرکار میں جیغہ مرصع نوکر رکھا۔ مدت
[illegible] اسکی نہایت جہل نہیں ہوئی ایک بار بیگم پیش کی ؎

[illegible] در خدمت تو عیان شدہ جوہر من

[illegible] در دست خریدنی بزن بر سر من

[illegible] جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی
[illegible] ہجو شاعر تھی۔ خود دیوان میں لکھا ہے کہ میں ابتدا حال میں
[illegible] کا شغل رہا تھا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تھا
[illegible] حکیم نعمت خان حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا۔ حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی
تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے
ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی میں شوخ و دلیر ہے۔ موقع
و محل کا بڑا لحاظ رکھتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم
و الفنون تھا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تھا۔ علم ہیئت و نجوم اور ریاضی میں

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہو جاتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا
آخر آں ہندو بچہ زنار می سازد مرا

خوش نمی آید دل آں سودہ محبوب مرا
بد شود با ہر کہ گوید پیش و خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاہ گرم رقیباں کباب کرد مرا

کار با طرفہ جفا پیشہ افتاد مرا
کز ہمہ یار ہمہ کس دل بر داز یاد مرا

ز عیش رفت مبادا نچہ بود در گرہم
چو گل شگفتگیں ہا خراب کرد مرا

در نشاط آرد دصال و ستان مشتاق را
خلقہ بیعت ہوا شکم و جام شراب

نیشکر بر ہند ہند خویش خنجر بستہ است
تا ہوا ہی ہیچ و شکر در جہان بی قیمت است

ترسم آں ہیمن بدن باشد در آغوش قریب
دیدہ ام تقویم امشب تا در و قلب است

شرم شیر چو بر سنگ رسد بر گردد
سخن تند ما شنگیاں نا دانی است

در عجب بخت سیاہی دارم و چشم تری
از سواد ہند تا مصر چنیں نا ممکن است

مصلحتی است ملاقات مردم عالم
ہیں کہ دستے دلہا بسر سلام نشستہ است

فیض از اقتدار کوئے قناعت یافتہ است
سایہ بال ہما نور سعادت یافتہ است

اہل غفلت را بدنیا نیک بد معلوم نیست
خواب شب تعبیر خواہد یافت چوں فردا شود

اہل سعادت از پئے ایذا نمی شوند
بر تیر ہیچکس پر و بال ہما نہ دید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
آخر این شیشه شکستند و بنا تم دادند

بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد
جان کشید از تن و جان نکشیده است هنوز

کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
روبپائین میکند قد همچو باران دانه ام

بهر وصل و کاش امیقدر هم میشدم محرم
که چون آئینه حرفی از پس دیوار می گفتم

کوکب موخته میکرد گرانمک بدوے
همچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم

از عصای خویش طفل را جنیبت میکشم
از رکابش در وقت نیسواری نیستم

گیرد نگه چشم تو شاید بکند بش
رم کرده تر از آهوی صحراست دل من

بیا ض گرفت از بو سه هر جا نقطه ئی چند
بدستم ساغرے بسپار و سیر میخانه ام کن

هر که پهر سد این سخن عمر دوباره چون شود
از بهر ما رمی برو باز بیا که همچنین

عاصی۔ شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن اوتھ سے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب چغتہ خان کاشغری کے ہمراہ دکن مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اسوقت نواب صفدر جاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمتمین رہے

جو کام آپ کے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے۔ فانی المشرب طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تھے۔ علم تصوف و حقائق و معرفت میں بے نظیر تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپ کے حلقۂ درس میں شائخ و شائقین شریک ہوتے تھے۔

پیش شہر برہانپور میں عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان میں سعادت کی تب آپ کے والد فردوس مکین روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوئے۔ مولوی صاحب موصوف علما کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی پڑھنے لگے۔ سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اکثر سخن سنجوں سے واقف ہو ہی چکے تھے۔ شعر گوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تعلیم سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تھوڑے ہی مدت میں شاعر ہو گئے۔ شباب کا عالم تھا مزاج میں چالاکی ہوشیاری تھی آپ نے اپنے اقوال [illegible] ایک قصیدہ حضور نواب کے پیش کیا۔ نواب صاحب نے آپ کے قصیدہ کے دو شعر سنکر بہت خوش ہوئے

سینہ ام از آرزوئے شوقت صفا گرفتہ است ۔۔۔ کردہ ام از آب پیکانت آئینہ را زنگ گرفتہ

مدتے شعر شعلہ بار تو افشاں بود بر دل ۔۔۔ ماند عمرے در دلم از گرمی آں گفتگو

نواب صاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا۔ آپ تا بزندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت میں ملازم ہوئے۔ ملازمت کے بعد حضور کی مدح میں ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا۔ حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکے کلام کی تحسین و مرحبا کہہ کے داد دی۔ اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی۔ اور اسی وقت سنائی۔ عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے۔ حضور نے منصب بیاست پر مقرر فرمایا۔ علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے۔ حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید نواب صلابت جنگ کی خدمت میں رہے جسکے بعد ظہور منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۲ھ ہجری بقول بعض ۱۱۶۵ھ ہجری میں نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت میں مقرر ہوئے۔ نواب صاحب نے میر عبدالحی خان عصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی میں روانہ کیا۔ آپ چند سال برار میں نواب کے ہمرکاب رہے۔

مرقع دیدہ کے مولف نے لکھا کہ میں نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے ولیخانہ پر ملا۔ وہیں میرے مکان پر تشریف لائے۔ بہت محبت و شوق سے ملے۔ لائق شخص ہیں آپکی طبیعت سلیم و علیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے۔ خوب کہتے ہیں آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل میں فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ۔

جب آپ برار سے اورنگ آباد میں آئے تب آپنے نوکری ترک کی۔ اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد میں رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوئے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری میں واقع ہوا شہر مذکور میں مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

ساقی ما گر دمے آرد بدست آئینہ را
سازد از جام نگاہ خویش مست آئینہ را

می نشیند پیش رویت ہر سحر با اعتقاد
شعلۂ حسن تو کرد آتش پرست آئینہ را

تا قیامت باز خواہد داشت چشم خود نشستن
پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینہ را

از تغافل ہائے او در سینہ شد داغ لخت لخت
کم نگاہہائے آن ظالم شکست آئینہ را

آہ دل خون شد از جدائیہا
دلہ تسلیم کرد آشنائیہا

داغ شد لالہ تا بصحرا دید
گل منقش بر ہنہ پائیہا

فتاد عکس رخش بجام شراب
دلہ نمود جلوہ صد آفتاب در تہ آب

چنان ز ہجر عاصی گریست ای ظالم
گشت خانہ مردم خراب در تہ آب

صورت خود دید در آئینہ از خویش رفت
دلہ ساقی مست جام لعل بیگون خود است

مصرع خود را اگر بیدل سہو دہد نیست عجب
غنچہ ہم در فکر بند بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا چشم عشق نیست
دامن پر گہر از چشم پر خون خود است

روئے آرد داغ عاصی بسوئے خویش کس
تا جمال یار در خود دیدہ مفتون خود است

بسکہ داغ سجدہ بر لوح جبین آریم طرح
دلہ از برائے نام خود نقش نگین آریم طرح

تا لباس خاکساری چین بر آریم طرح
تا پود خرقہ را کردیم رنگ از خون دل

تا کنم از ان کاکل مشکین خطے طرح
کردیدہ ہر طرف سواد مختلف طرح

در گلشن آئینہ عکس تو جا کرد
از پرتو رخسار تو شد باسمن طرح

با قد خم شد از در کشید آہے
دلہ تیر نا وک ز کمان چست خدا خیر کند

میروم در سفر عشق بچشم گریان
راہ این بادیہ آبست خدا خیر کند

حسن شانہ دام بلا بود بدل — شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند
اوراق غم را چو پریشان کند آن لف — با تا زگہ از مژہ شیرازہ کند چشم
گر بگذرم از لطف گزاری سوے عاصی — از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم
زد دود آہ ما این گنبد مینا است میدانی — سحاب اش از کف دریائے اشک ما ست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی — ز خون کشتگان این نشان پیدا ست میدانی
بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ ظالم — بدست نازکت رنگ حنا ست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است — ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از سوز تو اے درد کسی آگہ نیست — این راز بہ پردہ دل عشاق است
در عرصہ دہر تا کہ پیدا ست سخن — روشن گہر آئینہ دلہا ست سخن
از بسکہ بہر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن
اے شکل ہلال کردہ ابروے تو — آئینہ ما پرتوے از روے تو
آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویختہ دل بحلقہ گیسوے تو

من رباعیات الہندی

گر نسخہ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوہ حق
نادان نہ بتاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق
تجھ غم کی آگ کو میں کہا ہون چھپائے — ڈرتا ہون تا فلک اڑے بہہ کر کہین
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے سرو نے روے ثمر کہین
سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

آتما تہا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	ولہ	ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین
کیا ظلم ہے اے سوئی پلکون والے		آہستہ سیوز خم ہین دیکھے آلے
تر چہی وو نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نیزے بہت ہین دیکھے بہالے

عشرت۔ خواجہ ابوالبرکات خان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابوالبرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین۔ آپکا مسقط الرس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین ہوا۔ سن شعور تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی ساتذہ شہر سے ختم کین۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تہی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کو منقح کرتے تہے۔ بلیغ رسا ذہن فلک پایہ سے موصوف تہے۔ غزل نظم و نثر مین معروف تہے۔ آپکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین ہے۔ آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۰ھ مین ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے۔ **شعر ولہ**

شب کہ دل و گریہ با کمال شکیبا نبود		در شب عشق ہوا شاہد رنگین تو بود
درد سر بود ہوا از تہت سجدہ ترا		گر بپیشانی من بہت نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال		حلقہ در گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ ایضاً

من ہوا حبت تیری مگر فنا ہے جدا		میرے تیرے خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا
راتدن آسدل میا ہے کی صحبت ہر دار		آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ میں قائم ہوں مگل شمع ساں
سر کٹا پر نہ ہوا شمع شبستان سے جدا

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس
سر کو میں آنکھ میں کہیں اور دل علی ہذا القیاس

کیا ہوا حاصل تمہی تو ٹوٹے اس مغلس کا دل
بات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

احتیاط جان کیجے جب تک کہ دل پاک نہا
اب تو ہم گذرے سبھوں سے کس کے جان اور کس کا دل

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے
آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

گلشن و لعبن اگر سرو خراماں گذرے
اشک خونی سے گلستاں میں طوفاں گذرے

مے پیاں سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی
خمار مے سے ظاہر ہے تماش سرخ گلابی

ہمارے اشک غم بن کر گئے پرواز سرخابی
ہمارے دل کو غربت ہے ہمیشہ طاق ابرو میں

کر جیوں محراب میں خوش تھے سدا شہ نور محرابی
دیکھا ہوں دب سے باغبن اس خوش نگاہ کو

نرگس نے کی ہے کل میرے سر بجائے آنکھ
عشرت مدام مد نظر رکھیو یہی دعا

دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص۔ محمد قمر الدین نام۔ آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہیں اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ۔ تذکرہ خزان دہبار کے مولف نے لکھا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے۔ خدائے تعالی نے آپکو فی زمانا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے۔ آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت میں دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کیں اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا۔ ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ و ماعلیہ خوب سمجھا۔ اور شاعری کے میدان میں قدم رکھا۔ اپنے ہمسروں سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ جو کچھ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔
آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ ھو ھذا کلامہ۔

گریبان گیرما ہرگز نشد دست تمنائے	چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی۔ مولوی سید علوی

علوی تخلص۔ سید علوی نام۔ آپ کثیر المولد والمنشا ہیں۔ فارسی و عربی میں استعداد کامل رکھتے ہیں۔ عبدالحلیم خان حاکم شاہ نورنگا پور کی خدمت میں ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہاں سکونت پذیر تھے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور میں بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت میں نیازمندی کا رابطہ قائم کیا۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا تا زندگی عبدالحلیم خان کی خدمت میں منسلک رہے۔ آخر سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ خوش مطلق و نیک معتقد تھے۔ ھو ھذا

داغ شمع دآوبینا چشم جام اشک ما		طرفہ طرحے افگندہ ام تماشا کردنی است
من بسنگ افگار از سوز جگر در زندگی		جسم خود مرہم کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ		در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
بفرمان مزاج نازک آن صندل جسم	وله	کز آواز شکست رنگ رو در سر کند پیدا

مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود
حلقہ گہوارہ تا نشاد رو! لا بجنبید

حسن شانہ دام بلا بود بدل — شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند
اوراق دلم را چو پریشان کند آن لف — ولہ — با تا رگہ از مژہ شیرازہ کند چشم
گر بکعبہ از لطف گزاری سوے عاصی — از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم
زد دود آہ ما این گنبد مینا ست میدانی — سحابش از کف دریائے اشک ماست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی
بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ ظالم — بدست نازکت رنگ حنا ست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است — ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از سوز تو اے درد کسی آگہ نیست — این راز بہ پردۂ دل عشاق است
در عرصۂ دہر تا کہ پیداست سخن — ولہ — روشن گہر آئینۂ دلہاست سخن
از بسکہ بہر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن
اے شکل ہلال کردۂ ابروی — آئینہ ما ہ پرتوے از روی — ولہ
آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویختہ دل بحلقۂ گیسوی

من رباعیاتہ الہندی

گر نسخۂ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوۂ حق
نادان نہ بنا وے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق
تجھ غم کی آگ دل مین کہا ہون چھپاکے مین — ولہ — ڈرتا ہون تا فلک اڑے پہنچے شرر کہین
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے سرنے روئے ثمر کہین
سمجھے مین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — ولہ — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب من المقالات الغرائب کے
مولف نے لکھا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے اصفہان
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابھی تذکرہ کا
مسودہ مبیضہ نہین ہوا تھا کہ آپ ۱۲۳۰ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت تجسس و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ اُن اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندھا۔ تذکرہ کی جو نئی کیفیت معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکھتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپ برزگان
سلف نسلاً بعد نسل علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوتے آئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی محمود
عالمگیری عہد مین عالم و فقیہ متبحر تھے۔ اسی علم و فضل کی بدولت آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تھا۔ اور خاصت قضا کا منصب بھی عطا کیا تھا
لوہ بھی کیا تھا۔ آپکے جد علامہ عصر تھے۔ دونون خدمتون کا کام بطریق احسن انجام
فرماتے تھے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت قضا پر مامور و متعین ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنی ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت ۱۲۳۰ مین واقع ہوی۔ اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اس
مقبرہ مین جو نہر رسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بخاکستر نشاندتاب رویت آتش گل را پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق — سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر سیه داری — رگ اندیشهات پیچیده سازد موج سنبل را
بهر محفل که آن گلبرگ ستان میشود پیدا — شکست توبه از کبر و تسلمان میشود پیدا
شهادتگاه مهر جوش نیرنگ دگر دارد — ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا
نشسته در کمار زخم حسن نابان ترا — هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
نثار رنگ نو اوکرد حسن بیهوش ترا — باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن مژگان گذشت از حیرت نگار ما — موج بهار شد رگ سنگ مزار ما
پیچ کاکل مشکین خویش را ظالم — مضراب انقدر ا بسنگدل رگ جان را
نشتر پرواز من کرد چو آهنگ عروج — شور از حلقه مرغان غزلخوان برداشت
محفل روشنان را بیت سامان احتیاج — ور شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج
حوصلهٔ او نشد دور جنون هم گذشت — سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود
کی دلگیر نگر فرد اخاطر شاد مرا — برسرم آرای فغان امروز جلاد مرا
شبنم گلبرگ لعل چشم آن نخجیر بود — خامهٔ بهزاد از ریشهٔ انگور بود
از چشمت او رنگ دل آب شکند — میزند جوش آنقدر این می که مینا بشکند
صحبت آباد جنون آئینه دار حسن کیست — صد مه بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند
غنچه تراقیامت ناز آفریده اند — زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
ای بقربان سراپایت سراپای پری — ای ندیده محشر قد تو بالای پری

من اشعار الهندی

لب لعلت بسنگاهم ز تو بیمار دیکهنا — نبتاهے کان تلک ترا انکار دیکهنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین
مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی

روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ
اُسطرف صبح وطن شام غریبان اُسطرف

یون ظلم اے پیارے کرتو کیا کرے گا
اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی

یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے
شاخ ریحان ہو اگر آہ میری رو نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - **ھو ھذہ**

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد
کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد

ہر گاہ با رقیب برابر گذشتہ ایم
بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم

عاشق بکوئے یار زا حوال ما مپرس
اینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آباد دکن کے

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف۔ اور متانت و ضع و لطافت مزاج مین معروف تہا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا۔ کلام شستہ مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبۂ سخن کو درجۂ بلند پر پہنچایا ۱۱۷۸ھ ہجری مین زندہ تہا جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد آئے ان سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

ع دیدیم کتب خانہ مقناد دولت ۔ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا۔ احباب سے نہایت خوش اخلاقی و محبت سے ملتا تہا۔ مرد خوش صحبت و بامروت تہا۔ ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الھندی

اگر وہ قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی	ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
مین وہ بسمل ہون کہ تیغ قاتل شمع کے مانند	کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو
وہ بلبل گذر جا گل سے اور ہر گل گلستان سے	جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو
سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر	نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام - آپکا اصلی وطن برہانپور ہے - آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے - اسوقت آپکا عالم شباب تہا - ذکی الطبع و ذہین تہے - علمی لیاقت بہی درست تہی - شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا - طبیعت کی چالاکی

شعر ریختہ موزون کرنے لگے۔ اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چندہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکا انتقال ہوا۔

من ۲۰ شعارہ ۲ الہندی

جو مست جام شیشہ صہبائے سبز ہے	ولہ	بر جا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چھٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو پیرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق۔ میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص۔ میر یحیی نام۔ عاشق علیخان خطاب۔ برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تہا۔ انشا پردازی مین یکتا زمانہ تہا۔ بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبداروں کے زمرہ مین ملازم تہا۔ لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا۔ سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا۔ زبان ریختہ مین شعر کہنے کا شائق و عاشق تہا۔ موزون الطبع و خوش فکر تہا۔ جو کچہہ کہتا خوب کہتا تہا۔ آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریت سے خالی نہین ہوتے تہے۔ اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے۔ آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے۔ ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۶۷ ہجری کے قریب ہوا۔

من ۱ شعارہ ۱ الہندی

اوٹہا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا	کر و سب یار مل سامان شیشہ دارو کا

اب تو کچھہ باقی رہا نہین	ولہ	کیا مگر بیچون خدا
جبیت میری ہے عشق بازی مین	ولہ	جیسے دلبر نے مجکو مار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر	ولہ	نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گہر مین جب ملک تھے	ولہ	بیچ کہاتا تہا فقیر
گشت کو تو ال کرو موقوف	ولہ	آج کی رات جام بہرتا ہے
نشہ اوتری محبت کی ہماری	ولہ	کہا دسہرے خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے راکہہ	ولہ	ہنسکہا جوگی پسر نے خاک لگتی ہے بہلی
مجہہ کلیجے مین برہہ کی تجہہ پاک ہول ہے	ولہ	ہے حال بنا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے
ہر ایک سانس کے پیچے چہ منات پہنا وسکا	ولہ	گرک عاشق علیخان کو مستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات	ولہ	دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجہہ پاس کوئی نہ آیا	ولہ	شمشیر تیری ایکدم بیٹہی تہی میرے سر پر
جب لشکر صنم کا تماشا کہینچتا ہے	ولہ	بازو کے کہینچنے مین دو ہات اینچتا ہے
مین شہید کربلا سب شیخ لوش	ولہ	مصطفی کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین	ولہ	لیک منہ دیکہے آشنائی ہے

عجب - محمد عبد اللہ حیدرآبادی

عجب تخلص - محمد عبد اللہ نام - چہوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین سند طالب العلم ہین - شعر گوئی کا شوق لمین پیدا ہوا - زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست وصاف ہوگیا فارسی واردو زبان میں کہتے ہیں۔ خوش مزاج ونیک سیرت ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

در عین گریہ چشم برہم نمیشش — سلک گہر کنم مژۂ اشکبار را
از سوزشش ہوائے دم سرد مردہ ایم — پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الھندی

عارض کی تازگی سے بڑھا رنگ یار کا — اس گل سے کھل رہا ہے شگوفہ بہار کا
اور پھر وش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چھاڑ — کافی نہیں ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکھنؤ ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن میں بقدر ضرورت فارسی میں استعداد حاصل کی طبیعت میں تیزی وچالاکی تھی۔ شعر کوئی کی دلمیں رغبت کامل تھی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خواہش طبیعت میں تھی۔ آپنے زور فطرت وجولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین صاحب آپکے برادر بزرگ تھے۔ ان سے اصلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ واصلاح سے تھوڑا سا مجموعہ کلام ہوگیا ۱۲۹۰ھ ہجری میں بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن میں آئے۔ آتے ہی سررشتۂ تعلیم میں ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکریٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر میں مہرنشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہیں فی الحال کہاں ہیں۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالیٰ سلامت رکھے۔

من اشعارہ الھندی

خنجر بکف وہ آئے ہیں ایک اژدہام ہے
اللہ میرے قتل کی یہ بھی ہوم دھام ہے

زنج کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے
اسلام و کفر دونوں کو اپنا سلام ہے

اتھو بقول آتش مرحوم اے عدیل
میں مقتدی ہوں اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جاناں سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے
ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے

رنگ آ جائیگا رفتہ رفتہ طبع یار میں
بہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوس ہے زخم کاری کی ہوس پھر اے مرے دلکو
نگاہ آزردہ سے دھوتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت محمد عنایت اللہ بریلوی

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہیں۔ آپکا اصلی وطن قصبہ بزیرہ ہی ضلع اناؤ ہے۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے متولی و پیش امام ہیں۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہیں۔ آپنے بریلی کے مدارس میں تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آرزو اسوقت بریلی کے ہائی اسکول میں صدر مدرس تھے۔ مولوی صاحب مدرسہ کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ آپکو پڑھائی ہیں۔ اورینٹل کالج میں ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خانصاحب ہیڈ ماسٹر ٹرننگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہیں۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش کردار ہیں۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہیں۔ مگر میں دس برس سے اس شہر میں ہوں کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں آپکی ملاقات کا مشتاق ہوں بصداق

کل مرہون باد قا تہا۔ کسی وقت ہو جائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس ہو گی میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گہنی داڑہی۔ گندمی رنگ ہین خدا سبھوں سے آپکو خوش خرم رکہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من شعارہ الفارسی

خرام دید و نشستہ بگوشۂ گلزار — ہمہ تذرو چمن از تو شہر سار انند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا — کہ جملہ مردمان بے دام تا بعد ار انند

من شعارہ الھندی

پہر گلون سے ہو گیا ہے اندنون گلزار سرخ — عندلیبو فصل گل آئی ہو کے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی — وللہ خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا۔ چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کا سن ولی — ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچھمی نرائن کا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا۔ عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی آسودہ گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اسکا ایک شعر ہے ہم بہی اسکو نقل کرتے ہین۔

جسکے جاری نہین ہین سول سدا ویران ہے — معمور ہو کیونکر بسے جس گانون مین پانی نہین

عاشق۔ میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص۔ میر قاسم خان نام۔ آپکے والد ماجد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ بلوہ کے دیوان بادشاہی تھے۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت میں آئے۔ نواب صاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے۔ منصب جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفراز ی بخشی۔ نواب صاحب نے متعدد مراتب سرکاری خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے۔ حضور جو کچھ سوال کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بے باکانہ کے ساتھ دیتے تھے۔ آپکی تقریر سے امرا دربار ہنستے تھے۔ اہل دربار مین کوئی ایسا نہ تھا کہ آپکے زندہ دل و دلیر نہ تھا۔ آپ سب کے نزدیک موجب اعتقاد و عزیز الوجود تھے۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر آپنے شاہزادہ ہی کے تربیت یافتہ ہوئے۔ میان عاشق صاحب جمعہ آپکے فرزند بھی بندگانعالی حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے۔ ہونہار و ہوشیار تھے چند ہی روز مین سرکاری کاموں مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے اسی اثنا مین بسبب تقدیر آپسے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا۔ آپ چند مہینے مفوضہ سے معزول ہوئے۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے۔ مگر ہماری کا سررشتہ نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصرجنگ شہید کی مصاحبت میں رہے۔ نواب امیرالممالک صلابت جنگ کے عہد میں ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ھ ہجری میں اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہاں گوشہ نشین ہوئے۔ تا مرگ دلی میں رہے آخر ۱۱۸۱ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نراین اورنگ آبادی و سراج و سامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔

آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہیں تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من ۲ شعارہ الفارسی

ہر سال در بہار مکسب شرف جنون — آید بر برہنہ پا بطواف ما مغ ما
پیش من چون می نباشد میرم از درد خمار — شیشہ چون خالی شود پر می شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد میں یہہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در بغل دارد قدح در دست می آید — ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر — تو دولت قرین عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا ایشاہ جم شوکت — ز ماہی تا بہ شاہا تراورشست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو خورشیدی — بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش زدم دست امید خویشتن عاشق
کز و بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص - سادات یزد سے - سید صحیح النسب تھا - وطن سے ملک دکن مین آیا - قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا - میر مومن استر آبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا - خوش نویسی مین لائق و فائق تھا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکھتا تھا - شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا - مرنجان طبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تھا - اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تھا - آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا - سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا - مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید — اول زیاران دور افتادہ یاد من کنید

مقصد ز کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن — کاشانہائے سر بفلک برفراشتن

گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار — در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن

دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران — یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن

ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند — از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق - مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص - سید عبدالودود نام - آپ سید غلام محی الدین نقوی سابق تخلص

صاحبزادے ہین آپکے بزرگان سلف گڑھ ضلع صوبہ الہ آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال مین آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان مین درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تھا۔ بناء علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ معقول و منقول مولوی میر احمد
مدرس مدرسہ عالیہ سراج الدین علی خان و مولوی حافظ عبدالرحمان خان قاضی القضاۃ سے
ختم کیین۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ بعد اتمام تحصیل علوم کے
بعد ۱۲۲۳ھ ہجری مین حسب الطلب حکام مدرس مین سے [illegible]
چند مدت کے بعد قضاے [illegible] تقرر کیا [illegible]
قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت مین [illegible] تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے آخر [illegible]
چنگل پٹنہ کی صدر امینی پر مقرر ہوے۔ پٹنہ مین [illegible]
بسبب ضعف بدن و نقاہت مزاج ہو کے ایک لمبی رخصت [illegible]
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز رسالون مختصر و چند حواشی کتب متداولہ درسیہ کے
کوئی کتاب نہین لکھی۔ آخر آپنے بارہ ذیقعدہ ۱۲۶۰ھ ہجری مین [illegible]
پائی۔ شاہراہ میلاپور مین قبر کے جانب متصل مقبرہ [illegible] مرحوم مدفون ہوے۔ انتہا

از مساعی مصحف رویش گنہ نوشتہ اند	دست از خطا بشستہ محقق صواب ریم

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق
سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را

عروج از بسکه از زلف بتان فکر سیاه داری
رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا
شکست توبهٔ زاهد مسلمان میشود پیدا

شهادتگاه مهر جوش نیرنگ دگر دارد
ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

ز بیتابی ورکار نوجوان حسن تا بان ترا
مست خورشید از رخت صبح گریبان ترا

نثار رنگ فزاید کرشمهٔ حسن مدهوش ترا
باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا

دامن مژگان گذشت از ترحم نگار ما
موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

پیچ کاکل مشکین خویش را ظالم
مهتاب اینقدر ایسنگدل رگ جان را

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج
شود از حلقه مرغان غزلخوان برداشت

محفل عشقبازان رابیت سامان احتیاج
ورشب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

خوشم کز خاک نشد دور مجنون هم گذشت
سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود

کی دلنشین نگردد ز اخاطر شاد مرا
بر سرم آرای فغان امروز جلاد مرا

شب که بوی زلف چشم آن سیه مخمور بود
خامهٔ مهزاد ما از ریشهٔ انگور بود

یاد چشمت او رنگ دل از اشکند
میزند جوش آنقدر این می که مینا بشکند

نسبت آباد جنون آئینه دار حسن کیست
صد مه نو بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند

غمزه ترا قیامت ناز آفریده اند
زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند

ای بقربان سراپایت سراپای پری
ای خدا از چشم بد تو بچهٔ را نگهدار دیکهنا

من اشعار راجه هندی

لب لعلت بسکه هم مے تو بچهٔ را نگهدار دیکهنا
بتا ہے کان تلک ترا انکار دیکهنا

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نور الدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شہ لاہور سے اورنگ آباد میں آئے۔ آپکے ہمسایہ میں فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر میں ایک نہر بھی نالی تا بزندگی شیخ اسی مقام میں رہے۔ جب رحلت کی تو اسی مقام میں مدفون ہوئے نیاز و تبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعر گوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام تراکت و لطافت سے خالی نہیں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع و محل احسن الشمائل میں اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تذکرۃ الشعرا کے مولفنے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ میں کیا ہے۔ فقیر مولف نہیں دونوں کتاب سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہوں۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد میں خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر [illegible] میں خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری میں پہنچے۔ اعزا و احبا کو سخت رنج و الم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند	چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند
قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش	خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند
تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد	حسن یوسف را درون چاہ زندان ساختند
ہر کہ غمزہ او خورد تا محشر نمرد	آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند
تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو	قامت خم گشتہ را عشاق قربان ساختند

حسن شانہ دام بلا بود بدل — شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند
اوراق دلم را چو پریشان کند آن لعل — ولہ — با تا رگہ از مژہ شیرازہ کند چشم
گر یکقدم از لطف گزاری سوے عاصی — از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم
زد دود آہ ما این گنبد مینا است میدانی — ولہ — سحاب است از کف دریائے اشک ما ست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی — ز خون کشتگان ما این نشان پیدا ست میدانی
بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ مژگانم — بدست نازکت رنگ حنا ست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است — ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از سوز تو اے درد کسی آگہ نیست — این راز نہ در پردۂ دل عشاق است
در عرصۂ دہر تا کہ پیدا است سخن — ولہ — روشن گہر آئینۂ دلہا است سخن
از بسکہ بہر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن
اے شکل ہلال کردۂ ابروے تو — ولہ — آئینہ ما پرتوے از روے تو
آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویختہ دل بحلقۂ گیسوے تو

من رباعیاتہ الہندی

گر نسخۂ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوۂ حق
نادان نہ بنا وے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نہ کہے سینۂ شق
تجھ غم کی آگ دل مین کہا ہون چھپاے مین — ولہ — ڈرتا ہون تا فلک نہ اڑاے یہ شرر کہین
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے مرنے روے ثمر کہین
سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — ولہ — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیماروں کے معالجہ میں صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بناءً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ وار نہایت عمدہ میں اکثر طبع کرکے تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہیں ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار اول کے بعد صدر المہام فرخندہ حال اعظم عہد میں مدراس سے حیدرآباد دکن میں تشریف لائے۔ جسکے منصب میں ملازم ہوئے مدۃ العمر جسکے مذکور میں مامور رہے۔ بیماروں کے معالجہ اور علاج کی تدبیر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے نیز خواہر دختر جناب مولانا عبد القیوم صاحب مرحوم مولوی عبد الحی صاحب مولوی عبد السلام مرحوم ۱۳۲۵ھ ہجری میں فوت ہوئے اور عبد السلام صاحب مرحوم بھی فوت ہوگئے مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار رہ گئے ہیں۔ مولانا صاحب مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب مرحوم ۱۳۰۲ھ ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادر زادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی جو یہ ہے

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرانمایہ در دانائی سر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبی سفر
تا کل گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت	حادثۂ عشق جہان ہنر

۱۳۰۲

من اشعار الفارسی

گفتم کہ دل بروے تو بستم بخندہ گفت — این تازہ شاعریست کہ مضمون بستہ گفت

اے نقش نام بر دشمنت انگونہ خوش سواد — کز حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد

گر می عشق تو زد در دل ناشاد آتش — خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش

صد زبان ہر کنار شعلہ پر سوز بلند — از غم سوختگان است بفریاد آتش

خستہ عشقم چہ چارہ گر کند بد تشخیص — رنج من گفتہ دگر یک مرض صد تشخیص

دست بر نبض من بوعلی نبض شناس — طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص

بہر افشای حال دل شیدا کہ کند عرض — سرگشتگی قیس لیلی کہ کند عرض

بسکہ باریک و سبکروے ادا شد چو خیال — دلیل تو نحیف ست قیامت خم تیغ

بسکہ ہر موے تنم بار سبکروی شد — بس بود ہمچو سخن نازنفس پیرا ہنم

صید بسم بعد شہادت شد و ماہی از خون — شہد ہم ریخت سحر مرمہ ماہی از خون

چون شہید ناز کشتن عشاق دل — شد دو صد بسمل مرد سیاہی از خون

دیدہ بے دیدار تو از اشک دارد شست و شو — چون مسلمان مشربان بے نماز و باوضو

در دلم ابروان تیغ دو دو نیام یک — سجدہ بہر دو جہم تو تیغ یک و نیام دو

ہر سر یکان صنم طرح نماز افگنم — سجدہ بنقش پا کنم کاری یکی دکام دو

عرعری - سلطان فیروز شاہ بہمنی

عرعری کا تخلص - سلطان فیروز شاہ نام - آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی کی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں - آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

صاحبزادے ہین آپکے بزرگان سلف گڑھ ضلع صوبہ الہ آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال مین آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان مین درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ معقول و منقول مولوی ہدایت
مدرس مدرسہ مولوی سراج الدین علیخان و مولوی حافظ عجان خان قاضی القضاۃ سے
ختم کیین۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے
بعد سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین حسب الطلب حکام مدرس مین آکے خدمت افتاء پر مامور ہوئے
چند مدت کے بعد قضاے ترچناپلی عرف تہرگیر پر مقرر ہوئے۔ تقرر گیا۔ درس
قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت مین [illegible] کیے۔ [illegible]
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر [illegible]
چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ [illegible]
بسبب ضعف بدن و نقاہت مزاج ہونے کے [illegible]
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے تحریر مین نہ لاسکے۔ چند حواشی کتب متداولہ درسیہ کے
کوئی کتاب نہین لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بمقام [illegible]
پائی۔ شاہراہ میلا پور مین مغرب کے جانب متصل مقبرہ [illegible] مرحوم مدفون ہوئے۔ [illegible]

از مسائل مصحف رویش گنہ نوشتہ اند	دست از جہالت بستہ و نقش دو صد اریم ما

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اُٹھا کے آباو اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن منفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال۔ جلوس ۸۰۰ھ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

گر شمہ جنبش آموزست مژگان دراز ش را
ستم کردست واجب ہر زمان تعلیم نازش را

محبت چاک دل میزند ہر گہ کہ در بزمے
بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را

مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری
بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را

نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد
ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را

فیروزی قامت در خیل آن خورشید تابان را
بسر دولالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است
کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است

گل امید شگفت از نسیم عدہ ولے
ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است

بقطع راہ محبت مخور فریب امید
کہ غایت بدش ابتدائے فرسنگ است

بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے
کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ تنگ است

ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم
کہ پیش اہل جہان بے بہا ترا ز رنگ است

دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است
چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی
اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالیٰ مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی
کے افراد رکھدیئے۔ اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرنے پر ایک ایک پہر دن لیا کرے
رعایا کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا۔ غرباکو ظالمون کے پنجے سے رہا کرتا تھا۔ چنانچہ پرتھال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ اسکی کدو بیرائے والی جاگیر کے ظلم سے
بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھکے خوشی سے مسلمان ہوگئی پھر اسکا قصہ گذشتہ
مذکور ہے۔ فیروز شاہ دور بین و دور اندیش تھا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تھا۔ صفحہ سلاطین
و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ ۷۹۸ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہندوستان
آنیوالا ہے۔ فیروز شاہ صاحب تجربہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد امیر فضل متاز جو مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایلچی خدمت
بھی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تھا بھیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و خشکی کے راستے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چھ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروز شاہ منجملہ بندگان سرکار کے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

من اشعار الفارسی

گفتم کہ دل بروئے تو بستم بخندہ گفت — ایں تازہ شاعریست کہ مضمون تازہ گفت

اے نقش نام بردہ نشستت انگونہ خوش سواد — کز حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد

گر مئی عشق تو زد در دل ناشاد آتش — خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش

صد زبان میکند از شعلہ پر سوز بلند — از غم سوختگان است بفریاد آتش

خستہ عشقم و ہر چارہ گرے بد تشخیص — رنج من گفتہ دگر یک مرض صد تشخیص

دست بردست زدن با علل مختلف است — طبش نبض مریض تو کند در تشخیص

بر لعل تو مال دل شیدا کہ کند عرض — سرگشتگی قیس بلیلی کہ کند عرض

بسکہ بدور صورت آہرو رسد ستم — دلہا نموت ضعف ستد قامت خم تیغ

بس بود ہمچو بخن تار نفس پیرا ہنم — شہد ہم ہست سخن مہ ماہی از خون

دیدہ بے دیدار تو از اشک دارد شست شوئے — چون نگہدار شبان بے نماز و با وضو

گر دہم ابروان تیغ دو دنیام یک — گر دہم بہر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو

عروجی ۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص ۔ سلطان فیروز شاہ نام ۔ آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں ۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

کہتا تہا کہ آپ میرے ساتہہ بے تکلفانہ رہین۔ کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ مل کے
خوشی کے ساتہہ بسر کرین۔ اور مجکو ایسا سمجہین کہ مین بہی آپ سب مین ایک فرد ہون
میرے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین۔ اور اسبات کی تاکید کرتا تہا کہ اس مجلس مین کوئی صاحب
دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کبہی کسنے خلاف حکم نہین کیا۔

فیروز شاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تہا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ ہمیشہ سلاطین مین بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکہ تامہ رکہتا تہا ہر ایک زبان مین اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین ناظرین دونون مین تمیز نہین کر سکتے تہے۔ کہتے ہے صاحب جملہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا ہر ایک زبان مین ناظم و ناثر تہا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکہتا تہا۔ سخندان و سخن سنج تہا۔ کبہی کبہی سرور و فراغت کے وقت مین کلام موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پہر شاہی زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہے ہین فقیر مولف بہی تذکرون سے ذیل مین گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین شرح و بسط سے لکہا ہے۔ ان کنت فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اُٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ۳۵ سال - جلوس ۷۹۰ھ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

گر شمہ جنبش آموزست مژگان درازش را — ستم کردست واجب ہر زمان تعلیم نازش را
محبت چاک دل میزند ہر گہ کہ در بزمے — بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یا بد از سوز دلم تاری — بدل چون آہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد — ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را — بسر دولالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است — کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم عدہ ولے — ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید — کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بحر سرود محبت نکرد زمزمہ نائے — کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ آہنگ است
ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم — کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از رنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است — چمن نگو کہ آن آسمان فرسنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی — اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینۂ دماغ است بگوش	تا صرف بجنسہائے باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبۂ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوف مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھتے رہے ابھی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تھے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکھنؤ مین آئے علمائے لکھنؤ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکھنؤ سے برآمد ہوئے اولاً بھوپال مین پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے - چند مدت نوکری مین بسر کرکے حیدرآباد دکن مین آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے دارالانشا مین مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتھ رہے - آخر آپنے ۱۲۷۵ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تھے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من شعار ۱۲ بفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانی نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرے میدہد آپنہان غمزہ	خون رواں دیدم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی همان و در دل نشانی هیچ نیست
باده می پینم بجا ساغر نمیدانم چه شد

ایکه می پرسی عطار ا من چه گویم حال او
نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چه شد

وله

گشادم چشم بر روئے تو و ز عالم نظر بستم
باین بستن گشادن تنگ الفت خوبتر بستم

سرے با شوخی مژگان او دارم خدا را من
دل آسوده را بردم بنوک نیشتر بستم

طبیب مهربان بگذر ز من و ز فکر مرهم هم
ببین من تیره الماس بر داغ جگر بستم

چو گیسوست آهنے زنجیر کردم ربط با نقش
جنون دست گر گشاد و من بند دگر بستم

کجا کے سست گردد عهد من از سختی هجران
که من پیمان الفت با جفا جو سخت تر بستم

بدست غیر او را دست تا بر حنا بستن
حنا بر پنجه مژگان من از خون جگر بستم

چو دیدم سخت نامه زان نگاران بیوفا نامه
بروئے سینه از داغ جگر تار گهر بستم

دل آزارا نامه آمد رفتم از خود در جواب او
دل مشتاق را بر بال مرغ نامه بر بستم

عطا خوگرده ام را هجر شوق از من چه میخواهد
که من موقوف عاخود بر دعا را هم اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہین - آپ کی ولادت سرہند مین واقع ہوئی اور نشو نما دلی مین ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی مین پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر مین تحصیل کین - نقشبندیہ طریقہ مین جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت مین مرید ہوا - مثنوی مین شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

ردا از ماہتاب شرع بر دوش
چو صبح از پاکی باطن لقب پوش

اوائل حال مین سیف خان حاکم سہرسند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد ہوئی خانموصوف کی رفاقت مین الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی و اسلام خان والا کا داماد ہے۔ سنہ ۱۰۷۹ ہجری مین عالمگیر کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد مین صوبہ داری سے دست بردار ہوکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہوکے سنہ ۱۰۸۶ ہجری مین بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ناصرعلی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ہند سے بیجاپور دکن مین آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب اسدخان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ؎

بعد سیف آخر علی را ذوالفقار آمد بکار　　لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

ناصرعلی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت مین پیش کی وہ یہہ ہے ؎

اے شان حیدری جبین تو آشکار	نام تو در نہرد کند کار ذوالفقار
دشمن کش جہانی و یکدست پروری	فتح و ظفر او بختی مست اند در قطار
تسخیر داستان آلہی نمودہ	اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوے گل ز فراقش جنون کند	آہندل کہ بردہ ز من آنرا بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ	اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند	این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصرعلی ترا ز تو خواہد مراد و بس	وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور تیس ہزار روپیہ اور خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ مین صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون - میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا - کہ قابل صلیہ یہی ایک شعر ہے - جب نواب ذوالفقار خان ۱۱۳۳ھ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بھی نواب کے ہمرکاب ہوا - چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقیٔ شیرین رسید	نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود	انجمن افروز بیجانی بود
گر جمال او برانداز د نقاب	روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تھے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان اعظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبد بنوا دیا - مزار متبرک - ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل ہن خواجہ شریف خان عالمگیری بھی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تھا - شاہ عادل تارک الدنیا تھا - ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکھا تھا اسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردۂ استاد قدیم	کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور عضنفر خان سے بھی محبت کہتا تھا - اور عضنفر خان ذوالفقار خان کے رفیقون مین تھا - کنجی کی حکومت پر مامور تھا - کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سبعہ سے ایک ہے - عضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہمچو فیل سبے جگر بگریز از میدان ما	بشنود گر کوہ آواز عضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تھا - توکل قناعت پر قائم تھا - کسی سے التجا نہین کرتا تھا - اسی مقام مین ۱۱۸۰ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ میں مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید ۔۔۔ گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا میں محمد عاقل سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔

میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں دونوں تاریخوں میں ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد برآمد ہوتا ہے اکثر موقعوں میں ایک سال کا فرق کرتے ہیں یہ غلط ہے سہو بھی صحیح ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال میں کہتا ہے کہ آپ مرحلہ کے بعد بیس دن گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جعل جنۃ مثواہ تاریخ نکالی۔ اتفاق ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات ۱۱۰۸ ہجری میں واقع ہوئی دونوں تاریخوں میں ایک ہی تاریخ واقع ہوئی ہے۔ مائل کی تاریخ میں شبہ ہے کیونکہ اُس نے تاریخ چار سو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف کتابی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ ملفوظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک ملفوظ کا لحاظ ہے اور اکثر مادوں میں یہ قاعدہ کار فرما ہے۔ بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہیں لفظ معتبر ہے نہ ملفوظ۔

سید عبداللہ تریمی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ اتفق قول صاحب عامرہ مرزا بیدل نے رنگ نازشکست تاریخ کہی ہے تاریخ مطابق ۱۱۰۸ ہجری ہے۔

خوشگو تذکرہ میں لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج میں سودا غالب تھا چنانچہ جب ہیکونت سے قلندر دامادراجہ چندر بھان منشی نے نقل کی کہ میں اور ایک شخص مگر آپکے ہمراہ رتھ میں سوار ہو کے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار میں ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیاں دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دھڑک پتھر سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ
سبھری فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا
ایسی اراضی پر پکیٹر کو گھوڑوں اور گدھوں کے حوالے کرنا نہایت ظلم و نردلی ہے۔
اگر آپ اس پکیٹر سے بیزار ہیں تو بجائے آدمی زاد کے حوالے کیجئے۔ میں حیوانات سے
بہتر ہوں۔ سبھری فروش اور اُسکے گدھے والے آپکے حسن کلام و ظرافت الطیام سے
حیران ہوئے۔ پس اسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جھگڑا رفع ہوگیا۔ انہی کلمات
سرخوش کلمات شعرا میں کہتا ہے۔ میں نے امیر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا کہ میں نے
مدت العمر میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں کہا ؎

چو قد بر افشاند و سوت آغوش سا حلہا ۔۔۔ بقد بر افشاند و سوت آغوش سا حلہا

یہ بیت کتابے کہ تعریف میں سنا کہ افضل نے کہتے ہیں کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ
دادیں کتابت کا تبدیل آکر بیچا اسکا نام شہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان
کیجئے کوئی نظم آکر بیچا ہے آفتاب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است
ماضی ہیں۔ اول مقطع اور ہجا میں نظم کہا مطلع یہ ہے ؎

سر بروے ہیں عیان ہمچو حباب ایستادہ است ۔۔۔ سر بروے ہیں عیان ہمچو حباب ایستادہ است

اس عبارت سے جواب پایا ؎

خیمۂ افلاک چوب طنابے ایستادہ است ۔۔۔ خیمۂ افلاک چوب طنابے ایستادہ است

نے مطلع پر نازعلی کی مثنوی کا مطلع تصرف کیا تھا۔ سرخوش نے اسکے جواب میں کہا ؎

چو شد در مثنوی کلکش روانفشان ۔۔۔ چو شد در مثنوی کلکش روانفشان

بود این مطلع اورۃ التاج ۔۔۔ رساندش پایۂ معنی بمعراج

آلهی ذرهٔ دردے بجان ریز | شرر در پنبه زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیها | یکی از پیران جاهل دخل بیجا
که باشد پنبه نرم و استخوان سخت | کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور | درستش کرد در زعم خود این طور
آلهی ذرهٔ دردے بتن ریز | شرر در پنبه زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم | چو گل خندید و بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواهی اے یار | تو انم کرد من هم اینقدر کار
که مشتی خس ز آتش برفروزم | همه موهی سر و ریشت بسوزم
سزاے آنکه در شعر بلندی | کند زینگونه افعال پسندی
مناسب تر درین هنگامه افتاد | بر اهل سخن این شعر استاد
چراغے را که ایزد برفروزد | هر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانهٔ عامره مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہارشنبه آخر صفر سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی روز افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا نہایت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملا کر نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سیر ہند سے دلی روانہ کیا۔ بصاحب کی توجہ سے نجات پائی۔ میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ راستہ مین ملاقات ہوی۔ رتھہ مین سوار ہو کر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تھا مجکو بھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کر رہے ہین۔ مین سمجھ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میر امشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا شیشہ و پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے چہاگ وکف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب سر جنگ ست باز اید ۔ کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی نوشکل سامان اُٹھائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکھدیجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسوقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہہ ناصر علی مستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی مانی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سوانح مین لکھتے ہین کہ سید جعفر روحی زنبیر پوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما ۔ خم شکست ما نمی ریزد مئی جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہو گیا ہے شعر گوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیون سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ **من اشعارہ الفارسی**

خود نمائی است گذشتن ز لباس کثرت است — ولہ — ورنہ پیراہن از خویش چو تصویر بر آ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرہیزگاران را — ولہ — چہ لذت از نشاط عید باشد روزہ خواران را

سرمہ آواز درائے کاروان دشت است — ولہ — ناقہ مالد از چشم غزالان رنگہا

درین دریا نکردم لب بحرفے آشنا ہرگز — 〃 — چو ماہی شد زبانم آب از شرم شکایتہا

بود دنیا و دین پشت رخ آئینہ ہستی — 〃 — بزرگ آید بچشم خویشتن در چشم مثالان را

قد آرا خلعتے در عالم امکان نمی باشد — دل تنگی میارا آور و عالم این جامہ میدان را

یک شہر چشم خوش نگہان فرش راہ اوست — 〃 — آنجا کہ سر گرد کند جلوہ گاہ اوست

چشم بر بند اگر میطلبی رزق حلال — 〃 — مرغ بسمل خوش نما از نقطہ روزی است

خشم اہل کرم از لطف بخیلان بہتر — 〃 — تشنہ را آتش یاقوت بہ از آب نعناست

خوئے نازک بدل من چہ ستمہا کہ نکرد — 〃 — شیشہ بر شیشہ زدن کار پری ہا نکرد

ما دو تو اے پرورش و کیش ہم ما میم — 〃 — گر از تو ہم نہ ہی نیست ز ما ہم بنماست

آشیان کم کردہ چون من گرفتارش مباد — 〃 — سخت بیرحم است بیترحم کہ آزادم کند

انتقام داد خواہان قیامت شد تمام — 〃 — می فشاند چشم قاتل سرمہ بر سوزم ہنوز

کلاہ سلطنت خسروان شکست ندا ست — 〃 — نمیرد آنکہ گرد شت با فقیر انشست

دوش یک لحظہ بخواب آئینہ بار شدم — 〃 — طپش دل چہ ستم کرد کہ بیدار شدم

بود ایک جنبش ابروئے تیغ قاتلم — 〃 — میتوان از سایہ شمشیر کردن سبلم

ز معنیہائے بیغش سہر توان ساخت ملک را — 〃 — بود گر صد پری در شیشہ باشد چنان خالی

نشاط این جہان ہر چند کمتر سہر حاصل تر
بطفلان عید روز جمعہ آب بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب صفدر جاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پر نور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اُسکو رئیس الملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنواکر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر مقرر ہوا - مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعر گوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ و معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندہتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال اس سال یا دو سال کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدا نگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی که گر نماید حکم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله — تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانه معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب — که جهان ما من امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گر چه زلفین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا — تا جهان جهانیان باشد

گرفت از رخ خود زلف عنبر افشان را — وله — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطره نوش شد خضر — هزار بار زند طعنه آب حیوان را
ندیدم از کسی این جور و کین را — وله — خدایا رحم ده آن نازنین را
نسیما اگر دوست داری خدا را — وله — بگو از من آن بیوفا دلربا را
تا بکی خورم هیچار روز و شب غم دنیا — وله — مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم ز سرشک مژه خونین مشتاب — بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین از شب
در تمنای رخ و طرف بنا گوشش بود — دیده ام تا بسحر بر مه و پروین از شب

گر فتم که آن ماه گاهی برآید — وله — کجا کام دل از نگاهی برآید
شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید — وله — باز در این تن افسرده جان آید
خدارا ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن — وله — بیان احوال زار ما بآن سرو خیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان کیستی — نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه ات کمین — کرده بقصد من کمین سخت کمان کیستی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو
بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر سلم

بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی
آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور۔ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ شجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلی ہین۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گل عنا مولف نے لکہا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب و خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اولا دریا کے کنارے کوکن مین پہنچے۔ پہر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد ناعطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ وذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر۔ دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا۔ اور تربیت و تعلیم یہی ہان کے

علما و فضلا سے پائی - دونوں عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے - عادلشاہ نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا - دونوں بھائی خدمات مفوضہ کے بہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تھے - شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے عادلشاہیہ سے تھے اُن کی دو ہمشیرہ نکاح مین تھین - ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی - دوسری ملا یحیی مخاطب بمخلص خان سے منسوب - پھر چندا صاحب نے دونوں کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتھ کردی - شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونوں بھائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے - آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی - علاوہ دونوں بھائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بھیجی - اور اس مین ملازمت کی درخواست کی - بادشاہ نے اُنکی درخواست منظور کی - اور دونون کو فوراً طلب بھیجا - دونون حضور بادشاہ مین پہنچے تمام بوسی سے مشرف ہوئے - بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب ہزاری پانصد سوار و دیوانی والا الخلافہ شاہجہان آباد و شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی تمامہ ہزار و محمد عظم سے ممتاز - مدت تک دونون بھائی حالات مفوضہ پر مامور رہے بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تھا - دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات موصوف تھے - امرائے حضور خاصہ نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نوردیدہ نواب ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ یگانگی رکھتے تھے - پس محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین - بادشاہ نے از روئے عنایت شاہانہ دونون بھائیون کو دیوانی کوکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہوکے دکن مین آئے۔ چندمدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے دکن مین آئے۔ چندمدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدۂ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی پر قانع و صابر رہے۔ آمدنی جو کچھ ہوتی تھی اسمین گذران اوقات کرتے تھے۔ آخر شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ھ ہجری مین اس دنیا پائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف والتصنیف تھے وزیر اعظم امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین۔ آپکتاب کے دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سیصدی منصب و بہادر شاہی زمانہ مین پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغۂ جنرہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے داروغہ ہوئے۔ آخر آپ ۱۱۴۵ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان منیر الملک بہادر جو ۱۱۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ پھر نادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی با اضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ میں رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب خطاب میر الملکی و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازاں دیوانی و کمشنری
پر مقرر رہے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ شجیع الدولہ صاحب جمہ کی ولادت چہارم
جمادی الاخری ۱۲۴۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد میں منصب و صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ میں با اضافہ سہ صدی منصب پانصدی
شش صد سوار کو تو الی ملا اور جنگ بار پر تعینات تھے۔ آخر منصب چہار ہزاری خطاب
غیور جنگ بہادر و شجیع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان سے بہ تخلص تھے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ آتی ہے ع خطاب شجیع الدولہ یافت
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایوں میں منصب شش ہزاری سی سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جو علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و خلیق و مروت
میں معروف تھے شعر گوئی و شعر فہمی میں مہارت رکھتے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آکا
کلام ہر اکثر ریختہ سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین عالی نشین و معانی شیریں سے طرز ہو
جو کچھ فرماتے نغز و خوب ہوتا تھا۔ علماء دوست و ہنر ور تھے۔ علماء و شعراء کی
ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت عمی خوشی میں حسن سلوک کرتے تھے۔ شعراء و علماء آپکے
کلام کی داد دیتے تھے۔ یہ بے تکلفانہ نہیں ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپ نے ۱۲۷۵ ہجری میں بہ قلعہ پانگل اس دار فنا با مداد سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک قوی جنگ محمد نقی خان خانسامان۔
دوم شجیع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم ورنگ آباد
سوم امیر الامرا منیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب ترجمہ مختار الملک مدار المہام اول
کے جد اعلیٰ تھے۔ فقیر مولف کے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین آپکے
بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہین عنقریب مین مطبوع ہوکے ناظرین شائقین کے
لاحظہ مین گذرے گا۔

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت گذشت — بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت گذشت
طریق عشق پر از بیم و ہی تواں آموخت — کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود — چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت
در خلوت خانہ کہ ما آرمیدہ است — خود را زدار و گیر حوادث کشیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شود دلم — از قسمت است انچہ زیاران رسیدہ است
از میکدہ بردن نروم تا ظہور حشر — ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد — ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را ہمنا سپر کنم — شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند بسغلہ ساختن در و سر است — مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نمایداین حرف غیور — آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص۔ محمد غوث خان

غواص تخلص۔ محمد غوث خان نام۔ آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے۔ آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا۔ آپ شعراء بارھوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الھندی

ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہو جاے | اگر گل تجھہ لبک پہنچے گلے کا ہار ہو جاے

غازی۔ غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص۔ غازی الدین خان نام۔ اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین۔ علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بھی دست چالاک تھے۔ کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے۔ طرز کلام و لب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارھوین صدی کے بزرگ ہین۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا۔ فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا۔ من اشعارہ الھندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی | کہ بوے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخر الدین۔ میر فخر الدین اورنگ آبادی ثم ندی

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہیں
حاجی عبد اللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد
میں متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکھا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات
حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور جسکا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے
آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے - علوم ظاہری و باطنی میں کامل
تھے صوفی رو شستدل و عامل تھے - اورنگ آباد میں آپکی ذات با برکات عدیم المثال
تھی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت میں فیضیاب ہوتے تھے - خوش گفتار و خوش
کردار - زندہ دل خندہ جبین - پاکیزہ صورت پاکیزہ سیرت تھے - آغاز جوانی میں سپاہ
تھے - فن سپاہ گری میں استاد تھے - ہوشیار و چالاک سپاہی تھے - فن جوٹ
میں خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن میں رہے - آپ آصفجاہی زمانہ میں
اورنگ آباد دکن میں آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کہ اولیاء عصر
تھے - آپکی خدمت میں پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے
ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے
نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی
اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کر دی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے -
عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ میں لکھتا ہے کہ میں ۱۱۷۵ھ ہجری میں شہر
اورنگ آباد میں آیا - شاہ مسافر کے تکیہ میں فروکش ہوا - اسوقت اورنگ آباد میں اکثر
علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے - میں اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ میں
عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و راسماء الٰہی کے زبردست عامل تھے
مین نے آپ سے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑھونگا
انشاء اللہ تعالیٰ شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اور نگ آباد مین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے ہین انتہیٰ کلامہ۔

آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نور علی نور تھا۔ زبان پر انا البرق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔
مکمیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

توکل مین ثابت قدم و راسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ مضامین کی نزاکت و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا اور دلمین جوش و خروش پیدا ہوتا ہے۔ کلام باعتبار محاورہ اہل زبان بلاغت و فصاحت مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار انتہا آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے آپکی عبادت کو آسے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مردم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۰ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اسوقت آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً ۱۱۹۰ھ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ انکی اولاد مین یہان مولوی نجم الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی میر لدین صاحب ترمذی و مولوی مین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد ہی

موجود ہین - فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری
کی خدمت پر مقرر ہین - پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین - امانت دار و خدمت گزار ہین
ہمدردی مین ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین - ہمدردی مین پرجوش
و غمخواری مین سراپا خروش ہین - ذی عقل و ذی ہوش - حق پسند و حق نیوش ہین -
خاندانی طریقہ کے پابند - بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین - ان زمانہ کے ساتھ
ہین - کبھی اور سے اور قدم کبھی اور سے اور ہاتھ ہین - زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن و بیدار گوش
ہین - مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین - ان نامون مین غنیمت ہین - خلیق
و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص محبت سے ملتے ہین - خاطر و تواضع سے
پیش آتے ہین - آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے - ان کے بھی باقیات الصالحات
ہین - فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم
دے رہے ہین خدا ان کے بچون کو کامیاب اور بزرگون کے سایہ مین ہمیشہ شاد
کرے آمین ثم آمین -

من اشعارہ الفارسی

میستم گر عاشق روے تو حیرانم چرا		ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چرا
گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
کز نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریزیست		ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین کز طرۂ گیسوی جانان وا شد		بوی عطر فتنہ می یابد دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام ز ننگ حباب	وله	ز فیض بحر محیط است زیدہ ام سیراب
سپار در شوا بدل اگر خواہی دوا نست	وله	بہ می خانہ زخود بگذر کہ خوش دار الشفا نیست

شرار آسا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا
تتاریک تجلی شو غرض از جلوہ ہا اینست

سراپا گوش شو کنہ حدیث عشق را بشنو
زبانی ہر نفس در پئے انشاہا اینست

گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیدہ می جوئی
تو خاطر محو کن خود را رہ قرب خدا اینست

چو نسیم یک نفس بی رنگ و بوئے گل مشو مائل
ولہ
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست

دلم خون گشت و از چشمم ترحم غلطید بر دامن
شہید عشق را شاید کہ دشت کربلا اینست

اسیر لف را از یک نگاہ ناز بسمل کن
طپیدنہائے عمرے جان بہ بینید بتلا اینست

دلا گر فخر دین خواہی بہر تاریے گیسویش
دو صد زنار نہ بر دوش تسلیم رضا اینست

تا دل بہ حقیقت آشنا شد
ولہ
بیخود شد و از خودی جدا شد

بیخویش او حیرت افزود
آئینہ حسن صاف حق نما شد

عارض بہ نہار حسن بنمود
ولہ
چون زلف سیاہ گرہ کشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
مل گشت و خم و شیشہ ہا شد

ساقی شد و انجمن نیارست
مستان و ہزار ما جرا شد

چون یار ز رخ نقاب برداشت
مستیم بپرس تا چہا شد

ہر سو کہ عنان کشید رفتم
رقصان رقصان مدعا شد

اے یار چہ جائے وعظ پند است
خاموش کہ ہر چہ شد بجا شد

عمر است چو آئینہ صفا معراجیم
ولہ
وز یار خدنگ غمزہ را آماجیم

کو ہست ز ما شہود ش اما بوجود
چندانکہ خدا غنی ست ما محتاجیم

نقطہ مشکین خال عارضش چون مرتک
ولہ
در نگاہ دیدہ و دل بین سویدا کردہ ام

با وجود صد جراحت من ازان کان نمک
سادہ لوحی بین تمنای دلاسا کردہ ام

تا حریم خلوت دل گشت مادامی کسے
نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے

میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم
خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من شعرائے الہندی

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
بے نشان میں نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

لکھ کے مصحف جو چند آیات کبیر
از کشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

فخر دین عمر سون تھا جسکے بدل مہر گران
اس تعین میں زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

جب سے ان مجھ دل کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون
بلفرض محال ان مجھ عشق کی تاثیر سون

ابر نیسان تھی ہوا میں آ کہا ستان جس
آسمان میں نہ سمجھ کے تو فیر سون

برگ گل پر ہے شبنم نہیں اے گلعذار
آسمان پنہا رہے سالہ گیر سون

یک بیک داغ عشق میں پیدا کیا ہوا گی
یاسمن ہاتھ عشق باز لگا کی سون

جیب جہان صد چاک ہے تجھ عشق میں بیباکان
کیا چھپے ہے دل سنگ میان گہر سون

مار کے خنجر کا سہل ہون نہ غافل مت کر
جان ہاتھ سے میرے ایک لگا کی سون

آ کر و بیٹھی لکھنے میں تجھ سے چاک
شوق کا نامہ میرا سب سے تحریر سون

فخر دین اب یار پر قربان کرتون ننگ نام
عشق سے واقع کیا تجھ عقل کی تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص - میر شمس الدین نام - عباسی لقب - دہلوی المولد سے سر آمد ارباب کمال تھا - عالم فاضل ادیب بے بدل تھا - جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول - ماہر فروع و اصول - مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی میں گرم رہا -

بعد ازان لکھنو مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ ۱۱۸۰ھ ہجری مین بارادۂ زیارت
حج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد
ملاقات کو گئے وہ بھی دان آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب امیر خان
باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بھیجا تھا دیا۔ کچھ ہی روز مین شفیق اورنگ آبادی شاگرد
آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ؎

دارد این شہر زندہ الحق شہ ۔۔۔ شاعر و دانشور و روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق ۔۔۔ گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے اور آزاد بھی جاتے تھے
باہم خوب جلسہ رہتا تھا۔ ایک روز مولوی عبد الغفار مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا
عربی قصیدہ مدحیہ بمعہ آلیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تھے اور داد دیتے تھے
اور روتے تھے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعرا خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔
بعد ازان ۶ محرم ۱۱۸۱ھ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم
کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ
روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہوکے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین
سوار ہوکے عازم بندر ہوئے۔ راستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بھی پیمانہ لبریز
ہوا یہ سانحہ آخر ۱۱۸۲ھ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے ۔۔۔ خوابید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعارہ الفارسی

بہزم بادہ مرا گفت خوانمت روزی — بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است برآب
غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — ولہ — مارا چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت
اقامت آنسر و قامت گذشت — ولہ — درین نشانہ برا قیامت گذشت
از ہستی من دود برآورد یکدم — ولہ — آتش نکند آنچہ بمن نالہ فی کرد
زاہدان راز با سنگ نے چہ اثر — ولہ — سیرین کوچہ را کجا کردند
ہر لحظہ چون عصا کش کورا زروئے دل — ولہ — دست مرا گرفتہ بکوئے دیگر برد
بیک تغافلت از سینہ دود آہ برآید — ولہ — کہ ہست ہر دلازار عہدہ نگاہ برآید
نیست حرف عشق در فرہاد و مجنون مختصر — ولہ — رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانے می شود
آبی نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمے — ولہ — در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم
جائے رحم است بہ بلبل کہ ازو دست بداشت — ولہ — از گلستان جہانی ستم خزان بردارم
خوبان با فقیران عیب جنون گیرید — ولہ — دیوانہ ایم لیکن دیوانہ شما نیم
مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم — ولہ — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم
در بدنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است — ولہ — از رحم درین روئے کودک سنگون آید برون
نظر وا ہر رنگ را آئنہ سا خیرہ نگردد — ولہ — از حکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ
ز کوئے یار دورا فتادہ ام اے نالہ آوازی — ولہ — مگر روزے بگیرم وصل و آنگہ شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہمت خود بینی — جز آہ ہم نیست ہمدم دیرینی
داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیرازی دہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اسکا وطن ہے - صوفی مشرب وعالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول ومنقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین لازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین وحاضرین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت سا زر بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہ فانی کی کتب سے باقی رہگئین تہین انکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انہی کا کلام - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - یہی انکو اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین اعلی سلطنت ہوا - شیخ حسن بخشی جو احمدنگر مین تہا اسکا معتقد ہوا پہر کتب خوانہ کا داروغہ بنجی سے پڑہین اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے بیٹے کے عہد حکومت مین ہرار کا صوبہ دار ہوا - اور پہر اس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا ومجرد ہوگیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خدا شناس سے اسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب در شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات مین - اور صاحب دیوان تہا - مس ۱ شعار ۸

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنی دم الستت برسد

این جام نہادہ اند بر طاق بلند	دلہ	پا بر سر خویش نہ کہ دست بر سد
در آئینہ خال پشت چشم ار بینی		یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
کورت بپند ہر آنکہ بیند ز قفا		این ہست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب جہان دہلوی

فدائی تخلص - رضا طلب خان نام - آپکا مولد و منشا شہر دہلی تھا - آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ میں بلخ سے وارد ہندوستان ہوئے - بادشاہی منصبداروں میں شمار کیے گئے - آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ میں شفا خانہ کے داروغہ تھے آپ بھی بادشاہی منصبدار - ہندوستان سے ناوری ہنگامہ کے بعد بنگالہ چلے آئے غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہندوستان کو آئے - کلمات فارسی و ہندی کی زبانوں پر مقرر ہوئے - عصر سید و زمانہ نے پایہ تجویز کیا - دیوان اشعار بخط نستعلیق مصحح الطرفین مرتب کیا - میدان شعر گوئی میں چالاک تھے - کلام میں شوخی و بانکپن آپکے کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجایا ہوا بکلمات مستانی شگفتہ بیانی سے لبالب بھرا ہوا تھا - خوش فکر و سخن سنج تھے - تیز فہم و نظر لطیف رکھتے تھے - آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری میں واقع ہوئی - رائچور میں مدفون ہوئے - من اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت	ابروش نشان داد کہ این بیت دگر ہم
جائے کہ نہ بینی ز تمیز ست انصاف	زنہار از قامت مکن بلکہ گذر ہم

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص - میر ہاشم نام - آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے - سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوتے کیونکہ شاعری کی دہمت آدمی کو اور کاموں کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ

لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من ۲ شعارہ**

اُٹھانے جوش حسرت عجب جن شہید ہے ۔۔۔ وہ قاتل شوخ شاید وان خانی دشت گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام۔ شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل دبا مزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری میں خوب چوٹیں ہوتی تھیں۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تھا الفاظ رکیکہ ہجو میں درج کرتا تھا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تھا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تھا دونوں صاحب دیوان تھے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بھرا ہوا ہے۔ میں مہاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہوں۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہیں ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ آخر آپ نے ۱۰۷۱ ہجری میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ بیتوں کے دائرہ میں فن کئے گئے۔ یہ اشعار الفبائی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس		گر بسنجند ز کوہ غم فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل		گر در و نم نفسے آلودہ بخون می آید
ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو سوخت	ولہ	نالۂ مشک فشان چیدۂ خاکستر او
ہمزانوئے غیر و من از غیرت	ولہ	بخون دیدۂ تمثالم او نشستہ
دم کشتن نکشتم آہ ازان می ترسم	ولہ	کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حنا ست بر کف پائے مبارکت		با خون عاشقانست کہ پامال کردہ
ز سنگین رفتن تا بوتم از کوئیتو بتر سم		کہ یابد مدعا زانی کہ در دادا ستم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کتنی کردہ نویس ہے آپکے اصلی وطن و ولادت و مات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ نام میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ ۱۱۷۶ ہجری میں حیدرآباد میں آصفجاہی منصبداروں میں

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست و محبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلاذمہ شعریہ سے پاک صاف ہے آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جانمن جان جہان تہا مجھے معلوم نہ تہا
چپ عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تہا مجھے معلوم نہ تہا
ہم مژگان سے کیا تن کو مشبک میرے	شوخ دل ہر دو کمان تہا مجھے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم لبیب فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی نظرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے مرزا رضا اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صاحب — کہ فیض ہم بظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوف سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوائے بادۂ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہوا داران این آئینہ ایم ما

ازرہ بیباکی ہرزہ درایان نمیزدم — کے میدہد فریب صدائے جرس مرا
گر زیر سپہر عجب نیست کہ دریا — در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست
ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری — کہ نیمۂ زدلم شیشۂ نیمہ سنگ ست
بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است — بوسیان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است
ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پھر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی و شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب صف لدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ کچہہی نزاین گلرعنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان ہموزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر اُن کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپ کے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تھا ؎

بت اگر بت گر نماید ہر زمان حاصل زسنگ من بتے دارم کہ او ہر دم تراشد دل زسنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اور رنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انتہی الکلامہ۔ پیچھی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل مین سے اشعار لکھے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل پیچھی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مرا دل زسنگ برہمن مقصود خود را میکند حاصل زسنگ

حرف و صوتی نیست گر ہنگامہ سازد انجمن یک قلم گویا تراشیدند آن محفل زسنگ

ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد آب تیغ کند آخر می شود کامل زسنگ

سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار منکہ دارم دل زمینا او کہ دارد دل زسنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیستم از بس دل طپیدن ہا پسند قاتلم می نہد بار گران بر سینۂ بسمل زسنگ

در عدالت خانہ حکام سرکار جنون وای میرانے کہ وزن او بشد کامل زسنگ

می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فیل ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل زسنگ

کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل زسنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تھا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت و مرد مہذب یارباش و دوست پرور و مہمان نواز تھا
جب آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوے
فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر مین کالیک مرض اسہال مین مبتلا
ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ مین مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

مستعد خان امیر ارشمند	شیر مالا نشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم	ہاے از فوت مستعد زمن

۱۱۸۱

آپکے اشعار مین سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ ھذا

اے موتراشش دست نواہند بیدنی	اصلاح کردۂ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص ۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہین۔ اورنگ آبادی الاصل ہین۔ علم
وفضل سے آراستہ فن وہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی مین یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی
مین مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے
آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ ۱۱۹۰ھ ہجری مین فوت ہوے شہر اورنگ آباد
مین دفن کئے گئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

دیدن روے ترا ہرکہ تمنا می کرد	حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خزان شدہ است	کاش می آمد واز دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند
از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند

دست در دامان یار نازنین داریم ما
چین پیشانی بروے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص - محمد باقر نام - سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہین آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر مین والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن مین آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی بوتراب صاحب جعفری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری مین جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی - طبیعت مین جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری مین خوب سبقت کی - اپنے ہمسرون مین ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی - آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار - و تذکرہ شیدا فارسی وروضۂ رضوان - و دیوان کامل وغیرہ مین **من اشعارہ الہندی**

آہین کرتے کرتے ہجر مین ہم مر گئے
تھی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہو گیا

صبح پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا
آج مریخ کے جامے مین جلاد آیا

کبھی گلزار مین گلچین کبھی صیاد آیا
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

مر گیا دیکھ کر اسکو مین شب فرقت مین
ملک الموت کے برقع مین پری زاد آیا

جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب قتل مین
کبھی سمجھا نہیں کو محنف کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض۔ محمد فیاض الدین خان آبادی

فیاض تخلص۔ محمد فیاض الدین خان نام۔ آپ حاجی عزیز الدین خان کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو و نما بھی اسی زمین کی آب و ہوا مین ہوا۔ نشو و نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علما شہر سے بھی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بھی سند یافتہ تھے۔ کتب درسیہ کے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تھی۔ اور چستی و چالاکی بھی طبیعت کا جزو اعظم۔ ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تھی۔ آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا۔ جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا۔ رفتہ رفتہ آپ بھی استادی کو پہنچے۔ اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق دستیاب ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف مزہ اٹھائین۔ اور آپ صاحب تالیف و تصنیف تھے۔ فارسی مین مختصر رسائل لکھے ہین۔ منجملہ غرائب حسابی۔ لطائف فارسی دیوان فارسی۔ دیوان اردو وغیرہ ہین۔ آپ خاندانی شریف و معزز ہین۔ آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت
و امانت میں بےمثیل ہمدردیٔ اہل وطن میں بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۸۶ھ ہجری میں طالب علمی کی حالت
میں مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تھا۔ اُسوقت آپکو دیکھا
تھا۔ پھر جب میں ۱۳۰۰ھ ہجری میں سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد میں آیا۔ آپ کو دیکھا بجنسہ
اُسی پہلی صورت میں پایا۔ طرز و روش میں ذرا بھی فرق نہیں تھا۔ مگر اُسوقت شباب کا
عالم تھا۔ اب زمانہ شیب تھا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے
بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکھا کبھی فی طرز و روش میں نوجوانان حال کی پیروی
نہیں کی۔ نہایت قدم وراسخ رہے آخر آپ ۱۳۲۲ھ ہجری میں عالم فانی سے ملک جاودانی
کے طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف جنگ مغفور کے مزار میں مدفون ہوئے

من اشعارہ الھندی

جسے جب نصیبوں کے ساتھ نعمت مال و اسباب ہے
کیجیے بدنصیبوں کمانے میں تیرے کم اپنی ہی

ہمارے دستان پر کل وہ رکھتا نہیں ہاتھ یارو
کل آتا ہے جب ناکوں کی سطح زہری کا

زبان پکڑے کوئی سطح سے دیا ہے پھر سکی
ٹھکانا نہیں اک بات کہتا ہے کرتا ہے

جو وقت ہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
نہ ہو کسی کی نیت ہے نہ اُسکا پیٹ بھرتا ہے

کوئی درپہ اس گل پیرہن کے کان بھرتا ہے
تو یار محبت ایک ٹھنڈی سانس بھرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص - لالہ خوشحال چند نام - قوم کایتہ سری باستت - ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تہا۔ نیک سیرت انسان طبیعت تہا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلون کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے ۱۲۴۷ھ ہجری مین انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تہے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تہے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تہے۔ جہان کہین فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہوا سکو صلح کے پانی سے بجہاتے تہے۔ **من کلامہ**

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار	قالبم گوئی ز خاک کوئے ایشان سختند
ہر کجا گل چہرگان واوند ترتیب چمن	نرگس چشم مرا کشتند حیران ساختند

فرح ۔ فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص ۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تہا۔ خوش کلام خوش بیان تہا ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک پائی جاتی ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تہے۔ کسر نفسی متواضع و وقار کسار تہے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تہے جائزے و صلے خوب لیتے تہے۔ آزاد زندگی بسر کرتے تہے۔ آخر ۱۲۰۰ھ ہجری مین اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ **من اشعارہ**

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے ۔ نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی ۔ شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص ۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہین نقشبندی مشرب

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحب دل تھے۔ جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت وارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر میں رہے۔ ہمیشہ حضر و سفر میں ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نواب صاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و ظاہر ہوتے تھے۔ نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے بدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نواب صاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہیں کہ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری میں وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ میں موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میاں محمد نے اسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرے سے درویشی کے آثار نمایاں تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہیں۔ رسالہ زاد الزہاد سلوک میں قصبہ بیجاپور کا و قصبہ پریم لوکا بزبان ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد میں فارسی کلام بھی صاف و شیریں ہے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۵ ہجری میں ہوا۔ اورنگ آباد میں مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما	گنج باد آور دشد این آہ ما
اندکی گر قدر کشد خواہید دید	آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و برگردیدن گردیدنش	شکر للہ گشت خاطر خواہ ما
آنچنان دل یگانۂ یار است	کہ دل از لفظ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد	ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان — اینچه کم حسن و انچه بسیارست
در نگاه تو شیشه است و پری — در نگاهم همه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم — این چه کفرست و این چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین است — در سحر هر که چشم بیدارست
همچو من عشق بازد تو معشوق — این چه آئینه و این چه دیدارست

تا خط ندمیدست بود حسن و او هیچ — ولہ — اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بیجلوه رخسار تو اے جان گلستان — گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید بر ویت نکشاید — سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ

یار میرفت و گریه می کردم — ولہ — چشم و رو و یم تمام آنسو بود
بگذشت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم — ولہ — زوسعت میکشد بیها بر عالے جا آئینم
تجرد شیوه بیها آنقدر دارد بیکروجم — کہ گر در خاطر خود بگذرم تا کا بشکنیم
تبسم رنگ جمعیت تخن گلدسته الفت — گمانش حاصل بنیاد سرمایه دینم
دعاے اهل عصیان در گرو دارد اجابتها — چه باشد گر باد عاصیان تضمینم
بزاهد همسری دارم برهمن را نیازارم — مسلمان کرده عشقم با آنم با انم
خداوندا بهمن هم شور محشر میتوان بخشید — غلام آل طه بنده اولاد یاسینم
بیا فضلی تماشا کن بهاریه لهارا — چو شاخ گل بیکرنگی بر نگ شعله رنگینم

ابیات ایهام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دے نکر — حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بہوان دیکھہ کر کہا مین یون — دو گھڑی رات دنمین آنی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین	ولہ	مجکو تری فراق مین دن کا ہین لگے
جبتلک تجا جنس گہر مین بیچ کہاتا تہا فقیر	ولہ	اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے گر بچون خدا
طبیب عشق سہین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا	ولہ	کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون بکل		چاہ تیری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلا رازی - آپکا اصلی وطن رہی ہے - علامہ زمان و فہامہ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا - سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار بر کف آزادگان نگیرد مال - جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمدنگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آو بہگت پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہو گیا - بیجاپور ہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہون لیکر احمدنگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوف کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخت گل گل تنداز می ترک سیر باغ بستان کن		بگیر آئینہ در دست و تماشای گلستان کن
نمی گویم دلم را خون بکن یا جان بکاہ از غم		دل و جانم فدا یت ہر چہ خواہد دولت آن کن
ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی		بہین ہر کہ تہیا رست و راست و غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ اپنے کو فاروقی لکھتے ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۰۰ھ ہجری مین بسر زمین مدراس واقع ہوئی - نشو ونما کے بعد سن شعور کو پہنچکے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تھوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پھر آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندھنے لگے - رفتہ رفتہ آپکو انشا کی نامی شاگرد ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکور ہی سے لیتے ہے - فقیر مولف کو یہ بہی معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تھے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تھے - خوش اخلاق متشرع و دیندار ہے صوم و صلوٰۃ کے پابند ۱۲۴۵ھ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجۂ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تھے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تھے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تہا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳۰ ہجری کے بعد تیسرویں صدی مین واقع ہوا۔ سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔ **من اشعارہ الفارسی**

دورا ز تو زیستن چہ بود آرزو مرا — دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا
عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد — دلہ کہ دارد پیش یوسف پیرکنعان برزمین را
باشد ز فیض بوسہ شکر دہان ما — شتابان غسل شستہ شتابان بیان ما
ز رعشق او چو دانہ افشاندہ برزمین — دلہ باشد امید سود قرین زیان ما
ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا — دلہ عنان برق کجا و کف سحاب کجا
ہر جا بلش گیرہ عنبر سارا ہند و — دلہ گر قند پر تو آن زلف گرہ گیر در آب
چشم پر خون مرا روز سیہ پیش آمد — دلہ لعل و تا زمی نگ سیہ پوشی ریخت
گر ندامت پروانہ سوختن دارد — دلہ کہ شمع میگرد شعلہ ہا را نگشت
بعہدہ ملوہ محنت خط شعاع از شک — زند بدیدہ خورشید نور ہا را نگشت
چون فقیر کہ کند سلسلہ را دستاویز — دلہ شانہ گردید بان زلف مسلسل محتاج
دیدہ اہل دول بین چہ قدر تاریک است — کہ بود در شب مہتاب بہ شعل محتاج
مالداران جہان مست غفلت گشتہ اند — دلہ نقش بنیاد و درم اینجا طلسم خواب شد
بہر نظارہ خاک شہیدان کشیدہ سر — دلہ این گردنیست کز رہ آنجور شد بلند
ز خاکستر نشانہا بر تن ہندو بتے دیدم — دلہ ہجوم قمریان بر سرو مور و نست پنداری
ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم — دلہ اگر چون خار و خس بردم سوی آن شعلہ خود رستے
سبوئے ہر چہ بخشد دستیاری ناشنا ورا — ز سیران ایغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن دوزد دل صد چاک عاشق را	بود تا رگاہش را چو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ نام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا ہر سر موشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۱۵۵ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچے کے کتب درسیہ فارسیہ مقام آرکاٹ میں جناب مولانا میر امین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آکے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول منقول میں سند حاصل کی پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا ناظر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کرکے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے [illegible] کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ ہمیشہ تلامذہ کو نہایت خوبی کے ساتھ درس کرتے تھے - آپکے کلام کی خوبی ہر ایک پر ظاہر تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۰۳ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد
مین کمال خوشی و خرمی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن
کو درس و تدریس و ترہیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۴۲ ہجری
مین اس دار نا پائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را		بہ رنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را
آخر رساند تشنگیم تا بجوے مرا	ولہ	یعنی زآب تیغ تو تر شد گلو مرا
عجب نبود اگر فرزند ہنرور پدر باشد	ولہ	کہ عطر دامنِ دل افروز تر ز صندل میدہد
در گلو رشتۂ زنار نگذریم را شک	ولہ	رام با ہم نشد از مابت بیگانۂ ما
حجاب دیدن روے تو می شود اشکم	ولہ	بلے بموسم باران شود نہان مہتاب
نشاء خوش میدہد در موسم میری شراب	ولہ	خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نوبہار	ولہ	کردۂ تاثیر ش بباطن ہا لہاے عندلیب
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی	ولہ	دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب
بسکہ از روے صنع جہان بیگانگی بہار و نمایست	ولہ	ہر کجا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا است
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم	ولہ	دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد	ولہ	چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت
ہر مزارش گنبدے گردد بنا از گرد باد	ولہ	ہر کہ در رفعت ہلاک دردامان میشود
سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق	ولہ	آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند
مظہر رحمت حق جرم سیہ کار است	ولہ	مہر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو اینست کہ از بال نگاہ ... طائر مرد مکم سوئے تو دارد پرواز
ہستیم با فنا ہم آغوش است ... رمز این نکتہ بر شرار نویسیں
کجا فائق تواند سیر باغ از نا توانیہا ... کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
زور و عشق او یارب کتابے در بغل دارم ... کہ آہ من بود چون مد بسم اللہ عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے ... شام چون گردید فانوس می شود روشن چراغ
تماشائے زرافشان چہرۂ او کردہ ایم ... ہیچ قرگان ما را اشک شد آخر کف
زخم من چون ماہ نو دارد بہر پہلو گی ... خوردہ ام از دا بروئے کسے شمشیر تو ق
ما چرائے بر دل آرم گر نشست از آب اشک ... مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک
بسان آبلہ در ہر قدم بکو چہ یار ... نہادہ چشم بر دزار زار گریہ کنم
در دست خویش دارد دل را غدار من ... این مہر نام تست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائے کہ از غم بگذرم ... ہیئے کردم بحمد اللہ با دست تہو
طبع باریک سخن سخت کجا بردارد ... حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی حیف نخورد آخر ... ہم آوردن قرگان من تسلی دست انسری

فرحت ۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص۔ محمد صبغۃ اللہ نام۔ آپ محمد جعفر قوم ناعط کے فرزند ہیں۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت ۱۲۳۳ ہجری میں بسپر میں مدراس ہوئی۔ نشو و نما بھی وہاں کی آب و ہوا میں ہوا سن شعور کے ابتدا میں کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کیں۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا۔ شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان میں قدم رکھا۔ اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تھا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تھا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تھا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تھا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تھا۔ معاصرین بھی آپ کے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تھے اگر اعتراض صحیح ہوتا تھا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باستناد اہل زبان رد کرتا تھا سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم میں شریک ہوا۔ اور نواب کے ملازمین کے زمرہ میں بھی مقرر ہوا۔ آپکی حلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی آخر قیاساً سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل بر تن مرا — ذوق عریانی برون آرد ز پیرہن مرا

آب بان روشندلان از سنگ پیمانے کنند — گشت از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا

گر نیست ضعف از نعم آن عارض تابان — در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را

از صدا افتاد چون دریا بپیش نالہ ام — از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من — شکر کشید شب بے شخون آفتاب

کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست — زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب

چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب — میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب

شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش — شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب

نا بدیکف چو رشتہ زدست رفت — رنگ از رخ پریدہ کسے را شکار نیست

تا متم شکل لگن از ناتوانی حلقہ گشت — میرند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لاله ز مرهم منت	ولہ	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگه مهر او شاد بود جان صبح	ولہ	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
بر قع زرخ بباغ چو آن مه نگین کشد	ولہ	خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	ولہ	مهر سد در گوش ما را این صدا از کوهسار
در گلشن زمانه چو سوسن بصد زبان	ولہ	فرحت نیافتم بگفتن زبان هنوز
شعوم اندوهگین چون دامن افشان بگذرد یارم	ولہ	نشیند بر دلم گرد کدورت خیز دامانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جهان	ولہ	آب گوهر فصل تابستان بود در حال جوش
بریدن از همه عالم سرشت مردان است	ولہ	برندگی است هر آئینه کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل	ولہ	میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماه رخم مهربان غیر	ولہ	دادیم ربط دیده گریان و آستین
خورده ام خنجر بسی از دست آن خونخوار شیرو	ولہ	نیست چاک سینه ام چون صبح محتاج رفو
سخن غلطم ز حسرت دیگر بپای تو گر بوسد	ولہ	شوم قربان مده رنگ حنا را حکم بابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہین - کبھی کبھی فارسی مین بھی کلام موزون فرماتے ہین انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہین - اہل مناصب کے زمرہ مین منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چہ چارہ کنم — کو گریبان کہ پارہ پارہ کنم
قاصدا یا چہ دیدہ می آئی — کہ گریبان دریدہ می آئی
دست را کے دراز کردم من — کہ تو دامن کشیدہ می آئی
زمینش نیم بسمل ماندی دل — تو شاید اضطرابے کردہ باشی
چون نظر می کنم بخندۂ خویش — گریہ بے اختیار می آید
اے ہم نفسان زما مرنجید — مہمان دو روزۂ شمائیم
گر نہ نالم چون کنم ای آشنایان دگران — قہرت برمن جان ما مہرت برائے دیگران
اے فلک ہیچ تو منظور نگردانی ہست — وادۂ انچہ ہمہ وقت بغرما دیدہ

فقوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فقوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ خان - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب شکر جنگ کے ملازم اصدق یار خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی نشاپردازی میں ہمسروں سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی میں بھی لائق - آپکو سخن سنجی میں سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد میں بحر مواج ہے اردو فارسی دونوں زبان میں کلام موزون فرماتے ہیں -
آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرہ پاتے ہیں - مشاعرہ میں آپکے اشعار

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغۂ منصب مین ملازم تھے
فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارھوین صدی کے
شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل بیاد اختلاط آتشت و دیرینہ سوخت
ضعف طاقت از خود کے رسم باگرد جولانش — ولہ — اگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش
کرامات نگاہ ست او از چشم خود دیدم — ولہ — ہمیشہ بوے می آید از خاک شہیدانش
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا — ولہ — بر عرش می نہم علوی دماغ ما
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند — ولہ — غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کہلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین — مرا تکرے ہوا سینہ بیابان اسکو کہتے ہین
کیا رہا ایدل دیوانے دشت مین جانیکا لطف — لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف
بزم سے شعلہ صفت گرد رہ پوش اٹھے — دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے
یہان تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی — دمبدم نالہ مرے لیسے ہم آغوش اٹھے
دور مین اس ساقی کیفی کے می نوشون مین ہم — مدتین گذری کہ مین مشہور مانوشون مین ہم
یہہ سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جون نقش پا مین خانہ بردوشون مین ہم
باغبان جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دیکھو آخر گم کئے انگور کے خوشون مین ہم
تجھ بگہ کے دہاک سے پانی ہو جونین جیسے — اے ستمگر جا ملے مین اب ترے پوشون مین ہم
اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین — دانۂ اشک مرا جون گل مرجان ہووے
ناوک ناز سے لٹ جان فقوت کہو لو — کیا بجا ہووے جو یہہ شام غریبان ہووے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - علیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا - عہدہ داروں سے مہمانداری کی - کئی مہینے یہان شفیق نے آتش پرستی کے بابت منظوم سوالات لکہ بہیجے - ملا نے بہی سوالات کے جوابات نظم مین دئے - ملا و شفیق ہم مکتب تہے - ملا موصوف [illegible] ذاکر علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد [illegible] دوستون کے لئے غم کو روا نہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - [illegible] کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد سے ختم کی - [illegible] تحصیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و مقامات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور انسے ملا - ان کے ساتہہ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تہے مالی مدد سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوف بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آکے
ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر
اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا
فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی
متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قلمیہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے
مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب کی ملاقات سے بہت خوش ہوے
ملّا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ
منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ و نیگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ مین جلد دون
مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن
کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف
کی۔ آخر ملا ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمۂ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین
چند اشعار جارج نامہ سے گذارش کرتا ہون حصہ دھازہ

جو ہلکہ سوے پونہ شد رہگرا	ور	کہ در دست خود آورد چیتوا
روان گشت از جائے خود سیدہ	ور	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
چو نا بیا در د فوج و سیاہ	ور	با ہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	ور	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	ور	ز ہندوستان ور بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	ور	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار و زان سو یکے	ور	نکردند آرزم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ زرہ	ولہ	پیادہ پس پیل صف برزدہ
بہ پشت پیادہ سواران کمین	ولہ	بجستہ ز سم سواران زمین
چناں گرد شد از ہیاہوئے کوس	ولہ	کہ گرد سواران ہوا آہنوس
بتاریکے گرد و قبع یلان	ولہ	درخشندہ چون برق بر آسمان
خم خون ہا ہوا [illegible]	ولہ	فرو رفت و بر شد بجوشید گرد

فیضی سیر سراج الدین محمد

فیض تخلص۔ سید سراج الدین نام۔ آپ دہلوی الاصل ہیں آپکے جد امجد ہمایونی سید ہندوستان دہلی والے تھے۔ عہد عرش آشیانی جہانگیر بادشاہ میں دہلی سے حیدرآباد دکن میں تشریف لائے۔ حضور کی قدردانی سے منصب نیابت پر مقرر ہوئے۔ آپ بھی اسی منصب سے حاکم مستقل فرماتے تھے آپکے والد ماجد میر سراج الدین خان کا مولد حیدرآباد دکن میں ہوا اور اس ملک میں تعلیم و تربیت پائی۔ آپکی والدہ ماجدہ بھی دہلی کی سید تھیں۔ اور آپکو سرکاری تعلق ہی تھا۔ اسی تعلق کے وجہ سے ۱۱۹۰ ہجری میں ولایت ایلچپور برار میں مع عیال و اطفال گئے۔ وہاں آٹھ نو برس تک رہے ۱۱۹۵ ہجری میں جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار میں واقع ہوئی۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہاں ایسا آفتاب طلوع ہوا جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشاں کر دیا۔ فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے۔ مجھے اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا۔ فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر کبیر فضیل جم غفیر کو زندہ کیا۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنوں سے

بہر چشمک زدن دوزد دل صد چاک عاشق را	بود تار نگاہش را چو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر ہر موشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہین آپ ۱۱۸۵ھ ہجری مین مدراس مین پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچے کے کتب درسیہ فارسیہ مقام آرکاٹ مین جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کین پھر آپ مدراس مین آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول منقول مین سند حاصل کی - پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند روز کی مدت مین آپ شاعری کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری مین مشہور ہوئے - آپ غزل مین تازہ گو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ شاعری کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام مین مصروف رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۲ھ ہجری مین مدراس سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار مین باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ہوار مقرر کر کے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد
مین کمال خوشی و خرمی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن
کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۴۲ ہجری
مین اس دار نا پائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را
برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را

آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا
ولہ
یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد
ولہ
کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را

در گلو رشتہ زنار نگنجد ہیچ را شک
ولہ
رام با این نشد از ما بت بیگانہ ما

حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم
ولہ
بلے بہ موسم باران شود نہان مہتاب

نشاء خوش میدہد در موسم سیری شراب
ولہ
خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب

چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نوبہار
ولہ
کردنا شیرش بباطن نالہائے عندلیب

صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی
ولہ
دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب

بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نمود
ولہ
ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا شد

حیرت زدہ عالم امکان وجودم
ولہ
دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت

سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد
ولہ
چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت

بر مزارش گنبدے گردد بنا از گرد باد
ولہ
ہر کہ در قصت ہلاک ورد دامان میشود

سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق
ولہ
آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

مظہر رحمت حق جرم سیہ کار منست
ولہ
سہر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو اینست کہ از بال نگاہ	ولہ	طائر مرد کم سوئے تو دارد پرواز
ہستیم با فنا ہم آغوش است	ولہ	رمز این نکتہ برشرار تو لیس
کجا فائق تواند سیر باغ از نا توانیہا	ولہ	کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
زور و عشق او یارب کتابے در بغل دارم	ولہ	کہ آدم بود چون مد بسم اللہ عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے	ولہ	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائے زر افشان چہرۂ او کردہ ایم	ولہ	پنجۂ مژگان ما را زانشک شد اختر بکف
زخم من چون ماہ نو دارد بہ پہلو بیگی	ولہ	خوردہ ام از یار با بروئے کسے شمشیر تو ق
با جرائے بر دل زارم گذشت از آب اشک	ولہ	مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک
بسان آبلہ در ہر قدم بکو چۂ یار	ولہ	نہادہ چشم بر رہ زار زار گریہ کنم
در دست خویش دارد دل را غدار من	ولہ	این مہر نام تست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم	ولہ	بیتے کردم بحمد اللہ با دست ہمو
طبع نازک سخن سخت کجا بر دارد	ولہ	حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی خط نخواند آخر	ولہ	بہم آوردن مژگان من تسبید دست افسری

فرحت ۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص ۔ محمد صبغۃ اللہ نام ۔ آپ محمد جعفر نوم ناعط کے فرزند ہیں ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت ۱۳۳۳ھ ہجری میں بسبب زمین مدراس ہوئی ۔ نشو و نما بھی وہاں کی آب و ہوا میں ہوا سن شعور کے ابتدا میں کتب درسیہ فارسی والد ما جد و حاجی احمد حسین سے ختم کیں ۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا ۔ شعر گوئی

سخن سنجی کے میدان میں قدم رکھا۔ اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تھا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تھا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تھا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تھا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تھا۔ معاصرین بھی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تھے اگر اعتراض صحیح ہوتا تھا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باستناد اہل زبان رد کرتا تھا سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم میں شریک ہوا۔ اور نواب کے ملازمین کے زمرہ میں ہی مقرر ہوا۔ آپکی حلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی آخر قیاساً سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل بر تن مرا
ذوق عریانی برون آرد ز پیرہن مرا

آب بان روشندلان از سنگ پیدا می کنند
ولہ
گشت از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا

گر نیست ضعف انعکاس آن عارض تابان
ولہ
در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را

از صدا افتاد چون دریا بپیش نالہ ام
ولہ
از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من
ولہ
شکر کشید شب بے شخون آفتاب

کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست
زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب

چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب
ولہ
میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب

شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش
ولہ
شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب

نا بدیدت چو رشحہ زدست رفت
ولہ
رنگ از رخ پریدہ کسے را شکار نیست

تا متم شکل لگن از ناتوانی حلقہ گشت
ولہ
میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لاله ز مرهم منت	ولہ	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگه مهر او شاد بود جان صبح	ولہ	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع زرخ بباغ چو آن نازنین کشد	ولہ	خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	ولہ	مهر سد در گوش ما را این صدا از کوهسار
در گلشن زمانه چو سوسن بصد زبان	ولہ	فرحت نیافتم گفتن زبان همنوز
شوم اندوهگین چون دامن افشان بگذرد یارم	ولہ	نشیند بر دلم گر دیکه بیخبر ز درمانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جهان	ولہ	آب گوهر فصل تابستان بود در حال جوشش
برین از همه عالم سرشت مردان است	ولہ	برندگی است هر آئینه کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل	ولہ	میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماه رخم مهربان غیر	ولہ	دادیم ربط دیده گریان و آستین
خورده ام خنجر ز بس از دست آن خونریز رو	ولہ	نیست چاک سینه ام چون صبح محتاج رفو
سخن غلطم ز حسرت دیگر بے پائے تو گردیده	ولہ	شوم قربان مده رنگ حنا را حکم یا بوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہین - کبھی کبھی فارسی مین بھی کلام موزون فرماتے ہین انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہین - اہل مناصب کے زمرہ مین منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چہ چارہ کنم		کو گریبان کہ پارہ پارہ کنم
قاصدا یا چہ دیدہ می آئی	ولہ	کہ گریبان دیدہ می آئی
دست را کے دراز کردم من		کہ تو دامن کشیدہ می آئی
زتیغش نیم بسمل ماندہ ای دل	ولہ	تو شاید اضطرابے کردہ باشی
چون نظر می کنم بخندۂ خویش	ولہ	گریہ بے اختیار می آید
اے ہم نفسان زما مرنجید	ولہ	مہمان دو روزۂ شمائیم
گر نہ نالم چون کنم ہی آشنائی دیگران	ولہ	قوت بر ہائے جان ماہست برائے دیگران
اے فلک پیش تو نظور اگر انصاف ہست	ولہ	دادۂ انچہ ہمرو نیز بفرما دیدہ

فقوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فقوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب شکر جنگ کے نانا صادق بن داؤد خواجہ ابوالبرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمعصرون سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو و فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرہ پاتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغۂ منصب مین ملازم تھے
فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارھوین صدی کے
شروع مین فوت ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل بیاد اختلاط آتشت و دیرینہ سوخت
ز ضعف طاقت از خود کے رسم تا گیرد جولانش — ولہ — مگر گردم ہمان ساعت بگرد و دور دامانش
کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم — ولہ — ہمیشہ بوئے می آید ز خاک شہید انش
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا — ولہ — بر عرش می نہم ز علو ہی دماغ ما
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کنند — ولہ — غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین — مرا تکیہ ہوا سینہ بیابان اسکو کہتے ہین
کیا رہا ایدل دیوانے دشت مین جانیکا لطف — لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف
بزم سے شعلہ صفت گرد رہ پوش اٹھے — دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے
یہان تلک مجھسے ہے فریاد کو ربط قلبی — دمبدم نالہ مرے دلسے ہم آغوش اٹھے
دور مین اس ساقی کیفی کے می نوشون ہم — مدتین گذری کہ مین مشہور مدہوشون ہم
یہہ سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جون نقش پا مین خانہ بردوشون ہم
باغمین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دیکھو آخر گم کئے انگور کے خوشون ہم
تجھ بگے کے دہاک سے پانی ہو جو نین چھپے — اے ستمگر جا ملے مین آب ہ پوشون ہم
اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین — دانۂ اشک مرا جون گل مرجان پہولے
تک ور از راہ کے لٹ جان فتوت کہو لو — کیا بجا ہوئے جو یہہ شام غریبان پہولے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ بخوشی قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا - عہدہ ملاحظہ سے مہمانداری کی گئی - مہتمم [illegible] شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکھ کے بھیجے - ملا نے بھی سوالات کے جوابات نظم مین دئے - ملا و شفیق باہم ملے جلے رہتے تہے - ملا کچھ علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد [illegible] ملا کو [illegible] کے لئے علم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - ملا [illegible] کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تہین [illegible] کچھ تحصیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ خوش شوق [illegible] ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و مستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور انسے ملا - ان کے ساتھہ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تہے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوف بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آکے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اگر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب کی بھی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملّا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی۔ آخر ملا ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمۂ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون

خصوصیات

جو ہلکہ سوئے پونہ شد رہگرا	ولہ	کہ در دست خود آورد چیتوا	
روان گشت از جائے خود سیدیہ	ولہ	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ	
چو نا جیار در فوج وسیاہ	ولہ	تا ہنگ پیکار با کینہ خواہ	
سپاہی کشش اندر جہان کس شمار	ولہ	ندانست جز پاک پروردگار	
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	ولہ	ز ہندوستان وز بوم فرنگ	
ز اندازہ افزون برون از شمار	ولہ	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار	
ازین سو دو سالار وزان سو یکے	ولہ	نکردند آرزم ہم اندکے	

بہ پیش اندر از پیل بستہ زرہ	ولہ	پیادہ پس پیل صف برزدہ	
بہ پشت پیادہ سواران کمین	ولہ	بجستہ ز سم سواران زمین	
چناں گرشد از بانگ آوائے کوس	ولہ	ز گرد سواران ہوا آبنوس	
بہ ہر کیکے گرد تیغ یلان	ولہ	درخشندہ چون برق بر آسمان	
ز خون ہر ہیاں رشتہ جوئبار	ولہ	فرو رفت و بر شد بجو شید گرد	

فیضی ۔ فیض الدین محمد

فیضی تخلص ۔ فیض الدین نام ۔ آپ دہلوی الاصل ہیں آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب عظیم آباد عظیم جاہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں دہلی سے حیدرآباد دکن میں آئے حضور کی قدردانی سے منصب نیابت پر مقرر ہوئے ۔ آپ بہت سے علوم کو متعلق فرماتے تھے آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا وطن حیدرآباد دکن ہی ہوا اور اس ملک میں تعلیم و تربیت پائی ۔ آپکی والد ماجد بھی موروثی منصب پر ممتاز تھے ۔ اور آپکو سرکاری تعلق ہی تھا ۔ اسی تعلق کے وجہ سے ۱۱۹۰ ہجری بلدہ ایلچپور برار میں مع عیال و اطفال گئے ۔ وہاں آٹھ نو برس تک رہے ۱۱۹۵ ہجری میں جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار میں واقع ہوئی ۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہاں ایسا آفتاب طلوع ہوا جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشاں کر دیا ۔ فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے ۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے ۔ مجھے اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا ۔ فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا ۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنوں سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشو ونما یہین کی آب و ہوا
مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت و جولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تہی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی
طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تہی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے
تہے کہ اُسوقت کے بڑے بڑے اُستاد ذی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تہے۔ اور کہتے تہے
کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب نامور کہلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تہا۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تہا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکھنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تہا

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

شہر کے تمام امرا اور رؤسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تہا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بہی ہوا تہا اور آپکے فرزند بہی مناسب
مناسب پر ممتاز تہے۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے نمونہ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ ناز کخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سرموفرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو زی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلامذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفرالدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرایا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیرا۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بھیجا ع سکندر طالع جمشید سطوت + اور لکھا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بھیجئے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدین خان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب کو لکھو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خوامان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹھیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع جمشید طینت

ایک روز غلام مصطفی متخلص بہ سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام مین بتائے مدورہ اور بعض مقام مین بتائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمت اللہ و رحمت اللہ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپ نے بیساختہ
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان باری نے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چار ہوتے ہین۔ اسلئے مضاف
تائے دراز و بغیر اضافہ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ بیان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

تاریخ رحلت مہاراجہ چندولال مدارالمہام ۔ مرد با خدا بود مہاراجہ چندولعل
۱۲ ۶۲

تاریخ بنائے مسجد عبدالشکور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہست بیت المقدس این مسجد
۱۲ ۶۵

تاریخ تولد نواب ظفرجنگ بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شد باو تاریخ قبا ممتد
۱۲ ۸۳

تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصرالدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی
۱۲ ۴۳

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
و سخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھ بچے تھے ہر ایک
کیساتھ کیا جوان کیا طفل اسجد خوان سب سے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا۔ اسی پر امراء و غربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقراء و گدا کے خواہان تھے۔

حکایت مشائخ میں سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ ابھی شیر کی شکل میں جلوہ دکھاتا ہوں زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہوں آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت میں جلوہ فرمائیے۔ شاہ صاحب شرمندہ ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی تعلی پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت میں آکے بطور سخریہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود و وجود ست چہ بزرگ و چہ خرد۔

آپ خواجہ اعتقاد اللہ بیگ کو حضرت حافظ محمد علیضا صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تھے آخر آپ ۱۲۸۳ ہجری میں دار فانی سے بہشت بریں کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخیں لکھی۔ دیوان مطبوعہ میں موجود ہیں ہم چند مادے یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ع احمد آباد سے بس گیا فیض ۔ جناب فیض واصل حق ۔ فیض از ریجا نمود عزم جنان ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر سپرد شہر مدفون ہوئے۔ ۱۲۸۳

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میاں۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبداروں مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانۃ الامثال در اصطلاحات لغات اردو۔ جدول نصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔

من اشعارہٗ الفارسی

جایش بجز نقاوہ دبہ میخانہ جائے ما
تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما

گوید ہر انچہ شارع میخانہ آن کنیم
اینست دستور شریعت اتقائے ما

ناوک عشق از کمان دیگر است
ولہ
مرغ جانم را گمان دیگر است

مطلبم از کاروان مصر نیست
یوسفم در کاروان دیگر است

بر در کعبہ نیاز سر فرو
سجدہ گاہم آستان دیگر است

فیض مطلق شو مقید تا کجا
بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہٗ الھندی

کفر جو تھا دین مرا ہوگیا
بت ہی نصیبون سے خدا ہوگیا

کیسی دوا مجکو مسیحا نے دی
درد محبت کا سوا ہوگیا

موت کدہر آتی ہے دیوانی ہے
فیض تو پہلے ہی فنا ہوگیا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا — ولہ — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کرانصاف — ادہر سے مین نکل آیا اُدہر سے تو آیا
اُڑائین جیب کی لاکھون ہی بجیان مین نے — مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا
نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین — ولہ — جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا دیت کا نکر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خو نہا چاہتا ہے

فدا ۔ شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص ۔ شیخ احمد نام ۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا ۔ فارسی عربی مین مستعد طالب علم تہا شعر گوئی کا فریفتہ تہا ۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا ۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا ۔ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہا تقریباً ۱۲۰۰ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

دست در دامان یار نازنین داریم ما — چین پیشانی بروئے آستین داریم ما
دیدن روئے تر ہر کہ تمنا میکرد — ولہ — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
نازگلزار عدم خندہ فروشم کردند — ولہ — ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند
دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ۔ آقا میرزا قاسم علی نام ۔ رشتی الاصل و النسل ہین ۔ جامع العلوم والفنون تہے ۔ فارسی انشا پردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے ۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل ہے۔ خاص خط نستعلیق میں استاد و ثانی میرزا جعفر
آپ اکثر اوقات درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ بیدرنا میں اکثر اعزا سے آپ کے
حلقۂ درس میں شریک ہوتے ہیں۔ نواب مختار الملک بہادر کو بھی آپ سے تلمذ ہے
وصوفی مشرب ہے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ شعر علاج کے بعد منصب [illegible]
شیفتہ ہے۔ جو کہتے ہے مرغوب طبیعت ہوتا ہے۔ آپکا [illegible]
ہر ایک شعر سے بلاغت [illegible]
و سوین تاریخ جمادی الاول [illegible]
مدفون ہوئے آپکے [illegible]
ہیں شاعری اور تاریخ گوئی میں [illegible]
ہے۔ خوش خلق و نیک [illegible]
آصفیہ میں ملازم ہیں۔ من اشعارہ صاحب مرحوم

دردا کہ علاج ہم ز مسیحا نہ شدنی ہست	این عقدہ مگر ناخن [illegible]
افسوس کہ از بام گاہش [illegible]	[illegible]

فطرت۔ میرزا معز الدین محمد موسوی خان صاحب

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد امام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات تم خاندان
امام ہشتم سے ہیں۔ میر محمد زمان شہید کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس میں تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت ۱۲۵۰ ہجری میں ہوئی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم میں مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوف میں فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع میں اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دارالسلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا۔ سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بناکے سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم بن امیرالامرائے شایستہ خان اور مرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میر صاحب بہی بادشاہ کی ہمزلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین سر نہین جہکاتا تہا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا۔ سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا۔ جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب مرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی ھو ھذہ

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار مرزا مغز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین واقع ہوا کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف و ناموس افسوس
نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے
دو قطعہ مرحوم کی تاریخ میں لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسرا موافق خطاب خانی جو یہ ہیں

معز الدین محمد موسوی حیف	ز عالم سوے ملک معنی رفت
کشید آہ و گفتا عقل تاریخ	معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست	معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست از تاریخ پرسید	خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیال و معنی یاب و شعر فہمی الشاہد و الدلیل میں بے نظیر تھا۔ تعلیم رسمی سے اس بات
متعلق ہیں کہ اسوقت تک کوئی فرد بشر اکمالیت کمالات کے پایہ تک نہیں پہنچا۔ فضیلت و وقت آفرینی و حیات طبع مقصود و مطلوب میں بدرجہ کمال تھا۔ علم معقولات
میں رستمی کا تقاضا بجا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم — طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں علم معقولات و تحقیق میں ایسی لیاقت و قدرت رکھتا ہوں
کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف میں مجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے لیکن
جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ میں عاجز ہو جاتا ہوں۔ اس لئے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہوں
نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات میں پڑھا ہوں کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق
میں فانی ہوتے ہیں میں بظاہر ان کے اور اپنے درمیان فرق نہیں پاتا ہوں۔ میری طرح
وہ کھاتے پیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہیں اور میں فانی نہیں ہوتا ہوں
مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل میں فطرت تخلص فرماتے تھے اور آخر میں موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے ہیں کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذا من بوارق طبعه

شد رم خاکم و هنوز از عشق او آتش بجان دارم
در آغوش کفن جسمی چو تیغ در استخوان دارم

صد را معصیت باشد پریشانی مرا دله
داشت عریانی نگه آلوده دامانی مرا

شبیه غنچه پریشان کند داغ مرا
بود فتیله خود آستین چراغ مرا

کار ما چیست در میدان کشاکش ناخن است
عقده همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طلسم عشقیم و نقش ما الف پا است
چون بوی گل چیده هم سفر ما است

عیب ما حب جهان جوش تمنا عیب است
آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چه صور عشق تکامل کمی عیب هنر گردد
شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

ما جز نشانه از فنا نیست ما رهنوردان ما
استاده آب تیغ و روانست خون ما

حسن کمال از ما ستاند و ستمداد فیض
گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوخی شبیه برد از دل دنیا تمکین
این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

نالیدم آشکار چو نی بود در حصار
بر رنگ ناله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتش نشد ز پا بود و سلسله چو سپند
کام اول نفسم سوخت ازین راه میرس

مرد حق در عین دنیا دارهای در دنیا بریست
ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سپیست غرور از باده خود پرور ست
شیشه تا موج شکستن نیزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند
حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود
چون بخود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حرص سعی کوهکن از نقش شیرین طایر است
کار چون نیکو بود کار فرما می شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد
جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سنگ راہ شد

حیرتم برقع کشائی شاہد مقصود گشت
عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد

نہان نگذاشت افسون غمش در پردۂ ناموسی
پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی

شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم
کف خاکستر افشاند بر دامان خانوسی

فیضی - ابوالفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابوالفیض نام - عربی الاصل والنسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے جداعلا مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر و سیاحت کرتے ہوے سندھ و ہند مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندھ مین سکونت پذیر ہوے - اور قصبہ مین کشی شریف زادی سے شادی کرلی - وسویں صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندھ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کرلی - اسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تہا علوم معقول و منقول مین کامل تہا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تہے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تہے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو علی الحدث صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تہے لیکن تعصب و تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تہے - اور مہدوی فرقہ سے آمیزش و محبت رکہتے تہے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی ہوگیا ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی۔
خدا تعالیٰ نے کثرت اولاد عطا کی۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے۔ فیضی ۹۵۳ھ ہجری
میں پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی۔
عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا۔ درجۂ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب میں مبتلا رہا۔ جب ۹۷۷ھ ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کر کے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک و ہریہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کر کے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا۔ پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابوالفضل گھر سے برآمد ہو کے چند مدت تک ادھر ادھر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے کامل دینا چاہیے
چوطرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی دربار اکبری میں باریاب
ہوا۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی مقدور افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدۂ طویل میں لکھا ہے۔ من اشعارہ

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہیچو سعادت کشاد پیشانی
بشارتان سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے
صرف دو ہی شعر پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ۔
پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا۔ فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج۔ شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا۔ افادۂ عام کے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی ۹۹۰ ہجری مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ ہجری مین جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ تب فیضی کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور ۹۹۶ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔ اور ۹۹۷ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلہ شوق می کند شبگیر کہ بازگشتن کشاید خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا تب فیضی کو بہی مہم دکن پر مامور کیا۔ فیضی نے علیخان فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمد نگر وغیرہا کے طرف سفارت پر جانا قبول فرمایا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن بادشاہ کا حکم تہا اس لئے اس سفارت کا کام اس خوبی سے انجام دیا کہ علیخان و برہان نظام شاہ دونون اس سے بہت خوش ہوئے۔ فیضی برہان پور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی سوار و خلعت و فرمان شاہی رکہا۔ راجے علیخان پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ زمین بوسی دی تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی اور ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجے علیخان نے فرمان کو سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجا لایا۔ پہر پالکی پر سوار ہوکر احمد نگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہکے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ رستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بھی حالات اور نقلیں و حکایتیں بھی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت میں ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونوں کے نسبت لکھا کہ میں یہاں دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونوں خوش محضر و نیک سیرت ہیں۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہیں اور دونوں کے قصائد و غزلیں بھی بھیجیں۔ آخر ۱۰۰۱ھ ہجری میں سفارت کے کام سے فارغ ہو کے حضور میں پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ ۱۰۰۲ھ ہجری میں بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا جائے چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ میں ختم کرکے پیش کر دیا۔ اس میں چار ہزار شعر ہیں چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر یکتا ناب	کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان میں سے دو کتابیں ختم ہوئیں۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویاں ناتمام رہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوش خط لکھوا کے کتب خانہ میں رکھیں۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑھ کر سنایا کرے۔ سواطع الالہام منقوط حروف میں لکھی۔ یہ نسخہ کلکتہ میں مطبوع ہو چکا ہے۔ ہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہ بھی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکھے ہیں۔ یہ تفسیر غیر منقوط حروف میں ۱۰۰۳ھ ہجری میں تمام ہوئی۔ ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حرف شمار کئے جائیں تو ۱۰۰۳ھ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیاں لکھیں۔ حاسدین رشک سے کہتے تھے فیضی نے یہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہیں لکھی فیضی نے یہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سر تا پا غیر منقوط ہے۔
صاحب دیوان ہے۔ دیوان مین تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہین دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب مین ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرۃً راغب تہا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہین لی جو کچھ کہتا تہا زور طبیعت سے واقع ہوتا تہا اہل زبان کے ساتہہ آمیزش و اختلاط رکہنے سے کلام مین اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی مین فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار مین صنایع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی مین عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر زبان نہین معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکہتا تہا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بہی جاری رکہتا تہا۔ اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتہہ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت — در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح مین لکہہ بہیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فکند بر نظم امورم پرتو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زمان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن اوہست خاقانی	وگر من ستیزم آستان او مجیر من
کیم باد ور سد در شاعری عوفے ہمچشمی	کہ دراین خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند باقرب ورش نعم النصیر دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا میں فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر میں فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم عشق مرتاض	فیاضی فیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی میں اس بات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام میں لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہیں ہے وہ یہ ہے

منم فیضی کہ در میدان معنے	چو من چابک سوارے نیست تا نیست
ہمہ شعرم ز ریوست تا مغز	ہمہ جائے مرو مرا پاک رگ نیست
ہمان می مانم این پاکیزہ گفتار	کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحییٰ اوبہی کتاب علام الانام میں کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ میں حافظ کی یہ بیت نہیں گذری۔ اس میں لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد میں میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخوں میں بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد در ین بلا حافظ کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان میں شعر متنازعہ فیہ نہ ہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمیں یہ شعر نہ ہوگا والا فیضی ایسی غلطی کبھی نہیں کریگا۔ گلرعنا کے مولف نے

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتے پھر رہے ہیں۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم را۔ یا ہیت فیضی جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب میں کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے سے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونوں روایتیں غلط ہے۔ مصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جیسے دو اصول یا دو قواعد متعارض ہوتے ہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں رہتا۔ فقط دو نقل کے ذریعہ عرفی فیضی کی تقلیل یا ہجو ان جواب نسبت سے ساقط ہوگیا۔ اور فیضی کی ہجو کی جاسکتی ہے اس کی تقلیل فیضی کی ذات و دولت کے لئے مناسب نہیں ہے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین ملنسار خوش خلق و صاحب مروت مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ جہاں تک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض و سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علماء و فضلا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب و عجم کے شعراء و علماء کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند میں آتے تھے اسکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطر داری مدارات میں حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ میں پیش کرکے عہدہ جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علماء و شعراء سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہ سے بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علماء و شعراء کے وظائف حضور سے مقرر کرادیتے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی فیضی ابوالفضل کو بڑے القاب کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھ جس سلوک کرتا ہے اور حضور میں سفارش کرکے وظیفہ جاگیر لاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا بدایونی مرد صالح پاک دل ہے فیضی نے سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں امداد کرکے بادشاہ کے سامنے ملا صاحب کی بہت تعریف کی حتیٰ کہ قرآن کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کرکے آخر میں ملا صاحب کو دربار میں حاضر ہونے کی ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کرکے ملا صاحب اگر یہ عرض کرتا تو گنہگار ہوتا۔

ولیم و ملا صاحب فیضی کو زندیق کافر کہتے ہیں۔ واقع میں فیضی ایسا نہ تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملا یا دیگر متعصبین دربار میں فیضی کے مناظرہ کو شکست سمجھتا تھا۔ اسے شبہ کے کام تھا۔ شبہ سے بلکہ تاؤں کی بحث تکرار سے فیضی کو فتح ہوتی تھی۔ متعصب ملاؤں نے ابتدا میں اکبر کو بہکایا۔ اطاعت نہ کیا۔ جو کچھ کہتے تھے اکبر سمجھتا تھا۔ مگر فیضی کی کشمکش کا ہنگامہ گرم تھا اکثر علمائے و افضلائے مذہب ملحد ہونے کے جرم میں قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت میں پہنچے تو دونوں نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہ متعصبین اصل مذہب پیغمبر اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں انکا کام یہی ہے ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتے دونوں کی کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤں کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونوں کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کردی جسمیں ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

وفات

۱۰۰۳ سنہ ہجری میں فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع میں یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد　　مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی در و می گنجید　　تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحق کے ساتھ اور پہلی مراض عاید حال ہوئے۔ اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تھے مگر کسی کا علاج مفید نہیں ہوتا تھا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تھا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تھا۔ مرنے سے دو تین دن قبل فالج میں بیہوشی جاری ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی ہوش میں آجاتا تھا۔ تمام اہل بیت کو اطلاع ہو گئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابو الفضل نے بھائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات میں آنکھیں کھولیں اور آداب و تسلیم بجا لائی اکبر خدا کے سپرد کر کے واپس ہوا۔ ابو الفضل نے بھائی کی خدمت سے رخصت لی۔ پھر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت میں آیا۔ فیضی کا سر اپنے تہہ میں تھام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! میں حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہوں آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پس اکبر نے سر و سینہ پیہنکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۱۷ ماہ صفر ۱۰۰۴ سنہ ہجری میں اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزہ و احتشام خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عاید حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانۂ علم کو تفصیل

وتکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیہ اینچنین شود چشم تو بر ہلاک ما		از پس مرگ عاشقان سرمہ کند خاک ما
در ہوس شکر لبی فیض خستہ داد جان		روح قدس ہمین کہ شد واسطہ ہلاک ما
خال مسما کشتہ آن نرگس مستانہ را	ولہ	کس نیندازد بہ پیش مرغ بسمل دانہ را
آزاد ولان در غم امید نمانند	ولہ	مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را
گر ہوائی قدرے لذت کیتائی را	ولہ	بدہ عالم مدہی گوشہ تنہائی را
ہست ہر زرہ از میکدہ پیمانے		کہ دہد گر دہ تمام بادیہ پیمائی را
بزوائے محتشم امید بس زمان کامجا	ولہ	سر خاقان شکند کاسہ فغفور امشب
کدام ساقی ہست گرم خون نیامست	ولہ	کہ بوئے می بدماغم رسوی خون کم نیست
امشب وداع یار بر گدلات ہست	ولہ	شام وداع نیست کہ صبح قیامت ہست
دل بجوئے نوگر فتار دگر پیدا ست	ولہ	از کبا ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است
دل خوبان ستمگر دل نیست	ولہ	سنگ آہن رہا مگر دل نیست
خاک ہستی ہمہ را فطرت مین	ولہ	آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست
خاکبیزان رہ نقش پاست	ولہ	گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند
وصلت چو عمر	ولہ	یکبار شد میسر و دیگر نمی شود
اے سنگ	ولہ	وز سنگدلیہائے تو فریاد کند
روبجانب او وخت ار جناب امروز	ولہ	طرفہ گرمست آفتاب امروز
وقت است کز خرابۂ دنیا برون رویم	ولہ	زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

میرس از قید دلہا در کمند عنبرین موئین		ولہ	گرہی بینم سلیمانہا بزیر پر دیوان
شرط ست جان بیاد رخ یار باختن		ولہ	شطرنج غمانہا نہ بدلدار باختن
خواہی من دیوانہ زا شیرین شوو شور جنون			سنگ ستم نہا بزن و دشنام ہم چند بدہ
تو اے پروانہ این گرمی ز شمع محفل داری			چو من در آتش خود سوز اگر سوزے دلے داری
شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نالی			بحشر این خونبہا یت بس کہ چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ما نقش و رنگ بعشق			پیمان سادہ لوح و جوانان سادہ روی

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آبکا وطن مشہد ہے - صاحب استعداد تھے فطرت تہا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن مالوف سے مدتوں وارد ہوا میر وسیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا - قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۶۱ ہجری مین فوت ہوا - میر مومن استر آبادی کے مزار کے پاس دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی - اسکی لوح مزار پر کندہ کرنے مین **ہو ہا** ہا

فطرت ہنوز روزگار نیرنگی کرد			نمو اخت بہر و خاتمہ آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی در و می گنجید			اکنون ز مزار و نفس تنگی کرد

اسی طرح فیضی کی رباعی ہی ہے - معنی بجلسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد			مرغ دلم از قفس شبے آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی در و می گنجید			تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

تناسخ مین وارد ہوا ہے - اکثر شعرا مین تناسخ وارد ہوا ہے - صاحب دیوان ہے مگر دیوان نا دارد ہے

حرف قاف

قزلی - سید شاہ ابوالحسن

قزلی تخلص - سید ابوالحسن نام - آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہیں آپکی ولادت ۱۱۱۷ھ میں شہر بیجاپور دکن میں ہوئی - چار برس کی عمر میں پدر بزرگوار کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا - سال کامل شاہنور میں اور چھ سال ارکاٹ میں سکونت پذیر ہوا پھر وہاں سے بلدہ ویلور میں آیا - اور سکونت پذیر ہوا - محمد حسین بیجاپوری سے کتب نحو و صرف اور شیخ ظہیر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کچھ مدت میں ذی استعداد و صاحب ہوا گیا - اور کتب ہیئت کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر و نظم اردو و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا - اور سخن سنجی میں بھی مہارت کاملہ حاصل کی آپ صوفی صافی نقشبندی درویش پاکیزہ مذہب تھے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف کی طرف تھا - جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی میں فکر فرماتے تھے تو حقائق و معارف کے مضامین خوش سلوبی کے ساتھ اشعار میں درج کرتے تھے - آپنے اولاً حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا اور حضرت ہی کی خدمت میں اذکار و اشغال میں مشغول ہوئے - پھر آپنے حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت میں بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلبائے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص راز انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار نا پائیدار سے بہشت برین کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۰۸۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ بیدر کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپکے حسن ارادت کیشوں سے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در صدف نہفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش جہان ہمہ ہیچ است
از پئے واردان شہد غیب	خس خاشاک غیر را دل ہست
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	ماشد و با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	دوش بر دوش شاہ در خلوت جفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غائب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیم مگذر زہرہ کردی	از حال ما خبردہ یک بار جان ما را
زر زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
قربی حشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ ہر قافلہ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری پیکر	آب ہر خاست بہر تعظیمت

قدر۔ خواجہ منعم خان

قدر تخلص۔ خواجہ منعم خان نام ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین۔ خواجہ کی نسب کا سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے۔ کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہان فروکش ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان بسکونت پذیر رہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا اہل کشمیر آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل رکھتا تھا۔ ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا۔ خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا۔ امیر خان نے مرشدزادے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور آپکی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ خلعت دیوانی و خطاب خانی حضور سے سرفراز ہوا۔ مالگذاری چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکر امیر خان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ آپکی تعمیرات سے کابل کا پل سرا سجدہ ہے۔ عبد الغفور کے فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین میر الامرا حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے۔ آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد خان قدیر صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے۔ آپکی رحلت کے بعد نواب صمصام الملک یوان دکن نے نہایت قدردانی سے خان صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا ۱۱۹۲ھ ہجری تک دیوانی پر مامور رہے

انتہی کلامہ ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے ۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے ۔ خوش مذہب و خوب منش تھے ۔ مرجع اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھ حسن اخلاق سے ملتے تھے ۔ فرحت عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آغاز میں بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ بالفارسی

یار می آید و نثار راہش	دل	ذرہ غلطان اشکبار من است
زیر گاہ چو اغریبان شود مشتاق گزر	دل	فلک انجم زرہ نہ شاید زر با اسپرز نہد
ماہ نو با کہان آرائش	دل	نعل شب رنگ خوش خرام تو باد
من ز شادی چو عید میدانم	دل	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری	"	کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ بالہندی

مونگا ہی خوب نین اے شانہ اس زلف کی	دل	بال سے باریک تر ہے بات کا کس کی تم
پیتا ہے بسکہ بو ہو ہر شب یہ بلبلوں کا	دل	دہوتی ہے شبنم آکر صبح کے غنچہ
کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے	دل	بات شیرین کے لگا تو ہی نہ تار دن
ساتی گیا ہے روٹھ کے ہم سے ہزار حیف	دل	آئی ہے کیون تو ہو کے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	دل	رکھتا ہے کس قفس مین یہ صیاد دیکھنا
شیرین کا بیستون مین تو کینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکھنا
آنکھون مین مرے پھرتی ہے سچہ آہ کسو کی	"	دیکھا تہا مین تصویر مراد کسو کی
بلبل ہوئی ہے وا مین صیا کے اسیر	"	غنچون کے کان کہونے باد صبا چلی

مہر داغون کی ہوی ہے دیکھیے اے بیوفا	عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دوا کے لئے	منہ برسنے سے نہین بہتر ہے برنگ صحرا

قدرت - محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص - محمد قدرت اللہ خان نام - آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین - آپکا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار مین لکھا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے - ہند کے شہرون مین بہت پھرنے کے بعد فوج مین سلسلہ ملازمت جاری ہوئے - پھر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبہ گوامو مین پہنچے - قصبہ کو وطن بنا لیا - اور وہان کے شرفا و معززین سے رفاقت پیدا کی - آرام سے زندگی بسر کرنے لگے - اور حکام نے صاحب فضیلت و ذی لیاقت دیکھکے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا - اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض تک یہ نامی خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی - ہمارے ہی خاندان سے ایک بزرگ صدر مقرر ہوتے رہے - پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوامو مین قدرت صاحب کی ولادت ہوئی - آپنے ماہ عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا کہ تحصیل سے فارغ نہین ہونگا کسی شہر مین نوکری نہین کرونگا - پس جناب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو و صرف تمام کیین - اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین - اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی تلمذی حاصل کی - اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال و اذکار کی

سندلی ۱۲۲۷ھ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض وحساب مین لیاقت پیدا کی
۱۲۳۲ھ ہجری مین نواب رضوان آب کی خدمت مین باریاب ہوکے خطاب خافی وخدمت
تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال یاس کے ساتھہ کرتا رہا۔ پھر مشاعرۂ عظم
کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع ومنصف مزاج
تھے۔ عابد وزاہد متقی وپرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان
ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین ودلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے
نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت
صحت وصداقت کے ساتھہ لکھا ہے۔ مدرس مین نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۶ھ ہجری
مین مطبوع ہوچکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی
تاریخ وسنہ معلوم نہین ہوا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا		فیض تو حال تو در سینہ را غہا
فرزود حسن چو از ساغر شراب ترا	ولہ	سبزہ از ین دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من بیخور را	ولہ	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفا بہم شرق نوا کرد	ولہ	فیض شاگردی رساند آخر استادی را
طفل بدخوئیکہ بستم رشتۂ الفت بباد	ولہ	می کشد ہر سو بہر رنگ کاغذ بادی مرا
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی	ولہ	آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ وعدہ	ولہ	شد از اشک ریز دیدۂ پر خون آفتاب
قدرت زار کز نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم شود تمام بیک نالہ چون سپند ولہ
جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

بر تہی دستان نظر براہل ہمت را بود ولہ
سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

دود حسرت زد دل خویش بر آورد رقیب ولہ
من گرفتم چو ازان لب بنے قلیان گستاخ

اگر آن ابر خسان بر سر ما بجاب آید ولہ
بیارم گوہر مقصد بکف در جو یم آب آید

دل ستم زدہ درد وصل یار می نالد ولہ
چو بلبل کہ بفصل بہار می نالد

آوش سینہ بے کینہ ہدف کرد آخر ولہ
نقد جانے کہ مرا بود تلف کرد آخر

شور آوارگیم بر در دستے ہر جنون
زندہ دیوانہ من نام سلف کرد آخر

از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس
از دم سرد خود آئینہ کلف کرد آخر

دریا دیدہ مست تو اے نور دیدہ ہا ولہ
از دیدہ خون ناب چو صہبا گریستم

دل خستہ و آہ سرد دارم ولہ
یکجان و ہزار درد دارم

پوشیدہ چسان کنم غم دل
چشم تر و رنگ زرد دارم

در کنج قفس خوش اسیرے گذرم ولہ
در کار تو اگر این مشت پرمن

ساغر می شبانہ ہا کہ زدی ولہ
بارخ لالہ رنگ آمدہ

بر نخیزی ز کوئے او قدرت
چقدر پا بسنگ آمدہ

بر نمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق ولہ
کشتہ تیغ نگاہ سرمہ دار کیستی

اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی ولہ
آشفتہ و زار بیقرارم کردی

میخواستی از درو زازل خواری من
آخر بستگری دو چارم کردی

قیس - محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص - محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام میں وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نامک مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا میں استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب میں بقدر ضرورت فارسی و عربی پڑھ کے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی۔ چند مدت میں لائق ہو گئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکھلاتا ہے۔ رنگین معانی و شیریں بیانی سے کرشمہ نمایاں کرتا ہے۔ شاعر بازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے طرز لطیف و لطیف مزاج تھا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام چمنستان رکھا تھا۔ آپنے ایک دیوان بخشی شاہجہاں بادشاہ کی جلوسات کی بول چال میں لکھی۔ [illegible] اور آپکا دیوان بخشی بالا [illegible] کی طغیانی میں غرق آب ہوا۔ نہیں تو آسمین [illegible] آپکو مہاراجہ جہاور چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تھا اور نواب [illegible] نے بھی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تھا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر ۱۲۳۰ھ ہجری میں جان بحق ہوئے۔

من اشعارہ الهندی

کان کا بالا ہے دریون اس بت مغرور کا	بسطح جھومے ہے گہوارہ میں بچہ حور کا
جام مے میں عکس ہے کیا اس رخ پر نور کا	گوہر میں لعل ہے یا بچہ حور کا
بسکہ ملے کر نیکو میں راہ فنا آمادہ ہوں	کاغذ گل حور ہوں سیماب آتش زادہ ہوں

برمین جو وہ سیمبر نہین ہے		اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر		کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا		اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتھ رکہا		یہان دہونڈلو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کر کے تہک گئے ہم		ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلّئے جہان سوز		جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا زافون کا ہے اگر قیس		ہمکو تو یہہ دردسر نہین ہے
کان مین کہدو کوئی شانے کے	ولہ	سانپ ہین یہ ارے سر ہانے کے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم		پاؤن پوجے تمہارے آنے کے
مژدہ تربین دیکہیو اے برق		خار و خس اپنے آشیانے کے
کہوڑ تے ہین اور کہو گئے		یہی اسلوب ہین زمانے کے
قیس کہتا تہا اپنی چاتی کہہ		صدقہ ہاتون کے اس شانے کے
یون نمایان زلف کے حلقے سے خال یار ہے	ولہ	حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم کہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی اصلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعر مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا لاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی ۱۱۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے اجین مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرا زادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گجرات کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان ۱۱۹۰ ہجری مین موت سے ہمکنار ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ راگنی کا تماشا۔ آواز باز جیگا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ ہر یکشنبہ کو جملہ احباب کو مہمانی کرتا تھا۔ آزاد نہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ من اشعارہ الفارسی

اے خوش آنمل کہ بدلدار سری پیدا کرد	صفت آنمہ کہ ہمہ صاحب نظری پیدا کرد
تا تو زہ کردہ از ما کمان ابرو	بسلم بستم مال و پری پیدا کرد
جفائے او بدل ما ہمیشہ دم سازست	بغیر شک کہ با شاہ محرم رازست
کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت	این دو صید آنرا نہ انداز یک تیر گرفت
باین شوخی صبا گر فرزہ فصل بہار آرد	گریبان چاک سازد غنچہ تصویر وار گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب ہے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ میں شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں مثنوی شریف پڑھی۔ مزاج میں صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی و خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام معنی۔ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ ہر ایک شعر کا مضمون شوخی و لطافت سے مزین۔ فصاحت و عذوبت میں شکر ریز۔ آخر آپ نے ۱۱۷۶ھ ہجری میں [illegible] انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

[illegible]	کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا
[illegible]	چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا
[illegible]	کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بیگن پلی کے جاگیرداروں مین سے تھے آپکے بزرگون نے قدیم زمانہ مین کارنمایان کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف ہین فارسی عربی و ہندی مین عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعر گوئی مین یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی و غیر طرحی لکھین اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے مدح مین کہے اور حضور مین پیش کئے۔ شہر مین آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تشریف سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت مین حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غمخوار پرور تھے۔ امیر امور و فیض گستر تھے۔ آخر ۱۲۳۷ ہجری مین عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الھندی

نہین معلوم لگی کسکی جگر مین شمشیر
آج پھر لال ہے قاتل کی کمر مین شمشیر

نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر
ہے خم گوشۂ ابرو بھی اثر مین شمشیر

خلق کی سمت سے بھاگے ہے دل وحشت دوست
جادۂ شیر ہے آہو کی نظر مین شمشیر

یہ نہین ہے مہ نو قتل عزیزان کے لئے
چرخ دون پیشہ نے باندھی ہے کمر مین شمشیر

ولہ

کیون نہو اس چشم نازک کو گران بار نظر
کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر

اس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو یہی عار نظر

شب جو نقشہ چشم مین اس شعلہ رو کا پھر گیا
اب تلک چیون موی آتش دیدہ ہے تار نظر

لگادی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین — ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بہار اس چشم مین کس شوخ کا تھا شوق نظارہ — کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرر اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تھا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تھا - اور کارہائے دست بست کو اپنی توجہ مین جلد آسان کرتا تھا - بہادری و دلاوری مین بہرہ وافر رکھتا تھا - کسی کے مقابلہ مین کبھی پس پا نہین ہوتا تھا - ہمت و جرات سے تنظیم کرکے پیش پا کر دیتا تھا - علم نجوم مین دستگاہ رکھتا تھا - سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تھا اکبر بادشاہ کا معاصر تھا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تھا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تھا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتھ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تھا - موزون الطبع تھا - کبھی کبھی شعر کہا کرتا تھا - سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنان گیر نگیرد — ظلم گوئی بلا منزل نگیرد
روا نم اشک سے دم بکوشش — مردم از غم رخ نکویت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقیر دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تھے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تھے - آپکو شعر گوئی کا شوق تھا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تھے جو کچھ موزون فرماتے تھے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اُس درجہ تہی کہ اہل زبان دیکہہ کے تعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ آپکا حافظہ تو غضب تہا اساتذہ و سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر مراثی و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تہی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدرآباد کے مراوفقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر آنکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز وہان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز و لبا تہے۔ آخر آپ اسی شہر مین ۱۲۲۵ھ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے **من ۱۰ شعراء الہندی**

ہر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہ جانا کہ ہم نہین

کامل - میر کامل برہانپوری

کامل تخلص - میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوف مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش دل و خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین ۱۱۷۰ھ ہجری مین ہشت بہشت مین رحلت فرمائے

من ۱۰ شعراء الفارسی

غنچہ چون در باغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب در چراغان رو عن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان - میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص - میر کلان نام - اورنگ آبادی المولد ہے - شریف زادہ ہے سن شعور میں شعر گوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر تمال فرخ آبادی کی خدمت میں اصلاح لیتا تھا خوش فکر و خوش مذاق تھا اکثر کلام ریختہ میں موزون کرتا تھا خوب کہتا تھا - جوان صالح و با اخلاق تھا - لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستوں میں سے تھا - سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ میں ملازم تھا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں فوت ہوا - من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تھی تمہاری ہم سے
ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے

ظلم اور سختی روا کیوں ہے کلان بزم سے
کیا کیا حق نے تمہیں پیدا جفا کے واسطے

کمتر - مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص - مرزا مغل نام - اصل مغل اورنگ آباد ہے آپکے والد ماجد عالمگیر کے زمانہ میں ہمراہ سے اورنگ آباد میں آئے - نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور میں بارپا کے ہوئے - منصب مناسب سے سرفراز ہوئے - مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے نواسہ دختر میں سے تھے - مرزا کی ولادت دکن میں ہوئی - اور اسی ملک کی آب و ہوا میں تربیت و پرورش پائی - عالم شباب میں موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تھی فارسی و تحریر و تقریر میں مستعد طالب علم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا - شعر گوئی کا شوق دلمیں پیدا ہوا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تھا - کلام شیریں و رنگین ہے - لطافت و متانت سے خالی نہیں ہے - چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں فوت ہوا - مجھے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہیں ہوئے انتہی کلامہ

من اشعار کلہ الھندی

نہو لیجو کبھی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا
چوگانا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا

ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا
کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا

مجھے اسبات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے
مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا

یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا
چہنا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا

گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک دم جا کی جہک جہک
تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ حسین ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا - قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب جمعہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہوگیا - سنہ ۱۰۸۳ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا - جو کچھ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہر چہ ہمرنگ بمعشوق بود معشوق است
نقص عشق است کہ پروائے مہتاب نسوخت

با کائنات کردم ازان دوستی کہ یار
در ہر دلے کہ جلوہ کند در دلم من است

کم گو - عبدالرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبدالرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

وستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت رکھتے تھے۔ آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا تھا اور آپکو سخنوری سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی **من کلامہ**

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما	چہ بلا ہا کہ نیامد ز فلک بر سر ما
رخصت عمر فزون ست عشق بازان را	اگر ز عمر شمارند روز ہجران را
نرگس است عیان بر سر مزار ما	سپید شد بہ بہت چشم انتظار ما
گرفتہ زخم دلم در دہن مذاق ترا	بلا تی کہ کند طفل شیر خوار گزشت
نہ عینک ست کہ بر دیدہ دارم از پیری	برائے خط جوانان دو چشم من چار ست
گاہے بگوش زندہ دلان نغمہ رسان	زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند
اشک من طالب آن نرگس جادو باشد	ہمچو طفلی کہ دوان در پئے آہو باشد
چون مزار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم	در گوشہ خمر بہ از انست سکنم
بنا زگشت جہانے بہت ستمگر من	ہنوز بر سر نازست ناز پرور من
چون سایہ ہم بہر سو روان شوی	باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی
زنجیری کہ عشق انداخت بپای من	فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت و نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے بنشو نما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھہ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوی تھی کہ وطن کی محبت کوشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ھ ہجری مین وطن مالوف کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔

طالب زہوا پرستی ہند	برگشت و ہوسے مطالک آمد
تاریخ تو جہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد

ہندوستان سے وطن مالوف مراجعت کی۔ لیکن دلمین ہندوستان کی حسرت رہنا تھی چنانچہ کہتا ہے۔

زشوق ہندزان سان چشم حسرت قفا دارم	کہ روہم گر براہ آرم نمی ہندم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن ہجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن بقشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بیائے دیگران ہم چو جرس ہی کرد ناقہ را

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹہیرا۔ پھر ہندوستان مین آیا۔ اولا دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جارہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرگ مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالبًا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہوجاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا نکرتا۔ آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا۔ اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح میں موزون کیا۔ اسمیں اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کل ذکر بھی کیا۔ قصیدہ کے شعار مندرجۂ ذیل ہیں **حھوھذہ**

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون — چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزرد بیمار غمی را — کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتم — رہے با اختر چون دشت و پیما
بچنگ راہزان افتادیم — چہ گویم تا چہا کردند بر ما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان — ہمہ در کیخ کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ زر دارند باشند — بزندان چند گہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند — کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینہا بکاوید — کہ شاید نامہ گردد ہویدا
ز بس تفتیش از ہم می کشودند — اگر در بار ما بودے مقعا
کنون در چنگ ایشان مبتلایم — نمی دانیم چارہ جز مدارا
ز بہر پاس ہندوہائے با تیغ — چو موا ایستادہ دائم بر سرما
عجب دارم کہ با این منع جاوید — چسان بے خواست آمد بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم — بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب کن سے آگرہ میں پہنچا۔ میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا۔ میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تھا۔ کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا مہمان عزیز کو عزیز سمجھتا تھا۔ میر کی وجہ سے دیگر امرا بھی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا تھا کہ شاہجہانی دربار میں

باریاب ہو جائے۔ پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا۔ اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند اور ۱۰۴۴ھ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن اگرہ مین اُسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

خجستہ مقدم نوروز غرہ شوال فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپے کے وزن مین تلوایا۔ پانچہزار پانسو روپے وزن مین ہوئے سب روپے اُسکو دئے۔ کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک و حسد سے کہتے تہے۔ خوشا حال گدشتگان کہ ہنوز ملک الشعرائی نہین تھی اور جہان سے چلے گئے۔ کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا۔ سیر چشم و سخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کر دیتا تہا۔ اپنے پاس لیکمانہ ذخیرہ نہین کرتا تہا۔ ایک وقت سلطان روم نے حضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپ اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ اسکا دیجئے۔ بادشاہ متفکر ہوا۔ اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا۔ کہ کیا جواب دینا چاہئے یا لقب کو بدلنا۔ اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھکے حضور مین پیش کیا۔ اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب زبان شکن ہے۔ حضور حضرت کا

شہ و جہان روے عدد چون زبر است شاہ را خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا۔ اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا۔ اور کلیم نے اشرفیون

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین ۔

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی ۔ صلہ وانعام وافر پایا ۔ اُس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار ہیہ کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا ۔ عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبالیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا ۔ اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے ۔ اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا رستہ اختیار کیا ۔ شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہہ کے بہت خوش ہوا ۔ اور شاہزادے کا پیار کیا ۔ اور اسکو اشرفیون مین تلوایا ۔ اور اشرفیان فقیرون پر تقسیم کین ۔ مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل ہین

بہانی گوش دل باب ہوش	یکے قصہ دارم بہن دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع	بگویم تہوا از زبان دقوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام	من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
دو دید از قضا آن دو فیل مہیب	یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی ز جا یک سر موننشد	ز راہ چنین سیل یک سو نشد
یکے نیزہ برق سان تافتہ	نظر از رگ غیرتش باختہ
ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش	کہ جست از تفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان	دگر بار در رفت آہن بہ کان

زخر طوم انداخت پیچان کمند | فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند
گرفت اسپ و شہزادہ بر پشت سوار | ز بیم آب شد زہرہ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید | چو شہبازے از خانہ زرین پرید
ہماندم کہ بر خاک پا را فشرد | روان دست جرات بشمشیر برد
علم کردہ شمشیر بر وے دوید | کزان سوئے فیل غلیشش رسید
درین سن اگر بودے افراسیاب | ہمی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیر دار | ہمی دید شاہنشہ کامگار
ازان شیر دل چون بدید آن جگر | بفرقش بفرمود گنج و گہر
نظر کردہ شاہ آفاق شاہ | بمردانگی در جہان طاق شاہ

سنہ اول جلوسی میں جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک باعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ھوھذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایہ اوست | رفعت حرمش زرتبہ پایہ اوست
باغیست کہ ہر ستون سرش سرو بلیست | کاسائش خاص و عام در سایہ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی میں ایک سفید ہاتی نامل بسرخی جو عجائب خانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف میں ایک باعی لکھی۔ صلہ و انعام سے سرفراز ہوا ھوھذا

بر فیل سفیدت کہ مبینا و گزند | شد بخت بلند ہر کہ را دید و پسند
چون شاہجہان برو بر آمد گوئی | خورشید شد از سفیدہ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیرانے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم رہی اسکا مددگار رہا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اوردونون کے سربلدہ رہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک باعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا

هو هذا

این مژدۂ فتح از پے ہم میرسیا بود　　این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از گشتن دریا سپہر اہم رفت　　گویا سہرا و حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی هو هذا

ملک بادشاہ ملک معنی　　کہ نامش سکۂ نقد سخن بود	
چنان آفاق گیرد ملک معنی　　کہ حد ملکش از قم تا دکن بود	
بجستم سال تاریخش زایام　　بگفتا او سر اہل سخن بود	

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی خوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک کے مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گانچا تا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا۔ کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف وغرہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر ہین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین مذکور سیلاب ہوگیا۔ اب تذکرہ بہاران سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکھتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت
کہ گر کشتی بموج آبی ز آسمان رفت

نجنبکی شد چنان ایام مجبور
کہ از اہل فسق شد تر دامنی دور

بشکل نان چنان مشتاق بودند
کہ نقش پای هم را می ربودند

حدیث گوشت بے نام و نشان بود
دہان گر گوشتے دید ے زبان بود

چو شکل نان جو قرص ماہ پیدا ست
ز تا شہر نظر بر آسمان کاست

نظرہا قرص مہ را کرد تاراج
بنان شب فلک هم گشت محتاج

اگر از خانہ برخاستے دود
بسان کعبہ در شہرت نشان بود

عجب نبود از تنگی حال
کہ مادر شیر بفروشد با طفال

بنوعی رعبت بر مردن فزون بود
کہ دیدار طبیبان بد شگون بود

ز بس رکھ چو فرش از مژہ افتاد
نشان از کوچہ تابوت میداد

فغان اندر دہان نوحہ گر بود
کہ در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تھا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص کہتا تھا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسوں دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہندسے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض مکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور دلمین سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سو پنچہہ نجہہ کے بیگم کے پاس بھیجا ؎

رشتہ م آب شدم آب انگشتی مبست ۔۔۔ بحرم کہ مدارو گاہ چون شکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا (بیچ بست و شکست)

مراجعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر نظر پر رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تھا۔ وطن کی محبت کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا۔ کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھکے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ میں یہان رہکے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھکے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ؎ طور معنی بود روشن از کلیم ✤ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوارق طبعہ

عزتی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا
میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا

مرگ را دشمن نے از برائے زندگی ست
میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا

ولہ

دست ہر کس بسان سبحہ بوسیدن خطاست
ہیچکس نکشود آخر عقدۂ کار مرا

نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی
خاک محنت زدۂ بودہ گل ساغر ما

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است
جیب دریدہ دامن درخون کشیدہ را

ولہ

ہر کرا ایام پیش آورد زودش برنشاند
این پشیمانی زمد و جزر دریا روش است

ولہ

اشک را در چشم از لخت جگر نتوان شناخت
طفل خود سر بود در رنگ ہمنشینان برگرفت

ولہ

حسن اگر بے پردہ باشد عشق را دیوانہ نیست
بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

ولہ

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت
زان شد پسند یار کہ عیبے نداشت

ولہ

در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند
چون نسازند پیاپے ہمہ یک رنگ خیر است

ولہ

اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت
یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت

ولہ

اے گلبن تازہ خار رجو رت
اول در پائے باغبان برفت

ولہ

کس واقف حیرانی من نیست درین بزم
کانجا کہ تو ئی دیدہ بغیرے نگران نیست

ولہ

تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ
بدار ما بر سر ای شوخ تازبانی ہست

چرا نالد بلبل که بیوفائی دهر — ولله — امان ندادکه گل خنده را تمام کند
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم — ولله — ما را که برنداشت چسان بر زمین زند
هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد — ولله — اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان — گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد
هوادار ان گروه دیگرند عاشقان دیگر — ولله — نگیرد جای بلبل کل اگر صد باغبان دارد
زرشک طایع تر دامنان دانم درین گلشن — که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد
چه خواری کز وفاداری ندیدم — ولله — کنم صد شکر کز عالم بر افتاد
کلیم از دست بیداد که نالم — بکشت من گذار شکر افتاد
کینه آگاش باعث مبتدی بر قتل ما — ولله — خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود
اگر جدا ز تو می را حلال میدانم — ولله — خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید — ولله — خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد
الفضل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم — ولله — هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد
با این دو دیده زحمت چه میتوان برد — ولله — هزار دیده نداریم صد هزار افسوس
اگرچه از فتره ریم غبار رهگذارش — ولله — بچشم من نرسد تو تیای خاکدرش
بخانه چند نشینی سری بستان کش — ولله — چو چشم خویش مه باده در گلستان کش
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست — ولله — گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو — ولله — بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم
این همسفران پشت بمقصود روانند — ولله — شاید که بما نم قدمی پیشتر افتم
خودنمائی شیوه من نیست چون دیوار باغ — ولله — گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است ... تازه ساز داغ مردم چون محرم نیستم

ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود ... نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم

قمری ریخته بالم به پناه که روم ... تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من

ز شوق شاهد معنی همیشه چو دوات ... براه عالم بالاست چشم حیرت من

مائیم کهنه دلقی و لنگیر از دو عالم ... سر چون حباب کشیده در جیب ما روپاره

معشوق خود رسال در آید بقید ضبط ... سودا سکه کشید بستان برآید

خدا کار هر کس جدا ساخته ... [illegible]

بنالم ام دل صد پاره [illegible] ... [illegible]

ز گوشهٔ [illegible] ... [illegible]

[illegible]

گیرد که [illegible]

ما خاطر [illegible]

آن زهر [illegible] ... [illegible]

سیماب [illegible] ... [illegible]

طالب نفس [illegible] ... [illegible]

تن بو یاکند [illegible] ... [illegible]

من دانه [illegible] ... [illegible]

ترا باید [illegible] ... [illegible]

هنوز اندک [illegible] ... [illegible]

گہے ابر تر و گاہے تر شح کو نہ کہ باران — بیا در چشم من بنگر ہوائے بر شکالی را
جز حرف عشق نیست سر سیر یان ما — چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما
از بار عشق گر چہ دو تا ئیم یکد لیم — از راستی دو خانہ ندارد کمان ما
پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت — ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست — او پس نگر دو ہر کہ ازین خاکدان گذشت
از دست برد حسن تو بر شکر بہار — یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت
در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت — صد بار از کنار من این کاروان گذشت
طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی — یا ہمتے کہ از سر عالم توان گذشت
در کیش ما تجرد عشقا تمام نیست — در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت
بد نامی حیات دو روزی نمود بیش — آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت
بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا — چشم از جہان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہیں صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شورانگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہویں صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہیں ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بوز دداغ جنون زیب بہار مرا — خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

زجیب خندهٔ گل صبح سربرون آورد — فروکشود کہ بندقبای یار مرا
دل خراب مراحرف غم کشد سوے مے — ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا
بنائے حیرت عشقم صفا سرشت من است — آب آئینہ کردند گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم — زپنبہ بستر و بالین بود شرار مرا

سوے آئینہ آن شیرین تکلم رو اگر آرد — ولہ — چوطوطی بال فشاند خطش برقند گویائی
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن — برنگ غنچہ ہر کس در گرہ دارد زر دارد
دل خورم کجا در نالہ آواز حزین دارد — ولہ — تنگستی شیشہ تصویر کے اندر کمین دارد
چہ عیش از جلوہ مہر جہان تاب بردارم — چو شبنم جلوہ اندر رنگ یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال — بخت ما در سایہ بال ہما خوابیدہ است
می چکد از نالہ ام خون تبسم غنچہ وار — از تکلم تا کہ یارب خرمن لب خندیدہ است
شاہد معنی سرشتہ بہر تنگ آمد — لذت بوسہ دہد مہر خموشی ما را
اکنون نمیدہد برخ سادہ روے خوش — آئینہ را نمود خطت تیرہ روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میر معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہین عالمگیری عہد مین ہمیشہ خدمات بادشاہی مین سرگرم رہتے تہے - عالمگیری عہد مین مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تہا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تہا - بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش خلق و خوش وضع سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع پسندیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی باریک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ نے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضہ سانح مین مبتلا ہوکے ۱۱۲۴ھ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد		دیوانہ ما دامن صحرا بکمر زد
بر صبح بنا گوش بتان تا نظر افتاد	ولہ	آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم		ہنگامہ مستی بہار دگر افتاد
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ		شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
خود را بروم آن تیغ جوہر خواہم زد		برائے داون جان دست و پا بسیار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاش		نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشد
چہ ستم بر قدح ز جور مینا کردم		فصل گل آمد و من توبہ بجا کردم
بار میقان ز خود رفتہ سفر دست مداد		سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم		دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بوی خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود دہد آئینہ دیدم گریستم

گوہر۔ محمد باقر خان

گوہر تخلص۔ محمد باقر خان نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان مدراس واکابر قوم نواعط سے ہین۔ نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے۔ آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا۔ قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے ؎

توان چون سرو گشتن کامیابے وضع آزادی ۔۔۔ دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُنے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا۔ چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے۔ حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ پھر وہان سے معزول ہوکے حضور مین پہنچے۔ چند ماہ کے بعد ۱۲۰۰ھ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے۔ مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے۔ آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے۔ آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے۔ نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ۔ آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے۔ من اشعارہ الفاظی

سحر کشد ناز نگہ از ریشہ ورگہای من ۔۔۔ کرد نیرنگی خنش جملہ تن مینا ترا

مکن ز گوشہ دستار زلف را بیرون ۔۔۔ ز عطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا

با بر ریشہ دوا بند سیل زاری ما ۔۔۔ نسب بہ برق رسانید بیقراری ما

چہ ریزہائے زمرد ز دیدہ می بارد ۔۔۔ کہ شیشہ دلم آنشوخ سبز رنگ شکست

ز دستگیریت اے مدآہ خورسندم ۔۔۔ کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشه هنگام عطا منت نهد بر خود ... ز خجلت شیشه آری پیش ساغر سنگون آید
همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد ... که ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چه طرفه رسم در اقلیم بی نیازی هاست ... که شاه پرور درویش التجا دارد
میتوان رفت بقربان کماندار ی او ... تیر او شیوه دلجوئی ما میداند
بچاک سینه من لعل یار میخندد ... فغان که بر گل زخم بهار میخندد
بیان نازست آن شیرین دراز خواهش قتلم ... بذوق تیغ او چون پیشکر من هم کمر بندم
چرا نازد کند مضمون بهم آورده دامانی ... عجب نبود ما قیم خورشید و دامان تری دارم
بهار آمد گلش بر عشرت خاک میخواهم ... عروس نو زعالی رو دامان تاک میخواهم
[illegible] ... چون گردباد سر بهوا سینه بر زمین

ملا محمد علی گل استرآبادی

گل تخلص ... ملا محمد علی گل استرآبادی ... ساداتِ استرآباد سے ہیں نشو و نما کے بعد وطن مالوف ... آستانہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے ... شعر و شاعری ... ہوا ... آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ میں میر مومن استرآبادی ... خدمت میں عہدہ آبادِ دکن میں وارد ہوئے ۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے ... بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور بادشاہی منصبداروں میں معزز عہدے پر ملازم کرایا ... آپ دکن میں مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے ۔ من اشعارہ الفاسی

اے شوخ ستم پروں فگار بدست	آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن ۔ شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص ۔ شیخ سعد اللہ نام ۔ برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ بسیر بن العوام صحابی رضؓ سے پہنچتا ہے ۔ آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تھا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا ۔ اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی ۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے ۔ آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما دس شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے ۔ زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات اور آگرہ و دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے ۔ پھر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے ۔ توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تھے ۔ قدسی سیرت فرشتہ صورت ۔ متدین صوم صلوٰۃ کے پابند ۔ دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے ۔

شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تھے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا ۔ اور مین نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا ۔ شاید میرزا نے دو مقام مین

میرے اشعار میں تغیر و تبدیل کی ہے۔ انتہی نقلہ

آپ عالم فاضل و منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی میں اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ میں بیان کیا کہ آپکا مزاج دارستہ بے تکلف تھا ایکبار آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر صوف کتب و نغات کا شائق تھا کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی ڈیوڑھی کے اندر کفش پائنی سے نکال کے رومال میں لپیٹ کے بغل میں لئے ہوئے مسند پر بیٹھے۔ آخر امیر نے کہا کہ آپکے پاس کیا ہے کہا امیر شائق کتب سنے پوچھا حضرت کیا ہے کشف اللغات ہے کہا سنئے کہا نہیں کشف اللغات ہے اور کہہ کے اٹھکا مکر چلدیا

[illegible] کی مطلع [illegible] ہے میان ہوئے انتہی کلامہ

[illegible] ایک لاکھ بیس ہزار [illegible] اور [illegible] ہی اندازہ ہے اور [illegible] آخر آپ پینسٹھ برس کی عمر [illegible] جمادی الاول ۱۱۴۳ ہجری [illegible] خوشگو صاحب تذکرہ نے آپکی [illegible]

	[illegible]

کنایہ بیگ مخلص نام ہے علی قلیخان والا داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے نبوسیری مشہور تہی - یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی - خوش مقال و نازک خیال تہی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا - چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی - شعرائے معاصر کے ساتہہ ہم طرح غزلین کہتی تہی - **من اشعارہ الفارسی**

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ نبالہ را	شد عصائے آہنوسی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پر خون گریبان چاک و جان بر لب	قضا را شرم می آید ز ما تا نیکہ من دارم

گہن - میر بدرالدین +

گہن تخلص - میر بدرالدین نام آپ شاہ عبدالہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی ہین - غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا - ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے - شاہ سامی سے کلام کی اصلاح لیتے تہے - معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر و گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تہے - روزمرہ و کلیات ہی موزون فرماتے تہے ہندی کا زبان سے خوب واقف تہے - خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کے جی لینے پہ دل مت کہہ	کہ وہ خود عشق گل مین خون ہوکے ہات ہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل مہندی	نہال اُسکا صنم کے پاؤن پہ سر رکہ سوتا ہے
گہن گر جوہری مین اپنے دل کو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق سبحانہ ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہند مین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو و نما بھی دلی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامہ دہر و فہامہ عصر ہوئے - شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تھے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکر پارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی - طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھ موزون فرماتے تھے وہ پسندیدہ ہوتا تھا - آپ دلی سے ہنگامہ گئے چند مدت وہان گذارے پھر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اسوقت کے شعرا مثلاً شیر خان لودھی آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش خلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چار سو روپیہ ماہوار اور پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو انکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکھا - آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع وعلیم المزاج ظریف ولطیف تھے۔ مذاق سخن ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے محفل کی زیب وزینت یاران ہم شرب کو آپکی صحبت مین لطف ومزہ آتا تھا۔ آخر آپ ۱۲۳۸ھ ہجری مین عالم آخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرے حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوز خوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا وریختہ گویون کا لکھا ہے تذکرہ نامور الوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آپ تو بات مین بگڑتے ہین — واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین
ادھر ان تیغ والے اور یک زخم — کب سے ہم زیر مین پڑے تے ہین
طرفہ یہان دیکھیے رسم صیاہی — مرغ بسمل کے پر کترتے ہین
ہمنشین زخم دلکے کچھ ٹانکے — آج تو خود بخود ادھڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی — جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پرشکن — ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ تشنگی — جون تجھ سے سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
وہ سادہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے — کس منہ سے اسے جیسے پیغام محبت
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ملک تمان مین دیکھی نہ کسی نون بہائی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار کی — قانع ہو استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے — اپنے بغیر دیکھیے ہے حالت تباہ ہے

لالہ سروبنجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص - سروبنجی رائے نام - قوم کہتری سے تھا سرکاری کچہری مین متصدی تھا فارسی مین مستعد و لائق تھا حساب سیاق مین خوب مہارت رکھتا تھا - موزون الطبع تھا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تھا خوش فکر و خوش خیال تھا شیفتہ اورنگ آبادی کے دوستون سے تھا - سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین زندہ تھا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

مولف اشعار الہندی

لالہ کے داغ دل کی سیاہی کو جوش دے — تھوڑا سا پیو پیالہ کہ نین مین خمار ہے
اگر یک نگاہ سے ابرو چڑھا نہین سکتے — مرے جبین کمان گوشہ مین جا کر خط کشین کھینچے

نجمی زبان شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے سہ

سہ تو تیغ غرب سان دم اپنا دا پسین کھینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا مین سخن سنجی و شعر گوئی مین لائق و نامی تھا - میر عبدالغفار مہربان کے دوستون مین سے تھا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکھتا تھا - سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین مانند ازنا پائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی ھو ھذہ

دل از غمزہ میرود بے خبیا از دیدن نازش — نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ سید اسعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد ہموی کے پوتے ہیں - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہیں - آپ عربی فارسی میں اچھا استعداد طالب العلم تھے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچھ موزون فرماتے ہیں خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۱۳۰ ہجری کے آخر میں ہوئی -

من شعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما — روشن چو لالہ از آتش داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشم — پر میشود ز دست تہی ایاغ ما
ہوشم از سر نمی برد آہ رسائے غریب — ولہ — موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب
نبود تاب جلوہ آئینہ را — ولہ — دل درین باب حیرتی دارد
در رہ ہجرت زبس ضعیفم کرد — ولہ — آہ صد جا نشستہ می آید
دوشم از ساغر نگاہ کسے — ولہ — ساغرے می کشیدہ ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون — آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس
شگفتہ گرد و چمان بگلشن — ولہ — گل بہار اقتدار نرگس
بجلوہ حسن خوش نگاہان — شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلے کہ جلوہ نمائے گر شبے — پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم رہ تواں برد — رفتن مگر ز خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی ہیں

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس میں وارد ہوئے اور یہاں سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستہ شعرا میں لکھا کہ مثنوی چند بدن بہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارھویں صدی کے آخر میں زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہیں لکھی۔ **من اشعارہ الفارسی**

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پرہ میزد و از دور تماشا می کرد
میچشمی کہ بسمل وار میرقصم زشمشیرش	ہوا از مرہمان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام احمد عاطف ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہیں آپکی ولادت ۱۲۳۴ھ ہجری میں مدراس میں واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی وقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کیں۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمیں پیدا ہوا۔ مولوی راقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الممالک بہادر و مدار الامر بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت میں ختم کیں اور علم طب میں حکیم حسن الدین خان و مولوی مہتمم الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیاقت

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ میں منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضوں کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس میں مصروف رہتا تھا حکمت و طب شاعری سے دلچسپی کہتا تھا۔ صاحب تالیف تصنیف تھا کہ تذکرہ شعرا مسمی بہ عالم نشتر تھا مختصر لکھا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوی من اشعار انتخاب کیا

نہان از زمانے شاید سر شوخ من ندارد	ولہ	کہ از یک تہی بیشہ گرگ باشد نہ سگ
ہرگز زدم سرد کسے گرمی نگیرد	ولہ	
شود کنج قناعت حاصل از دنیا مرا	ولہ	
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش	ولہ	
ساقی مرا ز پیر خرد کار وا نیست	ولہ	
لائق رفیض عشق چہ مسلمان چہ		
لائق حسن نگاہ او نوازش	ولہ	
سنبل آسا زپریشان خودم بہ بہ است	ولہ	
طرۂ زلفش بعارض تا پریشان شد	ولہ	
زانہ زدیدم یاد آن تمثین رسا	ولہ	
کاروبار دولت دنیا بود در پنجروز		
شد ہوادار من خاکی نشین چشم آب		
لائق افتد لخت دل ہر دانہ کہ بر زمین		

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذی استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین من اشعارہ الفارسی

دلم از داغ بستانے ست گویا | گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست رہا لک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۰ ہجری مین زندہ تہے - من اشعارہ الفارسی

شکست خورد زدستم چو گل پیالۂ ما | بغیر بوئے ندارد می دگر حوالۂ ما
شود خجل نرگس گر یاد آرد | رسم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین | رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست ما را با بتان مثل حلاوت نسبتے | یکدلے داریم و آنہم کمدار آستین

بی وجہ این تکیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص ونام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل وکمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان وسخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعرا سے بڑہا ہوا تہا۔ ظریف لطیع لطیفہ گو بذلہ سنج تہا عشق پرست وشیفتہ حسن تہا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہوگیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم وتربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ۱۱۱۱ ہجری کے شروع مین وارفانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد ومنشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد ودیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر وشاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر وخوش طبع تہا۔ مضامین تلبند وتلاش ارجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت وآبرو سے بسر کیا۔ اوجی نظیری

شعرا سے ہو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد مین وارد
ہندہوا۔ چند مدت دکن مین بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا۔
خان اعظم کے سایہ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم
کے یاران صمیم سے تھا۔ آخر ۱۰۵۲ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

تو از سنجاف داری طوق من از آهن آتشی		ببین هر تو بیرحم ست یا سرمن ست قمری
اے خواجه تو از عقل بیچون نرسی	رباعی	نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنهار مرو مرو بدنیا که اگر		صد سال فروروی بقارون نرسی
واکشائش خاطر نه از گلستانست	دله	کلید قفل دلم بره بیابانست
اے که همراه معانق زجهان می طلبی		آنقدر باش که عنقا ز سفر باز آید
خراب همت تو شد که چون گردون		گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند
ام قاصد چون برآمد غالب بن شد		مرغ روح من جواب نامه دلدار بود
حرام باد معصوم ذوق عشق اگر		بغل کشاده ورا آغوش خشتر نرود
آن خال عنبرین که نگارم برو زده		دل می برد ازان که بوجه نکو زده
کسیکه گلشن کوئے ترا وداع کند		اگر بگلهت گل برخورد صداع کند

معمر - مرزا معزالدین اصفهانی

معمر تخلص - مرزا معزالدین نام - آبکا وطن مالوف تبارزه عباس آباد اصفهان ہے
آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویه کے حضور مین خدمات جلیله و عهد هائے عمده پر کمال عزت
و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے - آپکے والد ماجد میرزا حسن جمع علوم معقول و منقول مین

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تھے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف تھے چند رسائل معقولات مین لکھے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکھی ہے۔ میرزا مغرصاحب ترجمہ کی عمر چھ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادرزادہ نادرشاہ کی خدمت مین ملازم ہوا۔ ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہوکے ۱۱۶۷ھ ہجری مین بندر ٹٹہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم ٹٹہ کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پھر وہان سے براہ خشکی بندر سورت مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا۔ پھر چند روز بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا۔ مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش آتے تھے۔ میرزا مغرصاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر شفقت اور انکی صحبت رنگین پر فریفتہ تھا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ ۱۱۸۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدۂ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

شادم زقرب و بعد کہ تا قطرہ از محیط	ولہ	دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد
یارا بکوئے وصل محبوبم دہ	رباعی	یا بیزاری زصورت خوبم دہ
یا این دل صبور از من بستان		یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدین خان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف و مکارم اخلاق مین معروف تھے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکھتے تھے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تھے - متشرع و دیندار تھے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تھے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تھے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی شعر گوئی سے دلچسپی رکھتے تھے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تھے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تھے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک وزاور رنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تھے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تھی لاینحل کا بازار گرم تھا ولم ولا کا دور چل رہا تھا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تھا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تھا - علما کی تقریر سن رہا تھا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ لاینحل کو ضرور حل کریگا - اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے مین متردد ہین بہرحال العلم نوآموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتھ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگان عالی نہایت ہی خوش ہوے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ مین یاد رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس ہی خدمت کا معاوضہ دینا نہین چاہتا ہون لیکن بمصداق اطاعت اولوالامر واجب الازم سے امید ہے کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دین کہ فردوسی کو کتب خانہ سے چند کتب خطی عنایت کرے۔ چنانچہ غفران مآب صفحہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائین۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت اکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک مین آیا۔ بھائی کے سایہ عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب وصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب تالیف و التصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہین۔ یادگار موجود ہین۔ **من کلامہ**

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	کز مہ رشک خویشتن عقد گہر پوشیم ما
کرد عکس رخ پیچ کے	نکلی ور شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید	گوہر تا جم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

برتنا بد دوش جانم خلعت زیبائے زہد
تار پود دکسوت عشقم ز موج مل کنید

برسر تربت موتد نگہ دارم رسا
مہ جبینان از نگاہم شانہ کاکل کنید

در ہوائے گیسوئش نذر موئی گشتہ ام
از برائے من عصا از رگ سنبل کنید

بکام دل مزہ آب زندگی دارد
ولہ
بتے کہ ترا زیر لب نہانی بود

ہزار شکر کہ در دل نشست ہیچو خدنگ
اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود

از بوسہ دقنش گشت نکتہ روشن
ہچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود

کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہ رویان
کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص۔ محمد علی حسین خان نام۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہیں۔ آپکی ولادت ۱۲۹۸ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ نو برس کی عمر میں تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑھیں۔ زیادہ تر قلیل میں مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی عبد اللہ کی خدمت میں ختم کیں تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ میں مصروف ہوا۔ آپکی طبیعت میں استعداد خداداد تھی۔ ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی میں ڈالدئے۔ اساتذہ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا۔ اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا۔ جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی۔ نواب یعنی ماجد صاحب نے جمعہ استاد سے مستعفی ہوا۔ آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام میں اصلاح کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد ۔ کہ کنون حاجت استاد نمادہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا۔ طبع نادر سے لآلی معانی ایجاد کرتا تہا باوجود خورد سالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا۔ خاندان نوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا۔ سات دیوان کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات اصطلاحات نقل کیا ہے۔ فقیر مولف ضعف کی وجہ سے دو ایک مسئلہ پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کی نسبت شائقان نادر الیہ۔

	اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل ز حیطہ آزاد ست مرا ۔ کہ قفس تنگ تر از چنگل صیاد ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس۔ آشیان مناسب ہے۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم ۔ از بام آسمان فلک افگند خلقت ما

اس بیت مین بجائے آسمان فقط خوشتن چاہئے۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین۔

	اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تجمل مغلوب ۔ خاک خاموش بہ از آب کہ آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب

اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے۔

مشو از نفس اہین تا توانی آرامید آنجا ایضاً کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہیئے ع کہ ہینم ایمان خواہد شدن یکسر سیدا نیجا۔

۳ مرا چو رشتہ بکتوب می توان پیچید ۔۔۔ زبسکہ دوری آن سنگدل گدخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبز خط گداخت مرا

۴ سہل باشد گر زآتش دستے فرہاد من ۔۔۔ ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے۔

ایچنین باشد گر آتش دستی فرہاد من ۔۔۔ ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے جسطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے شعار پر اعتراضات کئے ہین انکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین۔ گلدستہ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے اور اس جادو خیال کے ہم طرح کلام موزون کرکے درجہ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت نہ دی نہیں تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا۔ انتہی کلامہ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تھا۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص سخنگو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بھی منحرف ہوا۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ حضرت آگاہ نے صبر کرتے تھے اور زبان سے فرماتے تھے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تھی عزیز القلوب تھا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تھی۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد انسان سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر یا جد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ ۱۲۱۶ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہرا میلاپور متصل ہاتی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی

ع امیر الملک یا جد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کہین تخلص یا جد و کہین تخلص حسین لکہتا ہے - اور کبہی از روئے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نزد ہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی و سحر خوش و بیدل دارم

چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — کہ میدارد بملک ہنر چون من در سخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را — اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را

اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد — کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را

کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را — کہ پرز موج تبسم بود خدنگ ترا

بے اختیار گریہ مستانہ می کنم — در کف بسان شیشہ نباشد عنان ما

حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد — نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را

شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد — پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را

دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا — کہ می باشد نہان در وقت اجابت در دل شبہا

نشود نافہ وتنی از ما گرفتہ است — دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا

آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب — قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب

تا دیدہ است روئے تو ای مہر افتاب — کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

ما جدا از کف هیچگه نگذارد دامان وطن	ولہ	از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب
شاه جهان عاجزی و خاکساریم	ولہ	هیچو زمین زنقش کف پایم افسراست
کنون بعشق تو ام کار مشکل افتاده است	ولہ	که مستی و بکفت شیشهٔ دل افتاده است
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	ولہ	خانه آئینه نبود به چراغان محتاج
بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید	ولہ	از نجوم آبله در پای فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	ولہ	دود گل کرد ز آتش خورشید
چه حرف میزند آنچشم سرمه گون یارب	ولہ	که هرکه رفت به بزمش خموشی می آید
گره بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	ولہ	نگردد محو تا از دل خیال جامه زیبایش
جای اشک آب عقیق یمنی بار دوچشم	ولہ	تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نه بر بسته ام هنوز	ولہ	یارب بزنگ آئینه حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین او	ولہ	بزنگ شعلهٔ جوالہ پروانهٔ خویشم
گل رخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	ولہ	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینه واکرده چو گل مژده خوش ناز آمده	ولہ	اے منت بنده چه خوش بنده نواز آمده
گرز آتش بدلت شمع رخی زد ماجد		از چه امروز بصد سوز و گداز آمده
پے تسلیم از خط شعاعی هر سحر ماجد	ولہ	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف و محمورانه می آئی	ولہ	کجا بودی شبے ای مه از کدامی خانه می آئی
چون من از چشم نگارم نه فتادی بیچه وجه	ولہ	آخرے سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار ۔ محمد انور خان بہادر

مختار تخلص ۔ محمد انور خان بہادر نام ۔ سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے ۔ آپ

نواب والاجاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فائقیہ و فن عروض و قافیہ سے فارغ التحصیل ہوے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعر گوئی سے دلچسپی رکھتے تہے۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل بیخبری و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاگری مین بہی ملکہ تامہ رکہتے تہے۔ سادات و فقرا کے ساتہ جس عقیدت و صدق سے پیش آتے تہے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی مستکار ی دہر تہی کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع کمالات و حسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرہ ور ہے۔ آخر آپنے ۱۳۱۰ ہجری اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو حیدرآباد مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی بغل مین دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من ۲۰ شعار ۵ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را		جز رنگ بو نبست قبائل نقاب را
من نمیدانم چہ افسون خوانده در گوشش شب	ولہ	بیخود فریاد و چندان دیده گریان ما
از بس گداخت کاہش هجر تو جان ما	ولہ	چون غنچه پیچیده شده هر استخوان ما
بسکه ضعف و ناتوانی آشنایم گشته است	ولہ	جاده از بیطاقتی زنجیر پایم گشته است
رموز پیچ و تاب زلف ورا شانه میداند	ولہ	زبان نالهٔ زنجیر را دیوانه میداند
بود افتادگی آئین معراج مطالبها		بهار خاکساریهای ما را دانه میداند
نقش رخش که بود نهان و سواد چشم		از خون دیده بر در و دیوار می کشم
به نیم غمزه توانی که قتل عام کنی		نعوذ باللہ اگر غمزه را تمام کنی

معجز - غلام محی الدین

معجز تخلص - غلام محی الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت ۱۱۷۳ھ ہجری مین ہوئی - آپ سن رشد و تمیز کو پہنچکے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے - طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین مستعد کامل حاصل کی پھر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتدا نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے - چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تھے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا - نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب سیف الملک بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے - استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا - معجز صاحب جمعہ کا دن مشرب تھے - اکثر گوشہ نشین رہتے تھے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تھے - سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تھے - آپ کو مولوی با قر آگاہ سے تلمذ ہے - سخن فہم تھے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تھے - آخر ۱۲۲۹ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

بہر رنگ نغمہ بر تار نفس پیچیدم از عشقت		بجز آہے ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل ار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	دلہ	مبادا شعلۂ حسنش ہمہ برباد آبش را
گلشن بجون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست	دلہ	بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد ہیچگہی
ز لعل خویش کہ گلقند آفتابی بود

شور بیہودہ مکن بلبل نالان کہ بود
نرگس آن گل رعنا بشکر خواب ہنوز

از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند
خبر چاک کتان از دل مہتاب مپرس

دل رفت و داغ عشق تو در سینہ ام گذاشت
اینست در فراق تو ام یادگار دل

زپا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز
کہ دارد دکر دمن ہر دامن آن ماہرو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین ہمدانی کے فرزند - اور سید فخر الدین ہمدانی کے خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حسادمیر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادہ حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت میں مستفید ہوتے تھے۔ میر بھی شوق سے درس و تدریس میں مشغول رہتا تھا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ میں بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اسکے بعد سلطان
محمد قلی اسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدۂ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو لعب میں
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ سیر و شکار میں مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بے محابا کرتا تھا کسی کی روک ٹوک نہیں تھی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ رئیس رعایا کا خیرخواہ تھا
امور ریاست میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کاموں کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ انکی جان و مال کی نگرانی
میں پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے کسیکو
کسی سے شکایت نہیں تھی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس و
ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت میں ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن میں آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام میں ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کردئے تھے

سالانہ کل طائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا فریقین کے ساتھہ شیر و شکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم رکہتا تہا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت و آبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے زمانہ مین امن و امان تہا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہو جاتے تہے۔ بمصداق اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو کٹوایا۔ صاف و ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک چند جہاز مین بہروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بہی بنوا کے خالصاً لوجہ اللہ الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ ہین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ اُنہین کی اولاد بڑھتے بڑھتے غسالون کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تھے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تھے وہ بھی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذران اوقات مردہ شوی و کفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتھہ خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آیندہ بھی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بہ دائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما و فضلا اور امرا و وزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکھی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکھتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گھر گیا۔ درباری لباس اُتار ڈالا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسوقت مار ڈالا۔ سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تھا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تھے سمجھے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ۔ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچھہ کرینگے امیر مذکور کے بھائی میر موصوف کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچھہ نقش لکھہ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گھنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بھائی حسب فرمودہ میر اولاً ایک نقش ثانیاً دوسرا

نقش ثانی تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش مین امیر غائب شدہ حوض مین نمودار ہوا سب نے اُن کو حوض سے باہر نکالا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس امیر سے واقعہ پوچھا اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑکر ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین۔ مین نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تہا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکہا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتل گاہ پر لیجارہے تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیجلو پہر مجکو دربار مین واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کردو میرے سر اس بیچارے کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پہر بادشاہ نے قتل کا حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔ پہر مجھے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی۔ پہر حکم دیا دربار سے باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان پہنچادو۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے جہان حوض مین پہنچادیا۔ مین کنارہ پر نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔

حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے عالی نہین ہے
تذکرہ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب جعت انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ وہ انعام نہ وہ منصب نہ اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ہوا منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان ہین خاندان اسلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام ۱۰۳۶ھ ہجری مین اس عالم خاک کسے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعاقلی	گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان
۱۰۳۳	

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقودٍ فجئت به　　من لا نظیرله فی الناس یخلفه

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پس ماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلیٰ روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلیٰ کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی واوعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اس شخص کے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کر دی تہی عام اجازت تہی کہ سنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اسمین دفن ہوتے گئے مین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہلی مرائے زنی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب ومسکین ہین اسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر وشکر ہونا چاہیے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکھنا چاہئے۔ من عمل صالحًا فلنفسه الخ پر عمل کرنا چاہئے۔ باہم نفاق رکھنے سے ضرر اُٹھاتے ہین۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے ہین۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیه الاشاره پر اکتفا کرتے ہین۔ من اشعار الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد کہ گردد گرد دوست		امید انیم عاشق بلبل و پروانہ را
زہ پنج زلف تو پیچیدہ در سرم دوے	ولہ	کہ سوخت جان ملائک رشک مجمرما
خوشم کہ در دل من عشق مدعا نگذاشت		مرا ہوالہوسیہائے خویش و انگذاشت
چہ آفتے تو نہ انم کہ در جہان امروز		محبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت
کمینہ مرتبۂ عشق عشق مجنون ست	ولہ	مجتبے کم ازین داخل محبت نیست
یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز	ولہ	زانروی قیامت بزبانہا ہمہ فردا ست
مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت	ولہ	کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت ست
دولت وصل نجوا ہم دست داد	ولہ	آسمان در خواب گویا بودہ ست
شدم از عشق تو دیوانہ و این می باشت	ولہ	حسن پیشورتر ا عشق چنین می باشت
گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می شمش		جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می باشت
تو ہر کہ بودہ یکدم دل دا غدار دارد	ولہ	کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
اثر ملاحت او من زخم خوردہ دانم		کہ نمک فشان ہمہ شب بدلم گذار دارد
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند	ولہ	گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند
شرمندہ ام کہ غنچہ پژمردۂ دلم		با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند
شب جلوۂ او غیرت صد حور پری بود		صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد		یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن ولہ از معرکہ بیرون نتوانش بجگر می بود
زد در پر تو حسنت بدل چنان تابد ولہ کہ آفتاب جہانتاب از آسمان تابد
تو ئی کہ حسن ترا کمترین اثر امنیست کہ آفتاب تو در مغز استخوان تابد
ہر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست زان شبنمیخوانہا کہ حسنت بر گل سیراب زد
وہ صد کاروان مصر چین برباد در یکدم نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
بخود میل دلی از جانب لیلا نمیبینم آگہی خیز تا شد یاری ازیار نمیبینم
خدا را بگذری بر تربت مومن کزان مسکین بوقت جان سپردن حسرت بسیار نمیبینم
از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم ولہ ایدوست ما ترا نچو اغیار دیده ایم
صبر و سکون کجاست بملک نیاز ناز ولہ از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
معجز نار خلیل و فیض آب زندگی ولہ از دل پر آتش از چشم پر نم یاد نعیم
یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته ولہ زین کنه تا کی نفس با طاعت استغفار کن
اے صید دست و پا زده غدر گنه بخواه ولہ گستاخی بجد مست صیاد کرده
ز سینه تا رسدم بر لب و دهن نالہ ولہ هزار جا نشیند ز ضعف تن نالہ
ز نالہ بے تو همین بر لب است کز دل نیز بگوش میرسد از چاک پیرهن نالہ
بسمک لبدا و یا منک بدا بسم الله ولہ اے بیاد تو ز صدر درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
من چون شوم بنزم طرب همدم کسے ولہ دارم غم کسے که ندارد غم کسے
کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست نامحرم است هر که بود محرم کسے
گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی ولہ بغفلتے عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر		نتیجهٔ همه گردیده حسرتی عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند — این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

ولہ

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد — رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصه ما پیش رسد دوری نیست — بر عضو ضعیف درد ها میریزد

ولہ

غم نیست که دل جنون تماشی دارد — گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودائے ترا بهر دو عالم ندهد — دیوانه ما عقل معاشی دارد

ولہ

گر مرد رهی دلا ز محنت نجهی — مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی — منت نکشی ز کس و منت ننهی

ولہ

شادی نیست بنده غم ما — عالم دیگرست عالم ما
جندا عشق در ستیز بلا — اے خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست — داغ ها لائے داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ما ئیم — ملک هجران سواد اعظم ما
تهک آن دو دیده خوش نگرین هست — کم ز کوثر مگیر زمزم ما
بد بیضائے وصل گور فراق — گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن — غم ما از کجا و ما غم ما

ولہ

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را — گلستان کن بیک باران رحمت شوزاری را
شدم بیزار عمت غافل مشو از روزگار من — که من بربادشوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوسته با ناسازگاران سازگاری کن
که باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را

خماری بر خمارم میدهد گردون ز یک مستی
چه خوش بودی که دادی مستی هم هر خماری را

به تلخی جان دهد و کمتر حدیث درد گو مومن
چه غم از تلخی ناکامی ما کامگاری را

بسجده دارد دلم بر شکوه لاف صبر و طاقت را
نیارم با کمال عجز این اظهار قدرت را

ز بیم آنکه هر سو سر کشد صد شعله ز شکوه
بصد خون جگر پنهان کند دل آه حسرت را

ز خونین داغهای من فلک را داد و فهیا او
که خوش آبی دو رنگی داده گلزار محبت را

نسیم لطف جانان کم شمارد باد سحرگاهی
مدد کن تا بجوش آریم دریاهای رحمت را

چه عهدی بود عهد وصل جانان بهر جان بستن
دریغا ماند نستیم بدل قدر فرصت را

فدای رسم عادت سوز خود گردم که در عهدش
عجب پیرانه دیدم سر ای رسم و عادت را

بشربت گر ز من بیتابی سر زد بگذر
پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را

اگر انیست مومن صحبت هجران که من دیدم
به هر مژه خون خورد بیرون میا بگذار جرات را

مهربان میر عبد الغفار اورنگ آبادی

مهربان تخلص - میر عبد الغفار نام اورنگ آبادی المولد - سید صحیح النسب والحسب ہے آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے - آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام گنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے - قاضی محمد گنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے - آپکے اجداد مین تھے آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ گنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنگمیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضۂ منورہ خلد آباد
کی قضارت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد ماجد محمد شریف
المخاطب شریف اللہ خان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نکرانی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۴ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت { ولادت عبد الغفار مہربان } ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ ہجری لکھا لا اصل ہے کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولاً والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف و کاوش و سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سرآمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضۂ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہو کے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخرالدین اورنگ آبادی مذی کی صحبت مین مستفید ہوا تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب صمصام الدولہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لیکن نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدین خان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے اپنا تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علی صاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخرالدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عایم الامثال فی تجرد الامثال دو ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف ستہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری وباطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس کارناٹک مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ یا یحتاج بہی مقرر کردیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفاء ومریدین بیشمار رہے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی نسبا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ۔

مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین **من الاشعار الفارسی**

حرفے گذشت از کمر تنگ دہان ما		مو وار شد چو کلک مصور زبان ما
ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی	ولہ	بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ چنان پیدا
صبا آہستہ پا گذرد بر کوئے او افتد	ولہ	کہ ہست از چشم نازک مژگان فرش راہ آنجا
ہر زمان ہیم عتاب آلودہ چشم یار را	ولہ	بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را
پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش	ولہ	نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب
بہرہ ام دادی دشنام جمع خواہم ز نشاط	ولہ	گشت شیرازہ دلم را زر رگ جان امشب
چرا بہ پیش تو اظہار مدعا نکنم	ولہ	تو بیدماغ نہ خاطرم پریشان نیست
تا صدا از اظہار پیغامش دل ما شاد کن	ولہ	خندہ داری بلب چیزے مگر مودہ است
دل دادن از برائے گناہے گناہ ما	ولہ	دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ	ولہ	خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند	ولہ	در ربودند دل و دین مسلمانے چند
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز	ولہ	تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلائے گردش چشم تو داد دردسرم ولہ تو جام بادہ کشیدی مرا خمار آمد
دوستان شب میرود حرفے ازان گیسو کنید ولہ خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید
وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد ولہ نکہت فردوس می آید دماغم بو کنید
خنجر دست نگارین کہ قلم کردہ است ولہ در کفن بوئے حنا می آید از خونم ہنوز
مردیم و بیقراری دل نیست کم ہنوز چو گرد باد می کند این خاک دم ہنوز
مارا بآرزوئے نگاہے چہ میکشی ولہ بیرحم این مثابہ غلام حیا مباش
صدف نیم کہ با بر گہرفشان نازم بود چو آئینہ ام آبروز جوہر جوشش
می کند در دیدۂ من اشک آتش فام رقص ولہ تعمہ چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص
نہ پنداری کہ خط گل کرد بر پیراہن عارض ولہ غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض
جا فروتن می تواند یافتن بالائے چشم ولہ از خم ابروئے جانان یافتم قدر رکوع
یاد چشم و روئے او اے مہربان بس میکند ولہ از بہار نرگس و سیر چمن دارم فراغ
ما تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف ولہ گفت از خود رفتہ من ہم سرے دارم بکف
چو گل لبریز خم خون ناب ساکنی دارم ولہ شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم
بخود گفت بعالم کیست سامان چمن دارد دل صد پارۂ من در جواب آمد کہ من دارم
نیم اے مہربان در عزت از رنج سفر فارغ برنگ بوئے گل اندر غربت در وطن دارم
ندارم چارہ گر رزق از لبم چو آسیا ریزد ولہ تلاش نوکری چندانکہ می بائست من کردم
محتاج چراغے بود مشت غبارم ولہ چون کاغذ آتش زدہ خود شمع مزارم
بر سر بوح مزار ما گل نرگس نہ نہند ولہ ما شہید تیغ آنچشم خمار آلودہ ایم
بارہا دیدی و حال مہربان پرسی زمن ولہ بیمروت در شکایتہا زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خطِ منیست بلکہ کلکِ قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خطِ ریحان	
بیدماغ از سیرِ باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتارِ یارم نیستم شیدائے سرو	
اینقدر ہا دیدنِ آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بر دل گاہ گاہ	
داغم زدست آن گلِ بیرحم کاشکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے	

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصبِ جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر المخاطب بہ ظالم ورنگ آبادکا مصاحب وجلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ ہجری مین فوت ہوا

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما	
دل بہ بیداد فلک خود داده ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا ست	
جنون طرفہ دارم ہیا دگردش چشمی	ولہ	نگیرد جا بآبادی نگنجد در بیابانے	
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	ولہ	خویش را از بہر زر بیمر حمت قارون مکن	
جز ولائے شیر حق ممتاز در دل جاده		جائے گوہر سودہ الماس در معجون مکن	

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلی مین رہے تب تک سنی المذہب رہے جب وقت دلی سے لکھنو گئے اُسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تہا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ لکھنو مین مدت تک امرا متمول اہل دول کی تعریف مدح مین قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پہر لکھنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بہیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہان نہایت خوشی و خرمی سے ہنسی خوشی روانہ ہوئے پہر لکھنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چند روز قیام کرکے پنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہون گے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من ۲ اشعار ۲ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنیکا کچھہ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن — ولہ — عیسیٰ بہی جو کچھہ بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے — ولہ — گل داغ مین آج مہندی کی بوہے
مدعی عشق عبث کرتے ہین مجکو منت — ولہ — ہان یہہ سچہ مین نے کی خوبون سے تو ایک خوبی ہے
برہنہ پاہی پہرتی مجکو اُس دشت مغیلان مین — ولہ — جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے — یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

دعدے بکف نبود بجز آب دیدہ مرا — آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
پرواز اسباب کلفت شد جہان جائی نیافتم — کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست — شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا۔ کبہی ہرار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر ۱۰۳۵ ہجری مین فوت ہوا۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا۔ جو کچھہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا۔ **من اشعارہ**

بصد مئہ کہ عمت زو بسے ز جا رفتم | ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت دارد | ز ہم غلط شدہ در کوے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید | روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد در شکست | بغواصی آمد کش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ | ترا زو سے ما را ہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا - سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا - چند مراتب حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا - ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانب داری کی - مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا - اسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش | شام پیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

بگرد لعل تو خطِ منیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خطہ ریحان
بید ماغ از سیر باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدر ہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم زدست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپوری ناظم اورنگ آباد کا مصاحب وجلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین فوت ہوا

ہمن کلام

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود داده ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا ست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	ولہ	خویش را از بہر زر بیمر حمت قارون مکن
جز ولائے شیر حق ممتاز در دل جادہ		جائے گوہر سودہ الماس در معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ۱۰۶۶ھ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکہا ؎ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم اُسکا کلیات ایک لاکہ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے نخوت را بزن کشکول جم بین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالہ زار است کارم تا نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد رس با شد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان در ین چمن
نیم شبی قضا کنم نالہ عندلیب را

پیش قدت بآب دہد سرو باغ را
پیش قدت بباد سپارم چراغ را

عشقی کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانہ کشتن از گلہ اول خوش است

کجا از خواب نازان فتنہ دور قمر خیزد
مگر در دست پاکش آفتاب از فتد کہ برخیزد

دل من آتش طور ست افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمی داند

مرا از طرہ مشکین او یکتا رمی باید
ہمہ سامان کفرم شد ہمین زنار می باید

بزبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود
ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن زیاد رمئے او شد خانہ گورم
کہ نتوان سرنوشتم خواند از لوح مزار من

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بیتو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی | | ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیات

دل بے تو مرا زعمر خود دلگیرست | | وین گرسنۂ شوق تو از جان سیرست
در آمدن اے نگار تا خیر مکن | | ہر چند کہ زود تر بیائے دیرست
گر آتش دوزخم نشین گردد | ولہ | دوزخ حیران سینۂ من گردد
گر پنبۂ داغ من شود رشتۂ شمع | | ہر چند کشند باز روشن گردد
خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند | ولہ | در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر | | روز سیہ مرا دران دوختہ اند
پیوستہ ببوئے تو تمنا دارم | ولہ | دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بندست بہر یک سر موئے تو دلم | | من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ مرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برداشتہ ہوکر ہند میں وارد ہوا۔ اور بندر سورت میں سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام میں ۹۰۳ھ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت میں کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ؎ بر سپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کیں اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر صورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا۔ وہاں کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام مین کما ینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہوکر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر مین سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بھی صاحب تحفہ کے ساتھہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور مخمور تخلص لکھتے ہین شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تھا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تھا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تھا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تھا حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تھا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تھا ہم ذیل مین آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ لدھو رام خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی لیاقت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی ناخوش ہوکر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب صاحب نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ کہر اٹھے آپکی وفات سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما	کہسار را کند کمر ہی ننگ زور ما
گرفت شور جنون نم چنان گریبان را	کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف و خال و خطت	جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ہا

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب — وله — آب از عکس رخش ماله پوش است امشب
بر خاک درت سر شهان است — وله — این قطعه زمین بر آسمان است
آویزه گوش عقل گردد — حرفی که ز پاک گوهران است
در مشرب عذب خاکساران — شیرینی شهد کرشمان است
خوردم چو هما فریب دولت — این لقمه تمام استخوان است
سیلاب سرشک ما بهامون — دیوانه مطلق العنان است
تاب سخن سبک ندارم — این پنبه بگوش ما گران است
از رفتن عمر دارم افغان — فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بھی اسی زمین میں ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است — چون بو که ببرگ گل نهان است
از درد دلم مپرس آصف — رنگ رخ زرد ترجمان است
دیده میداند چها شب بهمدمی او گذشت — وله — همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت
دل آن زاری ندارد حاصل خیز از پشیمانی — ز تیر افگنده افسوس لب بام کمان دارد
از کوه گران سنگ مکافات بتر سید — با شیشه ناموس کسے کار ندارید
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد — وله — که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد
زروزان کی بخود رمانگان را کار بگشاید — گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد
بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم — وله — که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد
چرا لبریز درد دفتر ایام — وله — که خود بخود ورق این کتاب میگردد
میفریبد بازینان را بهر صورت که هست — کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشہ ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ
بر پا چو کہ نسبت بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانے
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ شاہجہان کے دربار میں منصب دار تھے شاہی کے فرزند میں آپکے والد صاحب سخن تھے - میر زاہد کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر بسیار کرتا تھا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا - اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پھر وطن مالوف روانہ ہوا - پھر آخر سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں عالم بالا کے طرف رحلت کی - **من اشعارہ الہندی**

روز ازل سے جبہے ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ

اُس بسنتی پوش کے تل پر چھڑک لہو کا رنگ
ولہ
عاشق لازم ہے اب بھگو کا سروا کیجئے

عرس کو مجنوں کے ہرنوں نے کیا ہے اتفاق
ولہ
وحشیو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہیں
آنسو تھہر ہو گیا آنکھوں کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہیں چمن میں	گلرو کی تمکنت سے بسمل تململا تے ہیں

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی میں عمدہ لیاقت و مہارت رکھتا تھا ۔ خوش الحان تھا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف میں خوب پڑھتا تھا سامعین کے دلوں پر بڑا اثر ہوتا تھا ۔ اکثر وجد میں پڑھ کتے تھے ۔ شعر گوئی میں مشق کرتا تھا جو کچھ کہتا تھا خوب و مرغوب ہوتا تھا ۔ شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمستان میں رقم فرماتے ہیں کہ مقصود فقیر سے ربط رکھتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے ۔ خوش مزاج و خوش وضع نہایت ایک کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا ۔ آخر ۱۱۹۰ھ ہجری میں فوت ہوا ۔

من الشعارا الهندی

دیکھنے سے چشم بار میں یوں کیف کی بہار	رہتا نہیں ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار میں سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور میں ۔ مشائخ برہانپور سے تھے ۔ سید صحیح النسب والحسب تھے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تھے توحید و تصوف کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے محبت و شوق الٰہی کے شراروں سے ہمہ تن سوختہ تھے ۔ دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تھے ۔ اسی جوش و ولولہ میں حقانی خیالات و ربانی مشاہدات کو موزون کرتے تھے آپکی غزلیں اور مراثے اور رباعیات و دوہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم با عمل تھے۔ لچھمی نرائن چمپتستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری مین دہرپتہ بچارنام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ ہجری مین واقع ہوئی۔

من ۲۰ شعارہ الہندی

درخت انبہ پر کوئل پکارتی	نین یو جانا پی ناک مارتی
شکل محراب مین پی کہین	سرنگون ہوا دل دوگانہ کر
پنگھٹ پہ چل دیکھ بہار ہجوم حسن	چنچل چلی ہے گھر کو لے سر پر گھڑا اٹھا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین بھی علم تھے۔ ہر علم مین علم تھے نستعلیق مین کہو جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے ہے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دارالانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگانعالی نے آپکو منصب دیوان مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام و راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۴ ہجری مین فوت ہوئے خوش خلاق و خوش طوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعارہٗ الھندی

تجھ حسن کے ہیں قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہیں حیران	خورشید ڈھال والے ماہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آباد کے باری المولد تھا۔ منشی خوشنویس و انشا پرداز میں مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ میں منشیوں میں ملازم تھا۔ خوش خلق و خوش گفتار پسندیدہ کردار و بردبار و وقار تھا۔ مزاج میں خاکساری و عاجزی بیشمار تھی دوستوں سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک کے موافق تھا شعر گوئی میں خوش فکر و باریک خیال تھا بالخصوص فارسی شعر میں بہت طرز زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکا دیوان [illegible] میں طبع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا صرف چند اشعار [illegible] من اشعارہٗ الھندی

[illegible]	چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے [illegible]	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح میں ایک غزل لکھی ہے ہم غزل میں سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہیں تاکہ ناظرین مستفید ہوں۔ ؎

تشنہ لب ہوں شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گھڑی تو قسم نکھا جھوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر
زر زری کے جناب کی سوگند

بے سخن ہون تیرا دہن دیکھے
یار حاضر جواب کی سوگند

دور کر اب حجاب کو اپنے
چادر ماہتاب کی سوگند

دل صاحب ہے کیا پریشان آج
زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور اسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے۔ آپ بھی خدمت
اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پہر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور
مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا پھر دنیا مین مدت العمر کامل
و فقیر واصل آگاہ۔ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے۔ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے
رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے۔ طبیعت آزادی و بے پروائی سے بھری ہے۔ آپ
افسوس اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور مین۔ باقی اشعار کا پتا نہین شاید
احتیاط نہ ہونے سے ملف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال ۱۰۲۰ھ مین ہوا

من اشعارہ العذب

ہم نے جانا تھا کہ دلدار ہمارا ہوگا
جو نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوگا

رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا
اُنکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوگا

مبتلا۔ الف خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الف خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راستہ مین
چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین بسکخرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو
آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی
وضع خوش طبع تہا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آبشار رنگین لغت
سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر مصنفون مین منسلک اصفہانی جان نثارون مین مشہور تہا
لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ خانصاحب نقیر سے متوسط غلام محمد خان انور
ملے اور رسم اظہار محبت کو قائم کیا کبہی کبہی غریخانہ پر مرحمت فرماتے تہے نیک مرد و عزیز
ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکہے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ
۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہے۔ شعرا اور گلشن سخن کے نہال عارف خان عاجز و شاہ سراج الدین
سراج و غلام قادر سامی و میر زاہد بلگرامی حیرت کے معاصر تہا۔ آخر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین
عالم قدس کا مسافر ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

دن ہجر کا کیون کر کٹے مشکل ہے رات	کہہ دو ذرا غبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتی ہے اسکی صفحہ میں میری جان	مشوخ دیکہتا ہے سر سیج کے چیر الٹ پٹا
ظاہر میں عشق حسن مین تباہی دیتا ہے	کتنے ہزار جور کئے ہم نے دعا دیا
نہین آرام تم بن ہمدمی کے ان نشستون کو	کہو تو بلا کر شوخ اپنے خوار و حشیون کو
کہا ہے گل نے بلبل سے کہ تو کیون زار روتا ہے	دیا ہے ان دنون مین دل آزار بیطرح
دلکو خوش آتی ہے بہت دلبر کی ادا مین بہولیان	غیر کو دشنام سے کہتا ہے ہمپر بولیان
غنچہ و گل خو نہین آراستہ ہوئی گلشن مین صبح	قدرتین ہیر کی انگشتون سے جب ہم بہولیان
داغ دل دیکہ یہہ بلبل کی نہ عرضین مانیان	شوخ لالہ کس سے سنکے ہو یہہ فرمانیان

کوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے | تجھے غمخواری نہوے بن اور آزاری کرے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تھا صغر سنی ہی سے شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تھا۔ روز بروز بڑھتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے دلدادہ تھے۔ مرزا محوری بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتے تھے۔ مرزا کا دوست و غمخوار تھا۔ ۱۲۱۰ھ میں فوت ہوا۔

غم و رہین عشق کی بیداد ہے | یاں شہر میں ہر دل کا یہی روداد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن | مرغ کو گلشن نظر کنعان کا زنداں ہے
حشر تک ہرگز نہ بھولیں گے کبھو | ظلم تیرے ہم کو کالا یار ہے
خاک ہونا کیمیائی عشق کی | پارہ جیسا دل ہوا بیتاب ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطا | موج نقش بوریا سے موج بحر ہے
جوں صبا یکدم خراشی کر نہ تجھ بن اے حزیں | ہے گریباں یاں گل صد چاک گلشن ہے
دیکھ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزاں | خار بیاباں کر کیا ہے اور بیاباں خار ہے
سوز دل سے آہ کی بھڑکے ہے ہاں رنج سہی | خرقہ پشمینہ پر کی جلا دوں تو سہی
ریش قاضی افسر بنا ہے جیوں بال ہما | ریش زاہد تخت طاؤس بنا دوں تو سہی
ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کیا فس آخر ہیں | اس بہانے اسکے میں دارو پلا دوں تو سہی
پڑہ نماز یار باہر وقت رندوں کو نہ چھیڑ | تجکو اے زاہد بڑائی کیا بڑی ہی نہ چھیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب | رند واں ہی کے تیرے دیوے لا کے ہی نہ چھیڑ

یہ دل یہ آشفتہ آہوں کے ترانے جب جرسے	ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرز اپڑے
قبر میں جو کوئی سو ہیں آزاد اور آزاد وقید	تم یہاں پر وہ زمین او ہیں کیچڑ میں گرے

مرزا۔ مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص۔ مرزا محمدی بیگ نام۔ امروہہ گاؤں اصلی وطن ہے منصبداروں میں ملازم تھے۔ فن شعر کو کمال میں سمجھ رکھتا تھا اور سخن گوئی میں کمال رکھتا تھا۔ سلیم الطبع و مہیم المزاج تھا سخن گفتن کی شائستہ ہندی کرتا تھا۔ تازہ خیالی و پاکیزہ معانی سے دلوں کو تسخیر کر لیتا تھا۔ کلام ہندی میں صاحب دیوان ہے فارسی میں کہتے تھے مگر بہت ہی کم۔ ہمکو [illegible] من اشعارہ الہندی

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

مقدس۔ محمد جان الہ آبادی

مقدس تخلص۔ محمد جان نام۔ وطن مقدس الہ آباد کے رہنے والے۔ شاہ برہان الدین غریب کے مجاوروں میں سے تھے۔ مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہیں تھے مگر فی استعداد صاحب سواد تھے۔ شعر ہندی و فارسی میں مشق کرتے تھے۔ میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ شعر خوب کہتا تھا ہم عمروں میں بڑا ہوا تھا۔ ۱۱۷۵ھ ہجری میں زندہ تھا ۱۱۷۶ھ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا۔ سنجیدہ مزاج و خوش طبع تھا۔ من اشعارہ الہندی

دلسین عزلت مین می حدت کو پیدا کیجئے	خم مین رکھہ یہہ دانہ انگور صہبا کیجئے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو	دیدہ عالم مین میرے کی طرح جا کیجئے

مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی المولد ہے - کتب درسیہ علوم متداولہ تحصیل و مستعد تہا پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کثرت سے کتابت اور بازار گرمی سے پیدا کرتا تہا - آپکی گذران اوقات تجارت پر تہی - شعر گوئی کا شوق تہا - اوقات شوق سخن مین صرف کرتا تہا - خوش کلام و شیرین سخن تہا - آپکا کلام دشمنیت سے خالی نہین ہوتا تہا - آپکا انتقال ۱۱۶۹ھ ہجری مین ہوا - مرزا سعادت الہندی

عبث ہمکو سخن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی کسیکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ دیتے ہے جب	تمہین یارو کہین بہات کا کچہ بات پاتا ہے

محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص - محمد ماہ نام - آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار کے [illegible] مین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین کے [illegible] شاہ صاحب [illegible] مشائخ دکن سے ہین - نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین [illegible] صوبہ داری سے ممتاز تہے - مدت تک برار مین بہادری شجاعت سے کام [illegible] کوکہنہ کے جنگ مین صوبہ مذکور ۱۱۵۰ھ ہجری مین شہید ہوئے - محرم کے [illegible] بہائی باپ کے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے ہے - محرم منصبدار تہے - جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا ۱۱۶۶ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ (الہندی)

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا
بجا ہیگا کہ کوئی فرش رہ مخمل جان ہوئے

شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کیجے

صفائی آئینہ ہیگا اسکے عکس عالی کا
[illegible]

[illegible]

مراد۔ میر [illegible]

مراد تخلص۔ [illegible] آپکی [illegible] نصیر آباد [illegible] دخول فکر [illegible] ہوگیا آپ [illegible] حاضر ہوئے [illegible] حال پر [illegible] اس جہان [illegible]

اپنا واسطہ [illegible]

خوب نہوں [illegible]

[illegible] سیر گلستان کیجے
[illegible]

کیجئے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا
بے تکلف سیر باغ کوئے جانان کیجئے

آخرش ملک عدم کو یہاں سے جانا ہے ضرور
بیٹھئے بیفکر کیا چلنے کا سامان کیجئے

مہندی۔ میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص۔ میر مرتضیٰ نام۔ سید صحیح النسب ہے۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ ابتدائے جوانی مین نشو و نما پایا۔ ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کرلی۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا۔ تلاش فکر کی معنی آفرینی سے نوادر صورتین پیدا کرتا تھا۔ سرکار بندگانعالی کے قصیدون مین تھا۔ بعضے تذکرہ نویس لکھتے ہین کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ مہندی ۱۱۷۰ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکھی۔ (مہندی شہید شد) اب یہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون (انتہی کلامہ من انشاء سراج الدین)

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین ہیدادی کی
گل نے اپنا ہاتھ چاک گریبان تک نہین سیا

خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین
[illegible]

تجھ رنگیلے لب کے پیتے نے خواہش پیچ دل
[illegible]

نان داغ دل ہمارا آب آنکھون کا سرشک
[illegible]

بوجھتے ہین پشم کر فرش تجمل خاکسار
[illegible]

چار دن بچھڑا سجن سے پھر قیامت آگئی
[illegible]

ہے کسی مہ کا تاب دیدہ ہوا
یون جو آئینہ اب دیدہ ہوا

گرم جوشی سی خورشید تقاضے نکل
ہو گئی صبح دم سرد کے بہرتے بہرتے

کرے ہے آج چشم غزالیان روشن آئینہ	ولہ	ہوا ہے اُسکے عکس رُو سے رشک گلشن آئینہ
کدھر جاویگا وہ تیر نگہ سینے ستی اُس کے		پھر آیا ہے گرچہ جوہر ون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نبہائین	ولہ	بانکی بھوان چڑا کر تیر جبھی کرین نگاہین

مستعد۔ آقا صابا

مستعد تخلص۔ آقا صابا نام۔ آپکا اصلی وطن ری تہا۔ آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب مہمان نواز و غریب پرور تہے۔ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگا نعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگا نعالی آصفجاہ دلی روانہ ہوئے۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے۔ نواب شہید کی توجہ و عنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے۔ عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکھتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے۔ باجے راو کی لڑائی مین سرسواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی — شمشیر خویش را دہ سید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہونگے۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرایف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھ ہوا مگر مفید نہین ہوا اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہوگیا ہے۔ من مجموعۃ الشعراء الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن
تمرد طرز فرقت سخت جانی را تماشا کن

گلشن بے رخت گر سایہ گل بر سرم افتد
بپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن

بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی
زدور غافل در آ این جہانی را تماشا کن

زرنگ شک گلگونی رخ زردم رجز ای گل
بہار زندگی ہنگر جوانی را تماشا کن

گذاری کن بمن اے ابر نیسان کز مم انگہ
بہ بحر بین دو چشم ارغوانی را تماشا کن

بیا یکدم بہزم مستعد اے غنچہ خندان
بخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص ۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کا شغری کے ہاتھ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر بنگالہ گئے

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کر دیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میاں مبارک بھی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع اشتی متعلقہ برار مین تھے۔ اور اشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر فضل قاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی اشتی مین مدفون ہوئے **من الشعارہ**

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار و فراقت زدہ ام ہیلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہ ہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون - رائے مدن سنگھ

موزون تخلص - رائے مدن سنگھ نام آپ قوم کایتھ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبہ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تھا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ ہوکر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگھ مدن سنگھ کے والد نواب غازالدین خان بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اولاً دارالانشا مین میر منشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزاری منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوئے

اور رائے مدن سنگھ نواب آصفجاہ کی سرکار میں مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تھا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفیٰ نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپ کے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست میں مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ ناکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقوں کے اپنے قلعہ سے باہر نکلے اُنہیں زخموں کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر میں ۱۲۱۹ھ ہجری میں اس جہان فانی سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذہن استعداد صاحب ہوا تھا شعر بھی [illegible] نظام علی شہید زمانہ تھا۔ اشعار پروازی میں بے نظیر [illegible] آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تھا [illegible] شہید کے دربار میں مقرب و مکرم تھا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح میں لکھا تھا ہم وہ قصیدہ [illegible] کرتے ہیں۔ آپ صاحب دیوان تھے افسوس مولف فقیر کو کلام دیوان نہیں ملا [illegible] منتخب ملے ہیں وہ بھی ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں

من شعار الفقیر

گرد گلشن جلوہ رنگین یار آئینہ را	[illegible]
روش قد تو دیدند کہ دارند ز سرو	دایم انگشت ندامت بلب خود جویا ما
شب کہ یاد ما ہروئے در دل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت
ہیچ کس نند غم دگان شکوہ فلک	مور را چہ فتہاست کہ در چشم ما نیست
لب اگر در ین محفل تبسم آشنا گردد	دل از ما بوئے گل ستی ز می آب گہر گیرد
از اخگر و سپند پیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم
روکش آفتاب می بینم

بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام
سرمه گون پرتو مهتاب شد و در بامم

سخت حیرانم چسان بر سن گوار اکرده
حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن

زسر کوئے تو رفت آئینه ترسان ترسان
چیده گل از چمن حسن تو دامان دامان

میکند صید خود این کج کلهان را آسان
آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بمدح یگانه نخست فرسوده
که حسن هر حرف او ست وشن آخوند همچو شمع گوهر

نوید نصرت حرف الف سپرده بحر گوشم
کز خم زلفین چوگل نماید مثال سلطان فیض گستر

برائے تحریر من مقدمان عطارد مهر سیما
گرفته نامه بیاض نسرین رقم چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیده خطم چو شام هجران پرکس
ز مشک ناب فرو داکرده مخمر آب کوثر

دبیر گردون اگر بدیوان چو نامه فلک خوانم
بدو ق خواهد قصیده من گهر فشاند ز عقده اختر

زهے جوان ستان و ظفر نصیب فلک شکوه زمانه داور
جهان ستان و ظفر نصیب فلک شکوه زمانه داور

بعهد کسری اگر بدوران چو نام جم همچو دا نم
بخت سعد و رهنم برتر بقصر قیصر بدل سکندر

برائے نظم امور گیتی بود موافق اگر چه دانش
هر آنچه آرد قضا بامضا مطابق هر آنچه دارد قدر مقدر

ز رشک چوگان سنما چو عالم چو اسکندر سخت جنبش
لبش چو عیسی بدش چو موسی حشم چو یوسف چو حیدر

چرا نبالد جهان بدوش که حرف عالیست همت
چرا نباشد جهان بعهدش که جرم بخشش است بنده پرور

چرا نباشد غنی و مسکین بدولت عیش محفل آرا
که دور او هست راحت افزا بهنرم چو دور ساغر

کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون
که پیر گردون پیش رشش بود بسبق خوان چو طفل اصغر

ز ذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی
بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا یمیر

مسرت - شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص - شیخ وزیر علی نام شہر فارد تی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق وفائق تہا - حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد - سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا - مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا - بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے - چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کی آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان روتے تہے - محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے - **من ۲ اشعار**

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نرگس کہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

مرہون - مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص - مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل تہے - آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوئے - شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا - میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے - جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے - میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے - خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی - مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندولال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تھے۔ اہل دکن کے ساتھہ مثل شیر و شکر تھے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تھے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ

پھر آرزوئے دل کو حرماں نے خون کیا ہے	گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا
جز ایک نگاہ خشم کبھی اُسکی خو نہین	قسمت تو دیکھہ یہہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دلہوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو و نما یہی و مین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن کو فوقہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تھی۔ صفائی طبیعت و روشن فکری سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکھنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعرا لکھنو کو طبیعت کے جوہر دکھانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تھا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تھا۔ آپ مدت تک لکھنو مین رہے۔ پھر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چندا جی کی خانقاہ مین فروکش ہوئے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تھے وہ بھی آپکے شاگرد تھے۔ آپکی عمر قریب سو برس کی تھی۔ آخر اسی شہر مین سنہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔

آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر۔ چہرہ کشادہ کو چشم تھے۔ **من اشعارہ** ؎

جسکو چتون تیری بیکی نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کئی بیر کیے کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی رو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شہاری کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تھا۔ اور شعر گوئی مین بھی فائق تھا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تھا۔ صاحب مروت و الفت تھا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتھہ ملتا تھا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکھا چند روز قیام کرکے حیدر آباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تھے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تھا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطر داری و مدارا کی۔ اور بہت کچھہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود ۱۰۷۰ھ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ با دوستان آری	الٰہی تیرگی بخشد کسونی آفتابت را

میرک ۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص ۔ میرک معین نام ۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے ۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو نما ہوا ۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے ۔ طبیعت مین نہایت متانت تھی شعر گوئی مین مشہور و معروف تھے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے ۔ خدمتمین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا ۔ بادشاہ کی خدمت مین بار یافت حاصل کی ۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت رکھتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی بمنصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال فارغ البال رہے آخر ۱۰۷۰ھ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد مین فوت ہوئے ۔ من اشعارہ الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا بمردم می کند		یافت ہر کس دوستی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل	ولہ	تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
با کسے یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان ز ہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		با عشت با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تہا - صاحب علم و فضل تہا - انشا پردازی وعبارت نویسی مین بے نظیر تہا - منشی و شاعر نظم و نثر تہا - شعر خوب کہتا تہا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تہا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تہا - کلام کے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمد نگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین ارباب دمنصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی وخرمی سے بسر کرتا تہا آخر ۹۷۲ھ ہجری مین فوت ہوا - احمد نگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ برزمین کہ از ہر سو	برگذار تو دلہا چو اخگر افتادہ است

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولد مدراسی مسکن حیدرآبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفا خانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور ہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتہہ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچہی استعداد و مہارت رکہتے ہین شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی وصفی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ ہے - آپ وصفی کے تلامذہ مین رشید و لائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین - آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی - ادام اللہ بقاہ - **من اشعارہ الھندی**

تہام کر دل وہ بہی روئین ایکبار اتنا تو ہو
میرے نالونہین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر جہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
آنکہ سے ٹپکی محبت دلمین پیار اتنا تو ہو

نالہ آتش فشان کبتک یہہ ہنڈی گرمیان
جل بجہے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا
اُن کے دلمین جاکے آؤن اختیار اتنا تو ہو

معنی لاتقنطوا سمجہا دو آکر خواب مین
بہر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ اُدہر بیخود رہے اور مین اِدہر بیخود رہون
لطف اے مائل ہم بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی - محمد مظفر الدین حیدرآبادی

معلی تخلص - محمد مظفر الدین نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے - اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے - ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی - معلی کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی - عالم شباب مین فارسی عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے - فی الحال آپکی عمر قریب ساٹہہ برس کی ہے - سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی اردو دونون زبانون مین کہتے ہین - کلام درست و صاف ہے - اب آپ شادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبا اس فن کے آپکے شاگرد ہین - ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے - **من اشعارہ الھندی**

دل سے وہیان اُس شوخ کا جاتا نہین — غیر کا ہرگز خیال آتا نہین
ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا — دوسرا کوئی نظر آتا نہین
ہے جرم گنہگاری کا خوف — ورنہ مین مرنے سے گھبراتا نہین
اسقدر محو جمال یار ہون — مجکو اپنا بھی خیال آتا نہین
چال کچھہ غیر نے چلکر ہے بچھائی شطرنج — آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

ولہ

موزون۔ خواجہ قلیخان

موزون تخلص۔ خواجہ قلیخان نام۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب۔ آپکے والد ماجد ترکمان شرفار توران سے تھے۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تھے۔ ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے بتقریب سفارت آئے۔ اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولہارس خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بھیجا۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام مواحق و توابع اپنے بڑے بھائی کے پاس آیا۔ خواجہ قلی خان مذکور اسوقت ایک سالہ عمر رکھتا تھا۔ بچہ شیر خوار تھا بیگلر بیگی نے سادات بارہ کی توجہ سے اٹاوہ کی قلعداری و فوجداری پر حشمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجہ قلیخان بھی بھائی کے ہمراہ تھا۔ چند سال کے بعد آپکا بھائی عارضہ جنون سے فوت ہوا۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورش کا بوجھ سر پر آیا عالم شباب مین تھا ۱۱۳۶ھ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونے کے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے راستہ مین خواجہ قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کر کے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ کہرکون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبھی گلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امرا نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قاسم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال جستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جلگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا۔ آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر ۱۱۷۰ھ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت محبت سے پیرہا تہہ کہتے تھے۔

قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجہ فلیخان مہورون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تھا۔ شعر گوئی مین بھی لیاقت سلیقہ رکھتا تھا۔ ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تھا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی بر فروز از برق وحدت شمع جانم را	بہ رنگ شعلہ گرم سیر شو قت کن روانم را
بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن	ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را
تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا	توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن
زسوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را

زبس خو کرده است از جوئے وحدت گلبن طبعم
نسازد فرق گل از برگ گل برگ خزانم را

دلم همچو صدف دارد امید قطره از جودت
گهرافشان زجود خویش کن یارب بانم را

زپندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون
چو نے دمساز کن با نغمه پردازی نانم را

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده رازانجا
چو شمع آرائش دل گل کند سوز و گدازانجا

جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم
که جز چاک گریبانم نشد کس چاره سازانجا

به پیش چشم مست نیست کارم جز سبو دائم
چو مینا می کنم در عین مستیها نمازانجا

بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب
بچشمم هر گیاهے می نماید سرو نازانجا

زسوز شمع آید نکهت مشک ختن هر دم
اگر گویم سخن امشب ازان زلف دراز انجا

زیکرنگان عشقش زاهد از مشرب چه میپرسی
میان مسجد و میخانه جز وحدت نمیبازانجا

براه عشق همنشین بیکزبان بے چشم و رو موزون
چو شمع از کف مده سررشته سوز و گدازانجا

زبس دارد صفا از جوش حسنش بزم امشب
بجائے اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش زبس از خویشتن رفتم
چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسارش که دارد گرم پروازم
که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم ست بهر سوختن آهم
نمیدانم هوائے کیست یارب در سرم امشب

نمیدانم بسینه آتش روئے که شد داغم
که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

زبس یاد بناگوشش هم آغوش خیالم شد
توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من
زبس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

زبس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او
بزنگ غنچه می ماند قبائے احگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ و بگرم از مشت

ملا عبد القیوم

ملا تخلص - عبد القیوم نام. تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ مین ایک بزرگ شیخ سلطان ناصر خان فاروقی کے عہد مین بلدۂ برہانپور مین آئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے۔ طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر و فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے۔ آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین۔ اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعد و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے۔ اور کبھی ہنستے تھے۔ آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے۔ شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف اور بزرگی اور شیخوخت مین معروف تھے۔ آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہی کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لاجاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف ہین آپکا حال بھی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبدالباسط عشق تخلص ہین آپکا ذکر خیر بھی ردیف عین مین لکھا گیا ہے۔ ملا عبدالقیوم صاحب ترجمہ حضرت عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصرالدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب فائق تھے طب یونانی کے ساتھ ڈاکٹری مین بھی مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تھا۔ ہندو مسلمان سے حسن سلوک برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی کے ساتھ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا مین باپ کے ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہندو دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کرڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور آپ موزون الطبع تھے۔ شعروشاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علیضا صاحب شوستری سناد الملک طوبی کی خدمت میں مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپکا کلام شستہ وپاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام میں بابہ الامتیاز نہیں ہوتا ہے جو کچھ موزون فرماتے ہیں مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق وپسندیدہ سیر تھے۔ دوست نواز وغریب پرور تھے امیر وفقیر آپکی نظر میں مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ مہمان دوست واردین وصادرین کی نہایت ہی خاطرداری مدارات کرتے تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح وشام آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام رہتے تھے۔ آپنے تابمرگ مہمانداری وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردی قوم میں بے نظیر تھے۔ درم سے قلم سے زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہیں فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین ومددگار رہتے تھے اور ہر ایک کے لئے سعی وکوشش میں کوتاہی نہیں جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد آپکی سفارش وسعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ شبانہ روز قوم کی خدمت وسرپرستی میں کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی وغمخواری قدرۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے میں جسقدر محنت وجانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدی اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندھ سندھ سے گجرات وغیرہ ممالک میں سفر کیا۔ تابمرگ چندہ جمع کرنے میں مصروف رہے۔ افسوس کہ ملاصاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس چندۂ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔
آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست
ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے
بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے
چار سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھ
وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ ہجری مین فوت ہوئے
حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی
بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی
عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے
آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے
اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات و ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت
خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین
موزون کیا تبرکا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بیا و زلف و رخ آن نگار گرید و خندد
مریض عشق بلیل و نہار گرید و خندد

چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و ہم دوست
مرا بہ بیند و بے اختیار گرید و خندد

نشان گریۂ خونیست خندۂ عاشق را
ببین صراحی مے آشکار گرید و خندد

چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند
عبث بزندگی مستعار گرید و خندد

دہان خندہ بگو ہم یا کہ دیدۂ خونبار
جراحت نظر دل شکار گرید و خندد

در حریم وصل و دامان اگر پیچیده ام	ولہ	دامن حشر است بنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام از خورشید روی		آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او همچون سیه مارے که باشد شعله دم		می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر درش ملا بشکل حلقه بیرون در		سر بسر تا پا پا تا بسر پیچیده ام
آنکه رازست زنگرد باز تقدیر ست من	ولہ	وانکه بازست نه بیند چشم تصویر ست من
از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست		گر ازین تدبیر نا ید کار تقدیر ست و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او		نے همین خورشید و مه حیران تنویر ست من
افتادگی مقابل خصمم زبون مدان	ولہ	چون شیر در کمین و یم سینه بر زمین
گران رقیب کرده جدایم از و چه باک		شیطان و آرمنده پے کینه بر زمین
ملا حکایت دل و جان دادنت بیاد		ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بجلال به که دختر بجلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام		جاهل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده ای خیام		دختر البته بر تو گردیده حرام
از آتش فرقت تو ای سیمین تن	ولہ	سر تا قدم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاؤس بباغ حسرت		صد دیده انتظار و اگشته ز تن
مینا آسا ز سر بلندان باشی	ولہ	چون باده بکام مستمندان باشی
ای گلبن امید بباغ جاوید		چون گل بفشانی ز رخندان باشی

قصیدهٔ غرا بجواب طوبی تقریب سالگره بندگانی طاب ثراه

شود چو زلف گرہ گیر تو بحال گرہ
مسلسل است ز خال تو در خیال گرہ

بروئے خال چو از موی میزنی گرہے
فتد بسلسلہ مویہ ام ز خال گرہ

خیال خال گرہ میزند بہر دل صاف
چنانکہ بلبلہ بستہ است بر زلال گرہ

چو دام زلف بچینی بگرد دانۂ خال
کبوتر دل ما را زنی بہ بال گرہ

تو شحنۂ و عسسے وز دو خال رایہ ہمین
کہ بر زنی ہمہ بر گردن رجال گرہ

گرہ بزلف دہی تا کہ تاب نکشاید
چنانکہ بستہ شود بر سر عقال گرہ

بکار و بار دل خلق تا گرہ زدۂ
فتد تبار تو از صنع لایزال گرہ

دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن
ازین چہ حیلہ بندی بران غزال گرہ

از انکہ آہوے چشمت چرد نہ سبزۂ خط
نہادۂ ہمہ از خوف انتقال گرہ

گرہ فتد بدلم زان دو زلف پر چینت
چنان بر آب زند جنبش شمال گرہ

رخ تو گنج صفت زلف پر شکن بر تست
چو از دریکہ ہمی بر زند بال گرہ

چو آفتاب جمال تو سر نہد یا قول
زنی بزلف گرہ گیر بر جمال گرہ

بہر گرہ کہ ببندی کشودہ عقدۂ دل
بلے بہ بست و کشاد دل ست وال گرہ

ز بستن تو کشاید درے ہ خستہ دلان
جز انست کہ بستہ بر ینگونہ محال گرہ

ز مشکسائی ہر عقدہ ات مگر ایزلف
بخون خشک زند نافۂ غزال گرہ

بسان سلک دری بہم بود بنظم
چگونہ بستہ ایزلف ز اعتدال گرہ

ولے بہر گرہ زلف تو بدان ماند
کہ غنچہ بہ بر شاخ و بر نہال گرہ

ز بسکہ بر سر مویت گرہ زنی بگرہ
ہمارہ روز و شبت مست اشتغال گرہ

گرہ زدہ بگرہ از برائے آنکہ دلے
نریزد از گرہ و زد با حتمال گرہ

از انکه وعده فراموش میکنی زلفت
همیزند همه بر وعده وصال گره

از انکه دور و تسلسل محال میداند
عقول فلسفیان زن باعتقال گره

سرین تو و دو جبال و میان تو یک موئے
چه معجزست بیک موئے بر جبال گره

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد
چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره

چو رشتهٔ گره سال شه بسے اے سرو
زنے بکاکل خود هم علی التوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره اے زلف
مگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی
ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه
ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه
مگر چو صفر عدد بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال
ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لالی بسیار
ببد سگال تو افتد در انتسال گره

شها ببر و تو کان ذو فقوس اوادنی است
مباد هیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل دشمنت کند مثال
همی فتد بتو الی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته
سر عدوی تو گردیده بر نصال گره

ز انکه سفته سنان تو بند بند عدو
پدید گشته ز سر تا بپائے نال گره

حباب لجه هیجا مفارق اعدا
سمند تست نهنگش بهال و یال گره

ز سهم رمح تو دشمن مگر گسسته شود
چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

مگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو
دیا که بسته باطراف او خبال گره

اگر عدوے گره بر همی برد گر هے
ز لابزلل نیفتد بلا زوال گره

هلال تا کرکاب تو گردد از سر شوق
بزیر آید و گردید بر دو دال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است
ز بدره پرزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاه بود با کشاده پیشانی
نزوز چین بجبین یار بُرد لال گره

کشود نامه و بشگفت غنچه از خلقت
بهیچ شئے نپسندد بهیچ حال گره

گره نماند بجائے بغیر قلب عدو
ازانکه هست همه دال بر دلال گره

بسی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره

نسیم حکم تو زلف بتان پریشان کرد
ازانکه بسته بدلها باحتفال گره

بخصلتش نزپسندی گره زان بشناس
که عادلان نه پسندند بر فعال گره

ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم
بار سنجال زدستند بر رحال گره

رحال را میرشت جمال می بندند
چنان چو هیچ حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زرد طوق گوهرش بخشی
بدوز پوز نه بسته است بر نعال گره

بصره های زر و سیم چون گره بزنند
کشاده زسر شان نواز نوال گره

گر نوال تو ملاح همچو بازرگان
نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی ریزند
قتاد بر دهن سائل سوال گره

چنان یراق دهی با سراقیان براق
ز تنگهائے زرین بسته بر جلال گره

موظفم بمدیح تو در دکن شاها
همیشه داده کمر را باعتمال گره

چو نیست هیچ کسے تا که قدر من داند
زدم بدامن عزلت باعتزال گره

رسد بخاک نشینان ز رشحت ابر فیض
ز قطرهائے سحاب است بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو
نہ از مقال کہ گرد لب سوال گرہ

چنان دہم ز گرہہائے کار خود بتو عرض
فتد چو در گرہم ہے منال و مال گرہ

مرا ز چشم وفا نیز این اشارہ رسد
کہ در وجود و عدم ہر دو شان مآل گرہ

شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل
گشودہ ام بمقالات انفصال گرہ

چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان
چرا بمدح بیفتد گہ مقال گرہ

مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد
جبال قافیہ ہا یم بقیل و قال گرہ

نہم چو نیل بکہسار نقطہ روئے سخن
روان کنم و نیابد دران مجال گرہ

ز تر زبانی من بین درین چکامہ نغز
ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ

سخن گرہ بزبان سخنوران کردم
چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ

سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند
نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ

مرا بعرض ہنرہا کشاییشے دگرست
اگرچہ طبع ملولم شد از ملال گرہ

اگرچہ بستہ و بگشادہ ام گرہ صدبار
ولے نہ بستہ یکے ہم با ابتذال گرہ

صبا بگو بغزال غزل سرا از من
کہ نافہ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ

گرہ ز بستہ ام و بستہ ام گہر ز انصاف
ہمین بعرض رساند از زبان حال گرہ

من ۲۰ شعارہ ۲ اہندی

کیا نمایان چشم شوخ تیغ زن آہن مین ہے
ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن مین ہے

یہہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے
کہیے آہن مین دہن ہے یا دہن آہن مین ہے

ہے یہہ ہیبے خون کے کیا آپکی تلوار پر
یا کہ آب تیغ سے پہولا چمن آہن مین ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن
تیرے کشتون کے لئے قاتل کفن آہن مین ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
یا زبان تیغ کا فر کا ہجن آہن مین ہے

زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھیے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے

سر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

چھت آسمان کی توڑ کے چہرہ بنائین گے
سامان ملے کہان سے جو ہم گہر بنائین گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ
توڑین گے بار بار مکرر بنائین گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تجھی کو تجھسے ستمگر بنائین گے

ہے جسکو دور اور ہے دمساز رقیب
یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے مین نصیب

کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام
حیران ہون کہ یہہ کیون نہین تو مجھسے قریب

گر چہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین
ترے پاؤن کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین

نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے اُنکا ظلم
ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین

سچ بتا دعوی مسیحائی کا پہنچا ہے کسے
تری بیداد کو ہم مر کے جلا دیتے ہین

لاکھ لاکھ اپنا اگر خون جگر کہائے حنا
سر دھرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین

کسطرح کہا گئے ان سیمتنون سے دھوکا
نقد دل آپکو لا یہہ بھلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص - غلام محمود نام - ابو المعین کنیت - آپکی ولادت باسعادت بانگرعرف ادہونی مین واقع ہوئی - اور آپکا نشو و نما وہان کی آب و ہوا مین ہوا - آپ عالم شباب مین تقریبًا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم با عمل تہے - حافظ قرآن تہے - آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبہی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے۔ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئے۔ بناءً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال یکسو بہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچہہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفۂ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچہہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکہہ کے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلۂ براق پنجی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدرالدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ و غیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نوابصاحب آپکے حالات سے واقف ہوے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ
ماہوار وطعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب
ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین
فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب
کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔
منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق وفائق ہے
مثنوی کے رموز واسرار کو خوبی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر
کے پاس رقعہ بھیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بھیجدیا۔ دیوان صاحب
نے حافظ صاحب کو بہاہوار پچاس روپیہ دارالانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک
سالار جنگ رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بھی مین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی
تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے
عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس
روپے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے
کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دوسو ماہوار
مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت دیوانی و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت
عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان
والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکھا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام
نہایت دیانت و امانت کے ساتھ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی
نہین جائز رکھتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونے کے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام داغ و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے سنہ ۱۲۷۲ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب جسمے تفویض ہوا حافظ صاحب جسنے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۵۶ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تھا سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین ادب کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکھتے تھے۔ آقا جواد صاحب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زمانہ آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃ عرشتہ صورۃ انسان کامل جناب ابوالمعالی حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادرالوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین ثبت کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مدار عشق بر صبر ست و آن نبود دل مارا		خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا
میندا بروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا	ولہ	میکشد ظاہر عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جویاست دلم ناوک مژگان ترا	ولہ	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	ولہ	زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	ولہ	مقیم حلقہ زنجیر کردہ اند مرا
عزم مدینہ باز بود در دکن مرا	ولہ	ہر دم مشوق تست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرّہ پر تاب	ولہ	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	ولہ	بجائے اشک بریزد مژہ ز دیدہ گلاب
مرا بہجر تو باشد مکان در آتش و آب	ولہ	کہ میکشد زدل و دیدہ ام سر آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تازا نو		بزیر پائے مرا ہست و بر سر آتش و آب
تا در دلم خیال لب نوش دلبرست	ولہ	مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش ماین دل لب تشنہ رہبرست
کسے گدائی کوئے تو اختیار کند	ولہ	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند ولہ آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نورستہ اگر می آید ولہ غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ ولہ وحشت و حزن و جنون میرا بڑہایا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے ولہ رکہتا ہون نام محمد کا مین ستہرا تعویذ
خط بر خسار تو دارد شوکت شان دگر ولہ گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر
ہر خم زلفت بپائے دل بود بندے دگر ولہ عیشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر
چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز ولہ بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز
بہیروئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز ولہ در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس ولہ دل را غم چون تو دستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش ولہ ز دست عشق تو از پائے تا بسر تش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص ولہ عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص
از سر پائے چمن روئے تو ام باشد غرض ولہ از ہوائے یمن بوئے تو ام باشد غرض
ہرگز نشد گلشن و گلزار ارتباط ولہ چون شد مرا بسیدا برار ارتباط
الست بندہ کو جب کہا خدا حافظ ولہ جواب قالو بلے کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع ولہ از تاب شک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ ولہ مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف ولہ پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف
سر ور ایجاد و تکوین است عشق ولہ مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک ولہ ز مہرۂ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گرد چمن ریخته گل بر سر گل — وله — خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل
زانکه نقشے که بر انگیز زلف او دارم — وله — هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم
کرد تا طفل سرشک من و من در آستین — وله — موجه طوفان نماید هر شکن در آستین
شاهی بود بذل گدایان کرم او — وله — عدل است بما هر چه رود از ستم او
اے از فروغ نور رخت انور آئینه — وله — بازیب طلعت تو صفا پرور آئینه
غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی — وله — سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی
غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل — در چمن مراد دل سرو چمان کیستی
زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل — چون نشنوی تو رام دل در پئے جان کیستی
صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر — ایدل زار گو که در فکر میان کیستی
در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم — تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی
نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی — وله — نشاندی زلف خاطر ها پریشان ساختی رفتی
دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی — روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی
ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان — ز گه بر کهربا جذب نمایان ساختی رفتی
ز مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینے — بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال پید اے پہ تیرے لب پر فن ہوا — کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا
جبسے عریانی کا خلعت مجکو زیب تن ہوا — پھر نہ بار دوش میرا کوئی پیراہن ہوا
جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکلتے ہیں وہان — کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا
دلمیں اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال — یہہ چراغ دیر بیت اللہ مین روشن ہوا

ہو جس کے دل کو حضرت شیر اور سے ربط — ولہ — کیونکر نہو وہ اسکو وزیر الوزرا سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے وہ دام — رکھیے وہ کس لیے نہ خدا کی رضا سے ربط
حشر و نشر کا ہول نہ ہوگا مجھے کبھی — رکھتا ہوں دل سے شافع روز جزا سے ربط
کہا سکیگا کیا ہوا اس خستہ تن کے ٹڈیان — ولہ — قاتل ہے تیغ سے چلے ہیں بدن کے ٹڈیان
ہوں سگان کو پئے محبوب کے یارب نصیب — ہیں طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ٹڈیان
دام میں گر وہ نکلجائے تو اے صیاد تو — اچھن نہ پائیو مرغ چمن کے ٹڈیان
ہم دل و جان سے وفا کرتے ہیں — ولہ — کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہیں
سیر گلشن جو کیا کرتے ہیں — گل سے بلبل کو جدا کرتے ہیں
عارض و زلف پہ چھڑکتے ہیں نمک — ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہیں
دن کو دا الشمس کا کرتے ہیں حفظ — رات واللیل پڑھا کرتے ہیں
وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ ہلا ہے — ولہ — اے سرو خراماں تو بتا مجکو کیا ہے
دل کیوں نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف — یہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
کب ہے وہ ترا خال نہ ابرو ئے خمدار — محراب حرم میں یہ سیہ مست پڑا ہے
دولت ہے ترے خاک نشینوں کو میسر — یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے
جو نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی — پا مال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام - عماد الملک غازی الدین خان بہادر

نظام تخلص - میر شہاب الدین نام - غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند و نواب اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب ناصر جنگ شہید کے بعد دلی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے فکر مین تھے یکایک ساتھہ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش مبارک کو دار الخلافہ دلی مین لیجاکر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۷ھ ہجری مین شہر دلی مین واقع ہوئی نشو و نما بھی وسی شہر فیض اثر کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی تھی۔ والد ماجد آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ کے وزیر کے تفویض کرکے آئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت فرزندون کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار دکھلائے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سوچکر سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھ رہے تھے کہ یہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے ہین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہیے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تھی آپنے اسیوقت
صفدر جنگ کی فصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوے فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہرچند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آباو اجداد بھی بادشاہ تھے۔ اور لفظ ثانی اسکا مفہوم و مصداق عمومی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آباو اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عمو بزرگوار خود بیاک پیادہ چاپک سوار مین وارد ہوے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہنشاہ
کے وزیر ہو گئے۔ اور لفظ ثالث اسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آباو اجداد
وزارت کی کرسی پر کبھی نہ بیٹھے تھے۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھ مین گرفتار ہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہو گئے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا اب تک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کرین گے
یہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا۔ آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت مین رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام میں ضرب المثل تھا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد۔

بعد میں تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا منتظم و مدارالمہام تھا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان میں بڑی درہمی خرابی پیدا کردی۔ ہولکر کو مقام خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوی۔ یہ سنا تو علی الصباح ہولکر کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اسطرح تیموریہ خاندان کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دلی میں پہنچے ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو امیرالامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسیروز۔ آیا تاریخ شعبان ۱۱۶۷ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو مع والدہ شاہ مقید کرلیا۔ اور معزالدین بن جہاندارشاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی آنکھوں میں سلائی کھنچوائی ۸ ربیع الاخر ۱۱۶۸ ہجری میں۔ پھر چند مدت کے بعد عزیزالدین عالمگیر ثانی کو بھی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکھا۔ آخر ان تمام معرکوں اور محاربوں سے فارغ ہوکر چند مدت بندر سورت میں رہے۔ اور پھر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے مراجعت کرکے کالپی میں جو آپکی جاگیر تھی بسر کی آخر ۱۱۸۹ ہجری میں بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد میں نصیرالملک تھے وہ بھی اپنی جاگیر میں فوت ہوئے اُن کی اولاد میں معلی جاہ۔ قطب الملک۔ حمید الدولہ۔ مجید الدولہ۔ مع والدہ خود ساختہ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے تمام کو جاگیر سیر حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے اونکی بنا ئر مین ایک بزرگ حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر پر بحال و برقرار تھے۔ مجیدالدولہ بہادر و حمیدالدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔

گل رعنا مین لکھا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکھتے تھے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب و عمدہ لکھتے تھے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتھ رکھا۔ آپ شعر گوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضر جوابی مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے مرغوب دل پسند ہوتا تھا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہو چکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تھا بوسیدگی کی طغیانی مین غرق آب ہو گیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتایج طبع انتخاب کر کے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مرا ای سنگدل خونم		کہ بعد از کشتنم سوی مزار دلبر گزید نہا
ز خط گر حسن خسارت فزون تر شد عجب نبود		صفائی تازہ دارد سبزہ گر در دمید نہا
ایکہ از روز قیامت خبرے می گوئی	ولہ	گویا از شب ہجران خبرے نیست ترا
دوستان نیست عجب گر بدل آرام نیست		کہ بکام دل ناکام دل آرام نیست
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست		بر دل نشست خوب نشست بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بما نمیست درست — ولہ — کہ ہست زلف تو در شیوۂ شکست درست
بگو چہ چارہ کنم از پئے تو اے سر فکر — نماند جیب من از دست بر دو دست درست
زباغ رخت سفر در بہار تو ان بست — ولہ — شگوفہ بر سر شاخ است بار تو ان بست
کسے فراز لفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — ولہ — بندہ ام سودائے دل را کان خریدہ این فروخت
دولتے ہست نصیب تو اگر دیدہ تر است — ولہ — چشم گر اشک ندارد صدف بے گہر است
تا چسان آگہی از حال منش دست دہد — ولہ — یار من ہیچ در نالۂ من بے اثر است
غمزۂ چشم فزون سازت مرا از خویش برد — ولہ — آنچہ عشقت با دلم میکفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینۂ صاف بیار — ولہ — جلوۂ منعت است اگر دیدۂ بینا داری
بادشاہ کشور دین حضرت مرسل کہ ہست — استدعا نامہ — جملہ موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیرہ اندازد نگاہ فیض بخش — در بسنگ خارا کشاید لب باعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیرہ گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت ۔ میر محمد نعیم

نصرت تخلص ۔ محمد نعیم نام ۔ دلاور خان خطاب ۔ وطن سیالکوٹ ہے ۔ آپکے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت میں ملازم تھے ۔ دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز ۔ میر محمد نعیم صاحب جمدہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ میں والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس میں ممالک دکن آصف جاہ کے تفویض ہوئے تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن میں آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو اپنے ضلع بیجاپور کی فوجداری پر امور فرمایا۔ پھر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پھر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت میں آیا۔ آصفجاہ کی رحلت تک برگ زندگی بکف تیار رہا۔ آخر ۱۱۳۹ھ ہجری میں فوت ہوا۔ وصیت کے موافق اپنے مخدوم شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضہ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق میں کہا تھا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم	نصرت پسرش زجان و دل تسلیم است
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان	ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی ہیں محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ برار تابع بیجاپور پر حاکم تھا ۱۱۸۳ھ ہجری میں گلبرگہ کے قلعہ کی قلعہ داری پر مقرر تھا۔ شاعر لائق و نازک خیال تھا اور علم موسیقی میں فائق تھا۔ آخر ۱۱۹۹ھ ہجری میں اس دار فنا سے عالم بقا کو رخ کیا۔ **من اشعارہ الفارسی**

می کشم بلائے کہ میسوزد مرا		آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
پست فطرت را بود معراج روزی ہا فتن	ولہ	مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
می دہد از شام غربت صبح وطن	ولہ	بیکسی ناداخت آخر کار ما را با خدا
بسکہ دارد داغ حسرتہا دل پر درد ما	ولہ	جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
صبح محشر شد و از شب باقی است	ولہ	سخن از زلف ایاز ست امشب
رہروے را بخرد کار است	ولہ	ہست کو رنگ برویش بار است
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند	ولہ	سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست — ولہ — آرزوئے عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت
اینقدر بر خود منازا ے چرخ صحبت شام شد — ولہ — در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست
چشم بغفلت داشتن از سفره گردون غلط — نان جنگی دارد آن هم صبح هست و شام نیست
فراموشی می پیمانه کیست — ولہ — ز خود رفتن ره میخانه کیست
کے بد گهر ز صحبت نیکان رسد فیض — ولہ — گر سنگ جزو کعبه شود بے شرف نیست
نصرت هلاک شعله پروانه میشدم — ولہ — در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست
آئینه پرستیش دلیل هست — ولہ — از ما دل یار بے خبر نیست
سوئے دلدار میروم نصرت — ولہ — سفر رو با فتاب این است
ذره با خورشید چشمک می زند — ولہ — جام هستی اینقدر ها نیک داشت
ناله کردن بر سپهر کاهوش نیست — ولہ — آسمان را صورت گوش است اما گوش نیست
دامن از گل کشیده می آید — گر آئینه دیده می آید
رنگ می بازد از نزاکت طبع — گر ز دل تا بدیده می آید
دست دعا بدامن نازش نمیرسد — دست ز کار رفته ما را کجا رسد
وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد — آئینه میقراری سیماب می برد
هر زه کردی مرا در کعبه و بتخانه برد — گر بدل راه میبردم یار من در خانه بود
نامه را امروز از دستم شراب ناب برد — زاهد از زور امتحان دفترم در آب برد
بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد — بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد
نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز — کسے که در ره حق پیر و رسول افتد
رنگین ز خون خود کف پائے ترا که کرد — این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بی آبروئی تو از نظرم نور میرود ولہ
این تیر بی کمان چہ قیامت دوری رود

دارد شکست رنگم ازین شب بہار دیگر ولہ
می آید آن چمن رو شاید کہ بار دیگر

من چہ خونہا خورده ام در کار دل ولہ
دل نمی آید بکار من ہنوز

صفحۂ سادۂ فلک بمنت است ولہ
سخن چند یادگار نویس

تا ابد زندگی کرامت کن ولہ
بسمل است بر مزار نویس

دامن کشید از من چون آفتاب در شب
میرفت و میدویدم چون سایه از قفایش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دہد
در کشورش مباش بقید فرنگ باش

ہوس عشق بہ پیری چقدر نادانی است
شمع گیر آمدن ماہست شب ماہ غلط

ہستی شمع فنا در ہستی معشوق اوست
ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ
بید ماغی نیز می خواہد دماغ

نوری بہم آسان کردہی پرتو بخلق
روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت داده زلف ترا در روز حشر
نامۂ اعمال باشد دستۂ سنبل بکف

گر تو دامن ناری فشاندۂ بہوا
نداشت شوخی رنگ اینقدر بہار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک
چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم ہم کجا سگ را تواند کرد پاک
نیست زاہد را میسر تشنگی و شو از آب تاک

گلشن از یاد رفت از بسکه می بالد بخود
میتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا
نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نو بہار روزگار
برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

ما را که تواند زدل سخت تو برداشت
چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود ورخ بنما کہ ہمچنین	ولہ	شام فراق چون رسد زلف کشا کہ ہمچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوہ دہ		عمر دوبارہ چون رسد باز بیا کہ ہمچنین
ہر کرا دوست گفتہ نصرت	ولہ	گلہ او نمی توان کردن
جوہرش ہمچون سپند رقص مجمر می برد		آتشے تا در دل آئینہ زد تمثال او
بے حجابانہ کجا تنگ بہر می آید		تو کہ از جلوہ کہ آئینہ تر می آئی
زلفش پائے تو صد رنگ گل توان چید		بگل کہ می نگرد چون تو در چمن باشی

نیتر۔ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیتر تخلص۔ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ اونشو ونما بھی شہر کی آب وہوا مین پایا۔ سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی۔ شعر گوئی کا شوق ہوا۔ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد اصلاح لینے لگا۔ چند ہی روز مین کلام ہر جستہ و شستہ کہنے لگا۔ تحفہ ہرش نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب ۱۱۸۵ھ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیتر میرے غریب خانہ پر ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا۔ نیتر پسندیدہ سیرت و خوش اخلاق ہین انتہی آخر ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست		اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کردہ است		نیتر امروز یارے آید +

بوسہ از گلعذار می خواہم ولہ غنچۂ یادگار می خواہم
نیم از مرتضی علی بہ نجف گوشۂ قبر وا می خواہم
سینہ چاکم بگلعذار رقم دامنم لالہ زار رقم

نکہت محمد یوسف خانجہوری

نکہت تخلص محمد یوسف نام خانجہان خلف بہادر خان آپکے نسب کا سلسلہ طائفۂ جک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے۔ شاعر خوش فکر خوش کلام تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا تیر زہ باندھتا تھا۔ کلام اسکے صنایع و بدایع سے مالا مال ہوتا تھا۔ آپکی طبیعت شوخ انگیز و ملاحت آمیز تھی جو کچھ طبع موزون سے بآمد ہوتا تھا۔ ملاحت و فصاحت سے بھرا ہوا۔ لطافت و نزاکت سے پر ہوتا تھا۔ سامعین کو سننے سے لذت بے اندازہ و حظ تازہ حاصل ہوتا تھا۔ [illegible] کی خدمت میں تھا بعد ازاں شاہزادہ محمد غازی شاہ کی ملازمت میں رہا۔ جب غازی شاہ باپ کی طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گئے [illegible] فتح بہادر شاہ کے زمانہ میں دار الخلافہ دہلی میں پہنچا اور [illegible] ملازمت سے سرفراز ہوا۔ بادشاہوں کے زمرہ میں ممتاز ہوا امرا کے مجالس میں تعظیم سے بٹھایا جاتا تھا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر تک [illegible] دہلی میں رفاقت و ملازمت میں رہا۔ مزاج میں شوخی و آزادی تھی کسی سے نہیں دبتا تھا۔ اگر کوئی موقع صلہ نہیں دیتا تھا تو اسکی ہجو کرتا تھا۔ چنانچہ اسد علیخان ہمدانی نہیں رکھتا تھا۔ اور پنجہ آہنین بنوا کے جمایا تھا۔ اسکی ہجو میں کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کرد

ناخنے در بندہ تراز تیشۂ فرہاد کرد ٭ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گر فتن پنجۂ فولاد کرد ٭ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکھتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکھا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب یہ سانحہ بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎

آفتاب ملک اقبال ز کسوف آمد بدر ٭ من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		ز کف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم صحو انتظار کسی ست		کہ غیر چشم چو با دام نسبت یار مرا
اگر در رفعت دنیا می دون بکشمکش حاصل	ولہ	بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ بر خیزد
گاہے جواب خط من اے دلربا نویس	ولہ	فرہاد نامہ اے بت شیرین ادا نویس
بہت نقد دل این خاکنشین پیش تو قرض	ولہ	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یا نہ بیا بوسہ بدہ باز مگیر		نکہت امروز طلب کردہ چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم	ولہ	اتو کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر۔ شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میاں کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب فانی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقدین گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل ثمنا معاف تہے۔ ملا۔ ماجرا۔ ہرشانہ علاقہ صوفی پت۔ سلیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ۷ جمادی الاول کو آپکے بزرگون کا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال مولدین ایک گانون تلب گڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی تربیت و پرورش بہی اسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو از راہ محبت سے پالا تہا۔ استاد و ادب موزون کرکے تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد شاعر آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی معاش پر بسر اوقات کرتے تہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے پڑا بیڈہب ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجکو بس ہے	کہ وہ مجکو اڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنو گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی۔ آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمائشی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ عسل کی مکھی۔
محل کی مکھی تہا۔ اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
مکھی بیٹھی ہے۔ کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکھی تو نہ بیٹھی۔ ایک نے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اٹہاتا ہے۔ جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا۔ آپ لکہنو سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدرآباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام و صلے لیکر دلی چلے گئے۔ اب چوتہے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندولال مہاراجہ بہادر نے ۱۲۵۴ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر
بلایا۔ آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑہے سات سو روپئے ماہوار
کردی۔ علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپکی
عزت و آبرو کرتے تہے۔ اکثر شعرا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین منسلک ہوتے تہے اب کے مرتبہ
آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا مرگ دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ ۱۲۵۴ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے۔ آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی۔ آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک جگہ جمع کرتے تہے اور گہر مین دیتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع
ہوئے۔ مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین دہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈھب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندھتے ہین۔ اکثر بے سمجھے لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تھے۔ کلام کی شیرازہ بندی اور ترتیب نہین کر سکتے ربط و ابہام مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکھکر پھڑک جاتے تھے اور شاعرہ ہی چمک جاتا تھا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تھے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تھی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اُسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہئے شاعر چپ ہو جاتا تھا۔ مشاعرہ مین غزل پڑھنے کا ڈھنگ بھی سب سے نرالا تھا۔ نہایت بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ مکان گونج اُٹھتا تھا۔ تیز مزاج تھے ضعیف تھے مگر جوانی کا ولولہ و جوش و خروش تھا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تھے آپکی مزاج مین تعصب نہین تھا اولیاؤن کو مانتے تھے اور اہل بیت کی تعریف مین بھی قصائد مدحیہ لکھتے تھے۔ اور اصحاب کبار کو بھی نہین بھولتے تھے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تھے۔ جہان کہین راستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پھول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑھنے لگتے تھے۔ ایکدن تمام شاگرد ساتھہ تھے ایک طاق مین پھولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کھڑے ہو گئے اور فاتحہ پڑھ دی۔ شاگردونے کہا کہ حضرت یہہ تھہرانی کا گھر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق بنا رکھا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑھا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچے گا۔ آپ خوش مزاج خوش طبع تھے خوش پوشاک و خوش خوراک تھے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تھی وضع کے پابند تھے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشک فام کشیدہ قامت ریش مختصر و جاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کردی تھی۔ مجلس میں لطائف و غرائب کو اُس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھے بچون مین بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین۔

لطیفہ آپ ایک دفعہ دلی مین بہولو شاہ کی بہنت مین گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتھ رنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اُسمین بیٹھکر جھم جھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا استاد اسپر کچھ کہنا چاہیے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھ	شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
بہر پرواز یہہ نکالی ہے	چونچ میضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سہرہ اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے بہر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سہرہ ۔۔۔ مہ جبین رات ہے تارون بھری چھائی سہرہ

لطیفہ۔ دلی مین ایک ہندو بنجا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تونے کیا ایک اشارا نہ جیا ۔۔۔ نہ چلا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی مین تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمین جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا۔ آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گھر لوٹا ۔ لطف یہ ہے کہ دونون بھائی شاعر تھے ایک کا تخلص وفا اور دوسرے کا شہرت تھا اور یہ دونون شاعر حیدرآباد دکن آئے تھے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپے ماہوار پر نوکر ہوئے تھے اور یہین فوت ہوئے۔

لطیفہ۔ دکن مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر مشاعرہ و مناظرہ رات پچھلی پہر کرتے تھے ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تھا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکھانے لگے۔ علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد سنائے ہر طرف سے واہ واہ آفرین پائے۔ شاہ نصیر کی نوبت آئی۔ سب شاہ صاحب کے طرف متوجہ ہوئے اُسوقت آپنے ایک چوبدار سے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل پڑھین تو مناسب ہوگا۔ آپ مین بگڑ کے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا پھیر ہے لطف نہین ہوگا آپ خفگی سے منہ پر ہاتھ پھیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بھی نہین کہ کوئی صورت دیکھنے کو نوکر رکھے گا یہہ نہین تو پھر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا۔

لطیفہ۔ آپ حاضر جوابی مین برق تھے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی ستر وین مین گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹھ گئے حقہ پی رہے تھے اتفاقاً ایک نوابصاحب آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تھین اور رقص سرود ہو رہا تھا۔ نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بھی بالائے طاق ہین۔ آپنے فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹھا ہون آئے تشریف لائے۔

لطیفہ۔ ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جہجر کی خدمت میں اُترے کئی دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے۔ نواب نے کہا گرمی سخت ہے۔ دکن کا سفر دور دراز کا سفر ہے۔ خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے۔ وعدہ فرمائے کہ اب جہجر میں کب آئیگا سنکر بولے کہ جہجر کی پہاڑی تو وہی گرمی میں۔

لطیفہ۔ دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگتروں سے ولایت بطور سوغات ساتھ لیگئے۔ تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگتروں کی کیا ضرورت تھی۔ آپکی طرف سے بڑا تحفہ آچکا کلام ہے۔ ان رنگتروں کی جگہ تشبیہ میں کوئی شعر ارشاد فرمائے اسیوقت رباعی کہی اور سنائی۔

اے نیر چرخ آسمان اقبال	ان رنگتروں پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ میں شفق کی ہیں گرہ بند ہلال

من اشعار الہند

زیب تن کرتا ہے گل پیرہن سرخ ترا	لیکن انجام بہت ہوگا کفن سرخ ترا
مجکو کہتا ہے وہ کلا ہے شفق میں یہ ہلال	یا نمودار ہے رسم کہن سرخ ترا
دسترس پاؤں تک اُس شوخ کے مجکو ہے کہاں	کیونکہ رتبہ ہو سوائے کفشدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہاں نخل گلستان خلیل	رخ گلنار وہاں ہے چمن سرخ ترا
شیشہ بادہ گلرنگ میں کے ساقی	جامہ سبز میں دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے بہا لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھ	بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رشک نیلم ہی نہیں رنگ مسی کی یہ نمود	لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل	لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدنِ سرخ ترا

ولہ

لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
بل بے تری شرارت یہانتک کبھو نہ آیا

ہوا اس دہن سے روکش بیلی صبا کی کیا ہے
غنچہ کے آہ مونہہ سے کسدن لہو نہ آیا

دندان دکھا کے مت ہنس اے بخیۂ گریبان
چاکِ جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا

کیا جانے یہ گیا تھا کس منہ سے روکشی کو
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا

برگشتہ بخت ہم وہ اس دور مین ہین ساقی
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو نہ آیا

موج سرشک سے ہے رونق بہائے تن کی
کیونکر کہون کہ اسکو کار آبرو نہ آیا

آخر کو کہکشان سے کیدرہ ماہ نکلی
اسبات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا

کشتی دل تو ڈبی موج خطر مین ڈوبی
ہمین پر جہین ہو کس ان وہ روبرو نہ آیا

کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہنچے گا تا گریبان
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا

اپنے ہی بعد مجنون یارد ہوا بندہی ہے
لے گرد بار خیمہ کب کو بگو نہ آیا

نامحرمون سے تم نے کہلوئے بند محرم
مین تو بہی آہ لیکر کچھہ آرزو نہ آیا

ہر دم تصور رہ تو امید وار رحمت
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

اے اشک روان ساتھہ لے آہ جگری کو

ولہ

عاشق کہین سے نوبج و علم اٹھہ نہین سکتا

سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
اے ضعف ترا اس آہ کا تہم اٹھہ نہین سکتا

سر معرکۂ عشق مین آسان نہین دینا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹھہ نہین سکتا

ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل سے خلش خار الم اٹھہ نہین سکتا

دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹھہ نہین سکتا

ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت
اے معتکف دیر و حرم اٹھہ نہین سکتا

یوں اشک مجھ میں پہنچ کہ منزل کو پہنچکر
جوں قافلہ ملک عدم اٹھہ نہیں سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے پہنتا سہ پر طرہ ہار گلیمین
جوں پروین وہ لہ تہا سہ پر طرہ ہار گلیمین

رونق سہ رہا داغ جنون ہے اشک مسلسل ریگلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سہ پر طرہ ہار گلیمین

شعلہ کہان آنسو مین کہ شب شمع کہی تہی مجھمین
تاج زر اور موتیو کا سا سہ پر طرہ ہار گلیمین

بال پریشان ہین کاکل کے بیچ گلیمین ہین پگڑی کے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سہ پر طرہ ہار گلیمین

حق مین ہے میرے طائر لکی بازو کا چنگل دام کا حلقا
اے جنکا فر مجہکو دکہلا سہ پر طرہ ہار گلیمین

شعلے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے ہین
کیونکر نہ دیکہین بند نما شا سہ پر طرہ ہار گلیمین

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار حوض لب جو
فوارہ اوپر ہوا کہیگا سہ پر طرہ ہار گلیمین

عکس شعاع مہر نہین ہے یہ لچہ چنبیلی لپٹی ہے
مہر و چمن نے کیا ہے پیدا سہ پر طرہ ہار گلیمین

کیفیت کیا ہو بن ساقی سوے چمن نظارہ کرو اور قمری
ابر و ہوا مین رکہ مین تہا سہ پر طرہ ہار گلیمین

ہے یہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون ہو ادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر مین مینا سہ پر طرہ ہار گلیمین

اور بدلکے ردیف قوافی لکہئے غزل اس بحر مین جلدی
تجہے نصیب خوب ہوا یا سہ پر طرہ ہار گلیمین

ولہ

وقت نماز ہے انکا مسجد گاہ خدا ہے گاہ کہان
ہن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدا ہے گاہ کہان

مرد جوانی مین تو ہے سیدہا پیر ہین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ معدات گاہ خدا ہے گاہ کہان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاے ہین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے ہنسے جو دیکہا رو مین بہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان روز و شب آنکہون سے
یون برستے دیکہے ہون گے ملکے کشتی ساون بہادون

تانکنے کو پہرتی ہے بجلی اسمین گوٹ تماشے کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہولے دم کی آمد و شد ہم یاد کرتے ہین جہولیکی پینگین
سوجہے ہے بے ارمند ہنگے آہ بہرے ساون بہادون

کیونکر نہ بہیدر ہائے نگر کہ اے بادہ پرستو برسا مین
کان گہر چہٹ رہے کہتے مین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ سمجھے کہیت کو ہمقاں اوبون سے
برساتے ہین موتیون مین ہیرے نگینے ساون بہادون

ابر سیہ مین دیکھی تہی بگلون کی قطار اس شکل سے ہمنے
یاد دلائے پھر کے تری زندان مستی ساون بہادون

سدا ہے اس اوچھتم ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران ولہ
نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
عجب ہے اک سیر و پھر ہے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین پیر بوا رو رہا ہون
عزیزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنگ کیا ہے کہ ہووے حیران کہ شمع سکو کہا ہے
بچشم گریان تاج ز سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کے افشان جو چھین پر بچھڑ و رلفو کو بعد اسکے
دکہا و عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار تم
نہا ہے عجاز طرفہ ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کروں دیا پہ میکشی تم دہر کو آ تو مین دکہاون
ہر شک لالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاہون کہا ہے ایسا کہ گرم ہنر نما نہ مجکو
دکہائی ہے تمام تک بحر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ تیغ کہنچی ہوئی ہے پیہر مین مہر جہکائے ہوئے ہے سر ان
دکہاون اول تجھے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

غضب ہے چین جبین وہ کیا ہے بدن ہے ٹیکے ہی سینا
عیان ہے ہار و ہے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر لکھی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
ہند ہی کہ یون کسی ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہان ہے کب چشم ہر بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران ولہ
ہے اس نگہ سے اس اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکہا کے تم سہ نشین جلوہ جو دیکھو فوارہ کا تماشا
تو یہہ صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہر وش پشت پیل پر ہے اور اسکی خرطوم آفشان ہے
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل تسا چین تشنہ جو کہینچ سورج کو دیوے پانی
تو کیون نہ دل کہینچے کو تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ پیرہن ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتہہ مین ہے
نکیون کہ چھکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کہیکے طرہ جو کہیلے پیچکاریون سے ہولی
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہان وہ غرفہ مین تابِ رخ ہے یہان یہ ابرہ پہ نم ہے
یہ حسن اتفاق کیسے ہے ثمر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب ہے کچھ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشون نے
مدام یہان دیکھہ ابر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پہلے تہہ پہ جاکے بیٹھا
پکاری خلقت ادہر سے ادہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر صد آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
عجب ہے مضمون تازہ ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ولہ

خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکھی
روح فرہاد لپٹ بنکے جبل کی مکھی

سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھہ
ہاتھہ ملتی ہے تہور کے محل کی مکھی

بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی

تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ وروغ
شکوہ جگنون کیطرح اڑکے نہ جہل کی مکھی

بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
بات مشکل تہی مگر تونے یہ حل کی مکھی

اُن کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکھی

ہوگیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی

ریس پروانۂ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
نگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکھی

صنعت لعبت چین دیکھہ لا جاکر تو
دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی

دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکھی

سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر
ہے ردیف اسلئے اس نعت و غزل کی مکھی

نثار - مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص - مرزا محمد جان نام - وزارت خان خطاب - آپ ایا نت خان مرحوم خوانی کے بنائرمین سے ہین - آپ کی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی - سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کر کے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تھا آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کر کے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد ہی	نہ یہہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی
میرے پر عجب طرح کے درد مین	کہ سب رو داس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن رانی کے صدر۔ امرا اورنگ آباد مین جلیل القدر تھے۔ سخن سنجی مین امرا مین کوئی ایک فرد ہی اس فن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تھے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تھے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پھر کسی وجہ سے درہم برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تھے۔ شعرا و علما کے ساتھہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تھے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تھی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تھی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تھے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار رہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بھی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیر خواہی مین مستقل و راسخ دم تھے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب رہتی تھی۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تھی۔ انہین کارگزارون کی امانت داری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تھا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تھا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑھتی جاتی ہے افسوس صد افسوس دیانت داری کہان ہے اور رواداری کہان ہے۔ آجکل دیانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری صلی عادتین پھر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب بتاریخ ۱۲ ۱۲ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الھندی

دگر اون آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا		تو دل ان گندمی رنگون کے لفظون پہنس جاتا
نہ تھے تشویش و نالے سے میرے آنسو گر جاری	ولہ	نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا
بلبل ہمارے ہمکلام تھے دو گلعذار تھا	ولہ	ہر دو مینا پاس تھے مجلس چمن گل جام تھا
تم موئے گلرو کے باتون سے ہو گلشن کی بات	ولہ	روح بلبل ہے ہماری موج کا پیغام تھا
کیا ہے مجکو مجنون نے در پا کے آہ	ولہ	پڑے دل کی گلے تیغ زلف کی نہ سہی
ظاہر ہے اس دہن جنبش با تسبیم	ولہ	اس جلے دل کو میرے تہ کی لگائی ہے بہار
غم کی تمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور	ولہ	آ بھولو ہو کے میرے چشم مین ہاری ہے زور
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے تر	ولہ	نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اسے ہو تر تر
مین پوچھا شوخ سے کس قسم کا پھر ہے ارادہ	ولہ	کہا اس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجھے مر مر
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دھوم	ولہ	کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم
دام مین کر دیجے جلدی تا نہو وین آزاد ہم	ولہ	آ زور کہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم
ہم اگر ہوتے تو تے آنکھو نسین آتی جوئے شیر	ولہ	اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتھین فرہاد ہم
ہنستے ہو طفل دیکھہ عبث موسفید پر	ولہ	گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان
کہٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری	ولہ	برستا ہے آنکھون سے یہہ بر نیسان

اشک دریا سے میرے اے خدا ڈرتا ہے ۔ ولہ ۔ ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان میں
دل کہیں اور پھیرتی ہے دانۂ تسبیح کو ۔ ولہ ۔ ہے خلل ان زاہدوں کی سر بسر ایمان میں
مانند گل چمن میں گریبان دریدہ ہوں ۔ ولہ ۔ جیوں عندلیب بے دماغی کشیدہ ہوں
بغیر جام و ساقی اس ہوا میں کیا قیامت ہے ۔ ولہ ۔ ترشح ابر کا ہووے سبز ہووے اور بجلیاں گرجیں
جان جاناں آملا ہم سے جدا ہوا نہیں ۔ ولہ ۔ جان آیا ہے ہماری اس دل بیجان میں
کیا آستیں چڑھا کر آتا ہے شوخ ہمپر ۔ ولہ ۔ یہ بانکپن کی طرز ہیں کس نے سکھائیاں ہیں
برقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن میں ۔ ولہ ۔ آنکھوں سے جبیں میرے آنکھیں ملائیاں ہیں
جی کا نثار کرنا نہیں کام ہر کسی کا ۔ ولہ ۔ یہ کوہکن کی باتیں ہنسنے نہائیاں ہیں
ہے جی میں وصف اسکا کس منہ سے کہیے ۔ ولہ ۔ جس لب کا نام لیتے شیریں دہن ہوا ہے
باتوں اوپر کیا ہوں اسکے نثار جی کو ۔ ولہ ۔ اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر میں پہنچے ۔ ولہ ۔ نہ لیخا چاہ میں یوسف کے شاید باز آجاوے
شب تاریک میں کر غم ہوی سیہ کا تمکو ۔ ولہ ۔ تعجب میں ہے لیکر چاند مشعل ہاتھ آوے
تیرے زلفوں کی سایہ میں دوانا کر دیا سبکو ۔ ولہ ۔ گریبان چاک کرتا ہات میں شانہ آتا ہے
رات کو دیکھا تھا میں نے خواب میں نا آشنا ۔ ولہ ۔ صبح تیری زلف دیکھا اسکی یہہ تعبیر ہے

صحف رخ پر نہیں ہے خط سبز کا نمود ۔ متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے
مسکرا خنجر کو لے چھاتی چھڑائے پر جفا ۔ عاشقوں کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے
موسم ہجر میں یہہ تازہ بہار آئی ہے ۔ دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے
بسکہ روتا ہوں تیری یاد میں اے گوہر حسن ۔ مردم چشم میرا مردم دریائی ہے
نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے ۔ کہ خیال چشم صنم اسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیازمند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیازمند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبداروں مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و پرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بھی انھی سے تمام کیا۔ ذہین و فہیم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا سخن کی اصلاح مرزا محمدی بیگ متخلص سے لیتا تھا۔ خوش اخلاق اہم با مسمی تھے ہر ایک سے خاکساری و نیازمندی کے ساتھ ملتے تھے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تھی ہر ایک سے دلگی و مزاحت فرماتے تھے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو نہ ستاتے تھے آپکے چند لطائف اس قسم کے تھے کہ آجکل کے مہذب ان کو غیر مہذب مین شمار کرتے اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکھا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تھا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

آپکا انتقال ۱۱۷۱ھ ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الھندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی دکھلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون پانا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
سراپا جل گیا گلشن مین ناقرمان کی قمقمین	ولہ	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ آمیزی خامۂ مژگان سیتے دلکے صفحہ پر	ولہ	کھینچکر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بھی آسمان نا کیا اے سنگدل		جیون نگونہ اڑ گئی تجہ باد مین بہزاد ہم
مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین	ولہ	کیا گذرہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

بھولکر مت تو گلچین رحم کر بہر خدا
فرقت گل کا الم بلبل صحرون سے پوچھ

میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر
تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے

باغبان جب بست آوے خوشخرام اے عندلیب
گل پیالہ بادہ شبنم سر رینا کیجئے

کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم
گر فغان کیجے تو ایکدم حشر برپا کیجئے

ندرت ۔ میر نجف علیخان او رنگ آبادی

ندرت تخلص ۔ میر نجف علیخان نام ۔ اورنگ آبادی الاصل ہے ۔ میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین ۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے ۔ آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبداروں مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا ۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیل رہتے ۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے ۔ سرکار ہی کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے ۔ جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف اللہ خان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے ۔ وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے ۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت
خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے ۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین ۔ آخر آپ ۱۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے ۔ **من اشعارہ الھندی**

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے
خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتین ہو کر اُٹھے | ہم کو کہیا روں پاس جو بیٹھے سو کر اُٹھے

ناطق - میر محمد ماہ ندر باری

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - سوداگر و متمانہ دربار خاندیس تھے - اولاد میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے ہیں سید علی حاجی تخلص ہال وطن آبادی [illegible] صالح رنگین گفتار و پاکیزہ کردار تھا - صوفی [illegible] طریق کی ہدایت کرتا تھا - خاندیس برار میں اکثر [illegible] اندرونیا زپر تھی - متوکل و قانع تھے کسی سے سائل نہیں [illegible] بطریق سیر اورنگ آباد گئے تھے - وہاں کے مشائخ و شعرا [illegible] مین فوت ہوئے - من اشعارہ الھذری

آیا تھا مست رات کو وہ می پیا ہوا | انچل ذری کا نازسین کھیر لیا ہوا
رات ساری درد و غم کا سب سباب تھا | ہجر تھا میں تھا الم اور دل خراب تھا
نہ پوچھو حال کچھ اور زد یک اور نخار انکے | یہہ سلطان جنس پیاسا ہوا یا چاہ زمزم پر
نجات حشر کی ناطق جو ہم سید کہتے ہین | بھروسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم پر
بس اے مشاطہ کہان لگ سخن شرط و شرط | عیش و عشرت کے گھڑے قول و قسم میں گذری
کچھ سر ہو نہوا یہہ کمر کا معلوم | خوب تھا خوب یہہ بات بھرم میں گذری

نادر - شیخ نورالدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نورالدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تھا - ذکی الطبع و سریع الفہم تھا

زبان بہا کا و محاورۂ فارسی کا عالم و فاضل تہا۔ دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا
ہزار ہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تہے۔ میر آزاد و میر ذوق کا و شفیق کا معاصر تہا۔
کبھی کبھی ہمارے چمنستان شعرا میں لکھتے ہیں کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے
پیش آتا تہا۔ فارسی شعر خوب کہتا تہا۔ ہندی میں نہایت ہی کم۔ ہمکو آپکے فارسی
اشعار نہیں ملے اور ہندی میں صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔ آپ ۱۲۱۸ھ ہجری
میں فوت ہوئے **من اشعارہ الھندی**

ہوا اُس شمع رو سے آشنا دل	لگی آتش اُٹہا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہیں۔

نجات۔ مرزا عتیق اللہ ورنگ آبادی

نجات تخلص۔ مرزا عتیق اللہ نام۔ حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے
حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے۔ حضرت شاہ برہان الدین
غریب کے روضہ میں متوطن ہوئے۔ مقبرہ خلد مکان میں صلوٰۃ خوانی کرتے رہے۔ سرکار سے
حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ میں ہے اُسکے متولی ہوئے۔ قانع و صابر تہے
درگاہ میں زندگی تا بمرگ بسر کرتے رہے۔ نجات کا عالم شباب تہا۔ دلمیں تحصیل علوم کا
شوق موجزن تہا بمصداق۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا
اولاً سورت میں آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات میں جو اُسوقت مجمع علما تہا
گیا۔ وہاں کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ
کی رفاقت میں رہا۔ دونوں امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ پہر

احمد آباد و مدبار خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۷۷ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

فقیر شاعر خوش میر زا عتیق اللہ — کہ بود ساکن او در دکن بخلد آباد
نمود در حلت جانگاہ از جہان فنا — بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعبیہ بہر چنین سخن سنجی — کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ — نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ؎

قانون شناس شعر و سخن بیدل — از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم — گفتا نجات یافت زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خورد استہا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب دن سے غنی ہوے ملک لے — چرخ الیسین کو مال دیتا ہے
پروپیکان تیر آہ کرے — دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گہر پسے تیرے ہات سین مین گیا — خانہ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پیر	بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز۔ محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص ۔ مرزا محمد علی نام ۔ یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین ۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچھہ حالات نہین لکھے سنہ ولادت و وفات کا بھی پتا نہین ۔ ہان کچھہ نزاکن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۱۸۰ھ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تھے شاعر خوش تقریر و صاف تحریر تھے ۔ شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تھے ۔ دیوان صاحب دقصاید انوری طلبہ کو پڑہاتے تھے ۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تھے ۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے ۔ **من اشعارہ**

عنقا بھی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید ہفت آسمان جسکے ہین جانے شکار کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے ۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا ۔

نشاط۔ میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاط تخلص ۔ میر فقیر اللہ خان نام ۔ آپ ارادتمند خان دیوان ہوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان کرن کے ہمشیرہ زادے ۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت و تعلیم بھی پائی ۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتھہ حسن سلوک و مراعات فرماتے تھے ۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تھے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقۂ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا بمرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے محبت پرور و دوست پرست۔ پسندیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ [illegible] علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان بزم شب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے دیتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادرشاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑہی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کھاکر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے زیبا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست — کہ بے زہر و تدبیر ہوش بجا نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ		خدا کند کہ ہیچ عضو کسے از جا نرود
بسکہ بیدار بود دیدۂ پر آب ما	ولہ	چو ہر آئینہ کہ بینی ہمہ عکس خواب ما
ہر گشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ	ولہ	این فتح را مگر بہ کمان خانہ یافتی
عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر	ولہ	ہر قطرہ کہ است نیاید بنائے فیض
از دم سرد سلیمان شمع دل پروانہ آرد		بے فائدہ نیست ہم ہوا این چراغ را
گمان دارم بچشم اعتبار است مجنونی		مگر از دامن ما بار دیدم بستہ صحرا را
شب بہ بزم خندہ مائل بالبان حور بود		از تبسم چون سحر کاشانہ ام پر نور بود
تا نہ بندد تہمت بیدود و دیم دور فلک		از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

اے آرزو اگر ہوسِ روشنی ترا ست — از مہرِ جبہتم خاکِ رہ بوتراب گیر
بعرضِ مدعا جو شدیدم صورت نمی بندد — زبان چون شمع گیرد شعلہ در ہنگامِ تقریرم
نظارہ زد داغِ جگر از بسکہ خوش افتاد — بر روے گل امسال نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از لبِ شیریں خود — برلبِ مدعا ہر چند ہمچو آشنا گشتم
ز بسکہ مائلِ لطف و ستم از لطف معتادم — نگنجد در قفس بال و پرِ من

آپکا انتقال حیدرآباد میں ہوا۔ حیدرآباد ہی میں مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک کن میں وارد ہوئے۔ کئی برس اس ملک میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ کبھی بیجاپور میں جاتے تھے کبھی گولکنڈہ میں۔ آخر کار دکن سے ملک برار میں گئے۔ نواب برار ملک سعادت خان بہادر نے کمال قدر دانی سے آپکو عالیشان مکان میں مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ حیدرآباد کے بعد نواب موصوف کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دولت آباد اورنگ آباد ہوکر اکبرآباد پہنچکر وہیں ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہ

شمع دل ما ست روشن از مہرِ علی — پروانہ زرشک داغِ ما می سوزد
تا صبح ابد چراغِ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے مشاہیر شعرا سے ہیں

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تھے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۶۸ھ سنہ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیر و شاداب منصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پھر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من ۲۰ شعار ۲۵ لفا رسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم	تنم بآتش و خاکستم ہبا در سید
نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است ولہ	چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است
آہم کہ طرہ بر دوشش سپہر پود ولہ	از ضعف این زمان مژہ چشم سوزن است
دل چون نشود خانہ زنبور از ان چشم ولہ	آئینہ فولاد زرہ شد ز نگاہش
سگش را کباب از جگر می برم ولہ	دگر از دیدہ از چہرہ زر می برم
بجذب محبت ز کنعان بصر	پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعرا جہان مین مشہور تہا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اولا شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے ساتہ حضر و سفر مین رکہا۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکہے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

میر غلام علی آزاد بیضا مین لکھتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تہا اُسوقت لاہور مین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تہی - پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی - مشہور ہے - اور ایک ساقی نامہ بہی لکھا وہ بہی معروف ہے - ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آخر ۱۰۱۹ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا - من ۲ اشعار ۱۲ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید		کہ روز خرامان بپایان رسید
بگردان زرہ عمر گذشتہ را		چو شاہ نجف روز روشن گذشتہ را
شکن دلم کہ را بچہ در دست نوی	ولہ	کس از برون شیشہ نبوید گلاب را
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی است	ولہ	منکر مئی بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر دیدم خار در چشمم شکست	ولہ	زین خلاف رسم دانستم کہ گل در بار نیست
دلے کہ بوی محبت از و نمی آید	ولہ	مبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند		بآفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون مستم		شکستہ رنگئے عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جزء خانہ خرابی فن ما نیست	ولہ	خصلم ست بخود ہر کہ بجان دشمن ما نیست
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست	ولہ	شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زمان پیش کہ صبح از شب امید برآید		بگشا دو ہن شیشہ کہ خورشید برآید

چون مراحسن خیال تو در آغوش آید	ولہ	طفل اشکم تماشائے برود دوش آید	
تا روئے تو بینم مژہ ام پاک کنان اشک	ولہ	کز گریہ نگاہم چو نفس در تہ آب است	
بقدر وسع نظر جلوہ می کند دلدار	ولہ	چو آئینہ ہمہ تن دیدہ شو تماشا کن	
با اشک تازہ زمزگان چکیدہ پا منہ	ولہ	خدا رکہ گوہر نوسفتہ یکزمان نگرم است	
قانع بہ تجلی نشود تشنہ دیدار	ولہ	پروانہ بمہتاب تسلی نتوان کرد	
ناخوش بود زساغر بیگانہ آب خضر	ولہ	زہر ہلال از قدح آشنا خوش است	

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم گرنا ٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تہا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بیمثل تہا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل و قناعت پر تہی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دو سرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتا تہا - مدت تک گرناٹک مین رہا پہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا - سنہ ۱۰۶۵ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی تہیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تہی۔ اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان و وہ مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا آخر ۹۸۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہ میرانی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے اُسکو کچہہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اُسیوقت زبان پر تہا سنادی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدی کو — زمین کے زلف مین بولا ندیکو

فقیر نے فی البدیہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو — زمین کے کا ندبولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہمیر کو مین آویزان کیا۔

من اشعارہ الفذلکی

نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو — پانی منی کہاری تو شکر گہول نکو

تجہہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے — وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

من علی نامہ حمدیاری

سرانا سری اُس سکت وار کون — کہ اوتار ہے اُن نرادہار کون

دیا اور رستم کے پنجہ مین زور — پڑیا ڈر تی جس دل مین دریا کے شور

کرنہار سرکش کو مغلوب دے | طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے
بزرگی جسے دیکھہ پستی دیا | ظفر مین پیش دستی دیا
جسے تون دیا زور شمشیر کا | نہ سر پنجہ ہوئے تسکی سم شیر کا
دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون | کہڑک شاہ پرتیز پرواز کون
دہنی تو نچہ ہے مسجد و دیر کا | نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا
تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور | جتا جن و انسان و وحش و طیور
کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار | کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار
کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی | ایتا کر مناجات اے نصرتی
تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین | شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین
شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر | دیا ہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر
تیری کاج حق نے پیدا کیا | عزا کا شرف تون ہویدا کیا
تیرا دبدبہ دیکھہ خوش رہا تکا | زمین پر نہ تہایا قدم لات کا
تیرا نور بے مثل گوہر کا آب | تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر | علی ولی او خدا کا ہے شیر
ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار | کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار
محبان کے دلمین تیرا حب یقین | جہنم تلک ہی ایمان کون حصن حصین
تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام | او بارا امامان علیہ السلام
ہوا جب سون حصار استوار | زمین پائیداری سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون نیا مدح شاہ زمان — کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران
قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے — صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے
زہے شاہ عادل سمی ولی — علی بن سلطان محمد علی
جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا — بچن سون سخر یو عالم کیا
دکن تُت ہے اس فخر سون باغ باغ — کہ تسی گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ
ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور — کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور
تیرا چتر خورشید کا سائبان — منگی تجہ علم کا پناہ آسمان
دکہن انتہی کیا بلند آج بخت — کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا — علی نے پلہین پنالا لئے صلابت سون
۱۰۹۵

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہا پہ تیری سروری — دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار — کرے جگہین بے قول و بے اعتبار
طمع نام و ناموس کا کال ہے — طمع جیون کو سکہ کے بہونچال ہے
طمع مرد آزادہ بند جان — طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان
طمع بخت بے چہین ہوندا کرے — طمع ساؤ کون نت کلوندا کرے
طمع یار سون ناموافق دس آئے — مسلمان کو ناموافق دس آئے

وداشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس — کہ جوہر پرکھتا ہے جوہر شناس
کہا ہون سخن مختصر بے گمان — کہ یہ شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا معتقد تہا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے ؎

جسے نادن عالم مین بندہ نواز — محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص - بہوانی پرشاد نام - آپ چنی لال ایلچپوری ہزار کے فرزند ہین - آپ قوم کے کائتہ ہین - آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبۂ برار ہے - مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین - فارسی اور حساب و سیاق مین منشی بیدل ہین - اور قانون دانی مین بے مثل شہر مین وکالت کرتے ہین - وکالت نامی مین شمار کیے جاتے ہین - خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت معینہ پر ہو جائیگی - اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکہے - آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر بہی کہتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ سنہ ہجری سے تلمذ تہا - ابتدا مین بہولا ناتہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین - کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے - **من اشعارہ الہندی**

بتون کو سنگدل حق نے بنایا	بجا ہے شیشۂ دل مین کہان سے
فقط نفرت ہے مجہسے رند یجان	محبت ہے تمہین ساری جہان سے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ
وہ باتیں کر رہا ہے آسمان سے

دوا سمجھا ہوں اپنے درد سر کی
میں سر رکھتا ہوں انکی آستان سے

ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا
سبک میں ہو گیا بار گران سے

نفیس اب تجھسے وہ گویا نہ ہوگا
کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس ۔ محمد رفیع الدین حسین حیدرآبادی

نفیس تخلص ۔ محمد رفیع الدین حسین نام ۔ آپ محمد حامد حسین منصب دار سرکار عالی نظام کے فرزند ہیں ۔ آپ حیدرآبادی المولد ہیں ۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا ۔ محمد مظفر الدین متخلص معلی کی خدمت میں اس فن کو حاصل کیا ۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کہتے ہیں خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے ۔ فی الحال قیاساً آپکی پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالے ۔ **من اشعارہ الہندی**

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
کیونکر نہ چوم لے تجھے خالق بنا کے ہاتھ

مثل حباب غرق ہوں دریائے عشق میں
ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتھ

کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان
باقی رہیں نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھ

حامی میں تیرے شافع روز جزا نفیس
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتھ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند
بشمع حسن خود پروانہ کردند

بوقت انعقاد بزم کونین
مہیا ساغر و پیمانہ کردند

ستمہائے بتان ہند بینند
حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص۔ خواجہ محمد صاحب نام۔ خواجہ مظفر عرف ننھے صاحب کے فرزند۔ آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۱۸ھ ہجری میں قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار میں واقع ہوئی۔ نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا میں ہوا۔ و تعلیم و تربیت بھی اسی قصبہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادوں سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کیں۔ اور کسی قدر عربی خصوصاً صرف میں بھی استعداد حاصل کی۔ فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی میں عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے۔ سید غلام محمد صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ قاضی صاحب کو اولاد میں صرف یہی ایک دختر تھی۔ بوجہ لاولد ہونیکے انہوں نے داماد کو اپنی معاش و قضیات کا مختار کر دیا۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کر دی۔ خواجہ صاحب سیر و زرت ملقب بقاضی ہوئے۔ خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے ہی صاحب انعام و جاگیر دار موضع پیکنہ تعلقہ ملکاپور تھے۔ اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے۔ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور۔ نامور و فیض گستر تھے۔ برار میں آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تہا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تہا۔ اگر اتفاقاً کسی روز مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے۔ اُسروز انتظار کرتے تہے۔ کہانا وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکھو مسجد مین کوئی مسافر تو نہین ہے۔ ملازم دیکھکر آتے اور کہتے کہ ابتک تو کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو اپنے اخلاق سے تسخیر کر لیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی ہر امر مین حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تہے۔ آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۱ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیابت برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے آپنے بہی صاحب کے نیابت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرمائی تہی آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اچھی طرح سے چلایا کہ تمام رعایا و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا آپکی سرشت کا جوہر اتفاق و صحبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے۔ علما و فضلا و مشائخ و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسرنفسی و خاکساری سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے ضیعداری مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے۔ جس سے ایک وقت ملاقات کرتے اُسکا

لحاظ ہمیشہ رکھتے ہیں۔ کبھی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تہا متانت و حلم مین گویا ایک پہاڑ تہے۔ ایسے بردبار و مستحکم ہیں کہ جگہہ سے نہین ہلتے ہیں۔ کسیکے برا کہنے سے نہ رنجیدہ ہوتے ہیں نہ بہلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر رہتے ہیں۔ آپ ظاہر مین امیر ہیں مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین ہیں صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ صلوٰۃ خمسہ جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول کے حکم کے کاربند ہیں۔ بزرگان دین و اولیاء کرام کے معتقد ہیں۔ محمدی حنفی المذہب چشتی الطریقہ ہیں۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تہی آپ ۱۲۸۶ھ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوف کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب سے اسطرح سلوک فرماتے ہیں کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تہا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب ہی کو مخصوص تہی کیونکہ انعام دار و جاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہیں انکی نسبت عرب کی مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہیں۔ باہم ایک دوسرے کی تباہی و ہلاکی کی فکر کرتے ہیں۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب مین تہی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہیے۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہیے مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تہا۔ نہایت محبت و مرحمت فرماتے تہے۔ میرا عالم شباب تہا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تہے۔ کبھی حقارت سے نہین دیکہا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی ناخوش و رنجیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجہتی تہین۔ مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبھی کبھی ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجھسے ناخوش و رنجیدہ ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پندا شتیم آپ مجھسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبھی بہولکبہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُن کو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تہے۔ آپکا کلام فارسی اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ قصبہ بلگرام پور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۰۲ھ ہجری دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو ہین یہی تینون بزرگ قصبہ مذکور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے۔ واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے محبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبہ مذکورہ میں ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اسمیں پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھیں اللہ تعالیٰ آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو اسمان سیادت و نجابت کے ثوابت میں کامیاب فائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرے خواجہ قطب الدین کبیل دوم اول سلمہا اللہ تعالیٰ صاحب جمعہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت میں خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرات میں بمثل مہانداری غربا نوازی میں بے بدل تھے موالف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت کرم فرماتے تھے ۱۳۱۲ھ ہجری میں فوت ہوئے ان کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک مخبر ہیں خدا انکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہیں انگریزی مرہٹی و فارسی میں عمدہ لیاقت رکھتے ہیں اکثر بیمار رہتے ہیں مگر فی الحال چاق و تندرست ہیں وہ بھی خلیق و لئیق ہیں مہمان نوازی انکی موروثی عادت ہے۔ جناب خانصاحب کے تینوں صاحبزادے خلاف صدق تھے انہیں سے ایک بندہ میں سلمہ اللہ تعالیٰ

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص - میر احمد خان نام - نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہیں۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری میں ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی میں ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم ورواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف وعظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت میں بھیجا۔ چشم بدور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار وہونہار تھے
تحصیل علم وکسب فضل میں مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم ومنون میں لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں دہلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام واہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم ونسق میں بڑی جانفشانی وعرقریزی
کی خوب انتظام دیا اور ملک میں امن وامان قائم کردیا۔ ادنی واعلی کو انعام واکرام و
جاگیر وخطابات سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دارالخلافہ دہلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند وپدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت میں پہنچ گئے۔ چندروز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت ورحمت
میں لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری میں اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کردیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری میں حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلالیا۔ آپ
فی الفور خدمت میں حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد میں لکھتے ہیں کہ فقیر بھی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسور گئے حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت کیا اور آپ اورنگ آباد آئے۔ پھر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پھر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے نواب آصفجاہ برہان پور مین متوجہ بہشت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو راجپور واد ہونی کی حکومت پر مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر رہے کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب نواعط ہدایت محی الدین سے ملگیا اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انورالدینخان ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۱۶ شعبان ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر انورالدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ سترہزار سوار و توپخانہ بیشمار و ایک لاکھ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلیچری جو اورنگ آباد سے پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ قریب پہلیچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیر خواہوں نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہیں
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہیں ہوئے۔ بدخواہوں نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی ہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہاں سے سرزمین ارکاٹ میں آئے۔ خیر خواہوں نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ میں قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہیں فرمایا۔ اسی
اثنا میں جنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ میں آگیا۔ پھر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُس کے ہاتھ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تھے۔ آپ کے نمکخوار و پرورش یافتہ تھے
مگر باطن میں بیناحق شناس ما لک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تھے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ ہجری میں زیر قلعہ جنجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری میں اسقدر قدرت نہ تھی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیر خواہوں نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہیں۔ نواب نے
اعتبار نہیں فرمایا۔ آپ سمجھتے تھے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہیں۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ میں فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہیں دیا پھر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجھکو نہیں پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اسیوقت کام تمام کردی۔ پھر افاغنہ نے
نواب کا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تھا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھہ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا۔ شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا۔ شہادت قریب قلعہ چنچی واقع ہوی۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت — فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد — تاریخ گفت نوحہ گر آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے۔ بندہ نواز و غریب پرور۔ الواعظ علم علی زی مروت و جرأت تھے۔ فصاحت و بلاغت مین بیدل ثانی۔ سخن گوی و سخن فہمی مین فرید دہر تھے۔ مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے۔ کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے۔ نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہین اجنبی شخص یکبارگی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے۔ آپکا جب کہ دیوان آپکے تین دیوان مین اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آنا نصر اللہ المخاطب نواب لائق یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین۔ فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما	ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جمالت روشن	فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

شرف آدمی از یمن ارادت باشد — ولہ — دست تسلیم او بگاہ بود افسر ما
ناصر از یاوری ہمت شاہ مردان — شاہد فتح و ظفر جلوہ کند در بر ما
بدست ناز فشاندی چو زلف عنبر فشان را — ولہ — بروئے خاک فکندی چہ آہ پریشان را
ز قدر و منزلت ہرگز نگردد ذرہ کمتر — ز مور ضعیفی بوسہ گر دست سلیمان را
ارسطو شد ز وطرت باریاب بزم سکندر — بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاہان را
گر تو خواہی بقائے دولت را — ولہ — براو بسانہ بنائے دولت را
از کرم ہر کہ دام گستردہ ہمت — صید سازد ہمائے دولت را
گل خلق ست خوشنما ناصر — چمن دلکشائے دولت را
امید ہا ز وصال تو در دل ست مرا — ولہ — ازین خیال بہاری مقابل ست مرا
ز حال من مگذر ظالما اے ستمگار افگن — کہ از طپیدن دل نبض در بغل ست مرا
ہر کہ رنجے میکشد آخر گنجے میرسد — ولہ — میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا
صید ہا دارد ز زلف خط و خال کسے — گرد رایم در گلستان سنبل و ریحان مرا
فشاندہ ایم ز دامن چو گرد دنیا را — ولہ — فگندہ ایم چو اشک از نگاہ عقبیٰ را
شمار شوق تو از وسع خامہ بیرون ست — کہ در سبو نتوان کرد آب دریا را
از ہجر تا نمک پاشید بر چاک جگر — ولہ — سینہ خود مختصر آب میدانیم ما
صبر و دوری از رخ او گرچہ باشد تا بنفس — بیشتر از محنت یوب میدانیم ما
دل ز زخم تیغ جانان بوستانے شد مرا — ولہ — جوش ز خون در نظر جوئے روانی شد مرا
ہمسفر در راہ عشق او مرا در کار نیست — حرف با ہر کوہ کردم ہمزبانی شد مرا
کہنہ رندیم و نظر بازیم ما — ولہ — بادہ نوشیم و کیسہ پردازیم ما

طائر صحرائے غربت بودہ ایم — از پر خود خانہ می سازیم ما
سیر بابے بال و بے پر بودہ ہست — ہمچو بوئے گل بپرواز یم ما

تشنہ ام با وجود سیرابی — ولہ — آب شمشیر کردہ اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من — گرچہ تکفیر کردہ اند مرا

ہر بہارے را خزانے لازم ہست — ولہ — گر بر نگ گل گہے خاریم ما
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا — ولہ — میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا

میزند از جوش خجلت مہر خاموشی بلب — گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

نگاہش دادرشوخی سبق وحشی غزالان را — ولہ — قدش آموخت آئین نزاکت نونہالان را
مدہ آنزلف ناز ک را بدست شانہ ہر ساعت — پریشان می کنی خاطر چرا آشفتہ حالان را

خداوندا الہا کردگارا — ولہ — رحیما جرم بخشا بردبارا
بدہ امن و امان و تندرستی — نظام الملک آصفجاہ ما را

غمے دارم کہ پایان نیست اورا — ولہ — چہ پرسی از دلم جان نیست اورا
ولے دارم بدرد و غم سرشتہ — کہ ہرگز فکر درمان نیست اورا

شد از فروغ چہرۂ او ساغر آفتاب — ولہ — آئینہ دار از رخ او در بر آفتاب
شاہ و گدا بدیدۂ روشن گہر یکی ست — ولہ — یکسان کند نگاہ بخاک زر آفتاب

وصف روئے کیست یارب بر زبان عندلیب — ولہ — چشمۂ خورشید رخشان شد دہان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشتہ ہست — پرتو حسن کہ زد آتش بجان عندلیب

جام می از عکس او شد آفتاب — ولہ — ساقی امشب طرفہ نقشے زد بر آب
می کشد عاشق ز خون دل شراب — باشد از لخت جگر بہرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او ... ولہ ... آتش دوزخ نشیند زالتہاب
کردہ ام چون نام احمد را رقم ... از گل حرفم دمد بوئے گلاب

شمع جانسوزی کہ ما را در جگر آتش زدہ ... ولہ ... بہر خود فانوس از بال و پر پروانہ ساخت
ہر کہ در لخت دل خود جا کہا انداختہ است ... بے تکلف ہمچو ما زلف سخن را شانہ ساخت

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست ... ولہ ... سینۂ شب از کواکب داغدار زلف کیست
خاکسارہا بخود لازم غروری داشتہ است ... برسر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

نوبہار آمد جہانرا پر گل عشرت نمود ... ولہ ... در گلستان غنچہ لب خندیدن گرفت
تا کہ روئے آتشین او برآمد از نقاب ... شبنم از خورشید عالمتاب پا لیدن گرفت

دیدۂ مور من از فیض قناعت سیر است ... ولہ ... ورنہ در خندان سلیمان شکرے نیست کہ نیست
در خور حوصلہ ہر کس ثمرے می چیند ... ورنہ در باغ سخاوت ثمرے نیست کہ نیست

ما را ہجوم داغ بہ لشکر برابر است ... ولہ ... اقلیم دل بملک سکندر برابر است
دریا دلان تمیز بہ بخشش نمی کنند ... کف در کف محیط بہ عنبر برابر است

ابر ہا امسال بر مستانہ رفتار آمدہ است ... ولہ ... از شگوفہ شاخہا آشفتہ دستار آمدہ است
دامن ہر ذرہ پر شد از گوہر چون صدف ... ابر دریا دل بہ بخششہای بسیار آمدہ است

کعبۂ صدق و صفا خلوت درویشان است ... ولہ ... سجدہ گاہ دو جہان حضرت درویشانست
سنگ را آنکہ کند لعل بہ یک چشم زدن ... کیمیائے نظر رحمت درویشانست

خادم خواجۂ شیراز بجانم ناصر ... مایۂ محتشمی خدمت درویشانست

بے نیاز ست دوائے کہ نظیر تن خود ... ولہ ... فکر اسباب جہان مایۂ صد دردسر است
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است ... سہل چون میوۂ خودرو پسر بے پدر است

هیچکس یاری نمی پرسد زحال یکدگر
دوستداریها زطبع دوستان برخاسته است

جلوهٔ یوسف بیخشم اهل عرفان میدهد
هر کجا گرگی زراه کاروان برخاسته است

نوبهار خجسته بنیاد است
روزگار خجسته بنیاد است

سایبانی اگر بعالم هست
جویبار خجسته بنیاد است

هر متاعی که هست در عالم
در و یار خجسته بنیاد است

دولت آباد قلعهٔ همیشل
در و جوار خجسته بنیاد است

قیمتش جوهری نمیداند
آب هر قطره بی بهاگهرست

در صدف نیست قیمت گوهر
در وطن خوار صاحب هنرست

سبزهٔ این خاک از آب هوائی دیگر است
سبزهٔ این خاک از نشو و نمائی دیگر است

هر بیصرا و اد گان عالم تجرید را
کاروان دیگر و بانگ درائی دیگر است

دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق
داغ درد بی دوا را کیمیائی دیگر است

میرود دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است
بت پرستی دگر و یار پرستی دگر است

گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند
آب رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر است

نخل بار آور خود سنگ عوض نخشد ثمر
دلالی هدی از شخص حسابخوشنما است

میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش
خدمت پیران شمار اے جوانان خوشنما است

سیر عشرتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم
جائے آسایش دل محفل درویشان است

نیست ربطے بهم مرو بدرویشانش
نسبتے صرف تشابل در و یشانست

در معرض تلف همه اسباب دنیوی است
می بین که مه بعین کمالش زوال داشت

بوئے ثبات نیست درین تیره خاکدان
هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد دست سلیمان مور را از آه ضعف ‌ ولہ ‌ نا توانان را ز فیض عجز زوری دیگر ست
پاسبانان زمانرا خواب غفلت برده است ‌ انتظام ملک را ز انر و فتوری دیگر ست
روشن جهان ز مهر جمال محمد ست ‌ ولہ ‌ بیحد و حصر و وصف کمال محمد ست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند ‌ صلوة بر محمد و آل محمد ست
فاضل ترین امت صدیق اکبر ست ‌ ولہ ‌ شائسته خلافت صدیق اکبر ست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود ‌ از جمله از صداقت صدیق اکبر ست
در روستان نشان محبت نمانده است ‌ ولہ ‌ فرقی کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوه احسان نمی کنم ‌ افسوس شرم چشم مروت نمانده است
می کشیم هوای گلستان رخ جانان عبث ‌ ولہ ‌ بے خط و رخش نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام ‌ میزنم پر از برای دیدن بستان عبث
از دعائے خیر ما جان برآید کار ها ‌ ولہ ‌ هست تیرے روئے ترکش آه سر و احتیاج
شنبل ما را شاخ کمتر زرد می سازد چو برگ ‌ باشد از برد خزان هم سخت برد احتیاج
مهر چو خشل آفتاب صبح امید ست صبح ‌ ولہ ‌ بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
مصرع مهیائی ست سیلی ناصر بزخ ‌ دیده غفلت کشا صبح دمیده است صبح
اگر بهار کند چهره گلستان رخ ‌ ولہ ‌ نمود رنگ رخ ما خیال جانان رخ
ز خون دیده من لعل بار شد گاهے ‌ زین بهار بود قطره هائے باران رخ
نگاه شوق من از روئے او گل چیدنی دارد ‌ ولہ ‌ ز روئے لطف و هم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کرد ست در طبعش ‌ بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد
دلم از سیل غم نرفت ز جا ‌ ولہ ‌ کوه صبر و شکیب باید دید

آتش گل چه داغها که نکرد | ولہ | جگر عندلیب باید دید
فقرا پادشاهان می باشند | ولہ | افتخار دو جهان می باشد
عاشقان سوخته جان می باشند | | شمع شان شعله زبان می باشد
کسے زآهوئے وحشی شنیده هست وفا | ولہ | هلاک چشم تو گشتن سزائے دل باشد
سعادت دو جهان روبسوئے او آرد | | کسے که بر سر دولت سزائے دل باشد
تا که در معرکه عریان نشود | ولہ | جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هر کس دگر است | | مور از تخت سلیمان نشود
ابر در یا دل بدست گوهر افشان می رسد | ولہ | گنجها در دامن امید واران می رسد
خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد | | تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن | | در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد
رنگ و بوئے زر وفا نیست درین گلزار یان | ولہ | عاشق حسن کسے شو که وفائے دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید | | ناصرا چه قدر فکر رسائے دارد
رشته عمر ابد شاید بدست آورده است | ولہ | هر کسے بر مرگ دشمن شادمانی میکند
عجز را نازم که دارد این بزرگیها بخود | | مور بر دست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد | | در بتاج پادشاهان کامرانی میکند
غنچه آسا هر کسے با گوشه دل ساخته است | | در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف بیرون | | زاهد عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران جلگی بحر | | هر زه گردیهائے کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد | | بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی زمه عید نمود ولله اختر عیش درخشید مبارک باشد
ز فیض بی ثمر بهاست مرو در چمن آزاد ولله فراغتست کسیرا که او عیالی ندارد
بزیر چرخ نشستن به تیز بالان زیبد قفس خوش ست بمرغی که پر و بال ندارد
محو کن نقش غیر را از دل ولله عارف نقشبند می گوید
هر که ناصر ز عشق گفت سخن سخن ارجمند می گوید
رافت و عدل هر که پیشه کند ولله صاحب چتر و تاج زر گردد
گرم و سرد زمانه میداند همچو ماهر که بحر و بر گردد
قیمت و قدر زفزون میشود از فیض سفر ولله روشنان همچو گهر کے بوطن پردازند
بتان که چهرهٔ خود بے نقاب می سازند ولله ز برق چهرهٔ دل اکباب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید ولله این نام چو خورشید ز انعام برآید
آرایش ظاهر نشود زینت باطن از قند کجا تلخی بادام آید
بما یک رشته ز مو ئے یار بس باشد ولله بکار ما دان این سبحهٔ صد دانه می آید
چون گل شگفته روئے درین باغ میشود کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
مانند برق زود فلک تاز می شود از خود سفر کسے که بباں شرر کند
یوسف عزیز مصر نمیگردد اے عزیز ولله تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
گوهر بجائے قطره بدریا فشاند ابر طبع کریم منت احسان نمی کشد
نیست اکسیر دیگرے به ازین ولله خویش را خاکسار باید کرد
اعتبارے ندارد این دنیا حرف ما اعتبار باید کرد

رمس خود را از خاکساریها ولہ زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب راستی را شعار باید کرد

گمنام چنان شدم که عنقا ولہ راہے بسرائے ما ندارد
دامان و دست آرزویش پر گہر شود ولہ در یوزہ ہر کہ از در شاہ دکن شود

عیسیٰ صفت بطارم خورشید جا کنند ولہ آنہا کہ ترک خلق برائے خدا کنند
حد دانش زین تصور می تواند کرد عاقل ولہ کہ او ضاع جہان کاہے چنین کاہے چنان باشد

گر گہر تیر بفرق بندہ نا مخلص رسد آلہی در جہان باشد سلامت کہ جہان باشد

زہر آب دو نامک مژگان خونبارش را ولہ زخمی زنند سینہ و ناسور می کند
آنہا کہ دل بحلقۂ زنجیر بستہ اند ولہ تا رنگ بر لف گرہ گیر بستہ اند
ملعون خلق عالم و مہ مسلمین شود ہمہی کہ دل بطعنہ و تکفیر بستہ اند

بخاکساری اوج فلک مجو ولہ کسے کہ بر در دلہا دنی گدائی کرد
شمار درد من خاکسار ممکن نیست ولہ حساب ریگ بیابان کرا می تواند کرد

از طپیدنہا دلم تاثیر دیگر میدہد ولہ طائر جانہا ز شوق وصل پر می دہد
یادش بود ز شربت جان در دہان لذیذ ولہ نامش بود ز شہد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا کہ ز تیغ تو می چکد ولہ ما را بود ز آب خضر جاودان لذیذ

الٰہی شہر ہائے من نگہدار ولہ کہن رسوا حیائے من نگہدار
چہ دیروز و چہ امروز و چہ فردا مرا باشد خدائے من نگہدار

از ینکہ لازم سر داریست و ہشیاری
مرو بخواب تو اے میر کاروان زنہار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر — ولله — مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار
هرچند من زهر دو جهان دست شسته ام — ولله — هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار
از خاکساری ست بدل روشنی نصیب — ولله — آئینه صاف میشود از صیقل غبار
گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر — ولله — سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر
ترا صفائی دل از مطلبست پاک بسوز — ولله — برای آئینه خاکستر ست چون اکسیر
با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق — ولله — میکنم مشق جنونی در دبستان بهار
نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان — ابرها امسال آورده ست طوفان بها
قرب آتش خانمان پنبه سوخت — ولله — الحذر از قرب سلطان الحذر
خرمن پروانه یکسر سوخته ست — الحذر از شمع خندان الحذر
زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم — ولله — در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر
هر درختی که شود خشک نه آشر هوا — ولله — غیر آتش نبود ثمری نیست دگر
نبود سلسلهٔ عشق مرا بیست عمر — ولله — ازان رشتهٔ تعلق مجرد ست عمر
رفیق همدم و یار محمد ست عمر — ز ما سوائے محبت مجرد ست عمر
مشکل ز آدمی بسا نامه چه کار — ولله — با شراب دهرم و یارانم چه کار
هرچه با شاهد قامت دارد با اصل خود رجوع — ولله — مهر سد آخر بدریا از ره سیلاب ابر
موج پر زور سرشکم تا سر کیوان رسید — از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر
مرا کی ست دلم گرم با نوا و مساز — ولله — کباب شعلهٔ حسن ست و شعلهٔ آواز
بیا ناصر از راه صدق و یقین — ولله — بشو بندهٔ شاه گیسو دراز
هر خسیسی بسر شش دعوی شیخی ما شد — حرمت جبه و دستار نمانده ست امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول ولد دل دارسته بیکار نمانده ست امروز
زراه ورسم محبت اگر خبر داری ولد زخویش گذر و با یار آشنا می ساز
سر بسر دشت جنون دیوانها پیموده اند ولد عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس
میخانها کشاده و شرابی ندید کس ولد برخواست ابر و دم آبی ندید کس
گذشت عمر بسودائی زلف یار افسوس ولد زسر گذشت سیه بختیم هزار افسوس
بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن بغیر یار بود ماندن و یار افسوس
اخلاق نیک حاصل کس میشود زکسب ولد وسعی جهد نیکی اطوار خویش باش
شاد کردی تو خاطر ما را ولد اے پیر و همیشه شاد ان باش
کار عالم از و نمی آید ولد هر کرا شد بفکر راحت خویش
چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش ولد راست ربود تاب دل مین کج کلاهنش
بزم بے غرضان ننگرون توانی شد ولد خط نوشت اگر سیه ہی بخون غرض
ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل ولد ساقی رسید طرفه بسامان انبساط
پروانه وار ساغرش رقص می کند ولد زنور خنده شمع شبستان انبساط
چهره گلگون او را شد خط اخضر محیط ولد گشت این دریا چو حسن او نماز اغضر محیط
خاک زرگیسان بود در وصف چون عنبر سیاه میکند از خویش عنبرین همچو عنبر محیط
شبنم نهین ز ال گلرنست درین باغ ولد گل نیز زغم جامه درانست درین باغ
لب بسته سیه پوش زماتم شده سوسن با آنکه هزار اے زبانست درین باغ
تیر باران حوادث بسکه دیده گشته سپر ولد صورت پیکان دهد هر برگ نیلوفر خلاف
گر زند بر فرق و بر تنگا فگند سینه تا بناف

تا گشته ایم از سر الفت فنای عشق	ولہ	دانسته ایم عمر ابد در بقای عشق
دل را زما گرفته بجای سپرده است	ولہ	زین پیشتر ما چه بود مدعای عشق
گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک	ولہ	در جلوه گلعذاران بر ما شفقان مبارک
آتش رخسار او سازد دل ما را کباب	ولہ	لعل شیرینش فشاند بر کباب ما نمک

شد سبز دیار کرناٹک	نظم گشت کار کرناٹک
میکشد دل دیار کرناٹک	میتوان گشت یار کرناٹک
شکند قیمت زمرد را	جلوهٔ سبزه زار کرناٹک
خاک او حکم کیمیا دارد	جعد را اعتبار کرناٹک
زر و سیم است همچو یک روان	جا بجا در دیار کرناٹک
طعنه زد بر طلای خالص زر	زر کامل عیار کرناٹک
در خور تاج پادشاهان است	گوهر شاهوار کرناٹک
از حساب و محاسبت بیرون	شجر میوه دار کرناٹک
هست در طرف آبهای لذیذ	شربت خوشگوار کرناٹک
دشت در دشت مشکبار است	دیده ام گشت و کار کرناٹک
خال رخسار هفت اقلیم است	حسن سبز دیار کرناٹک
بره موقیت از جلال آباد	در حلاوت انار کرناٹک
مقدم فتح تو ای ناصر	باعث افتخار کرناٹک
بادشاها همای همت تو	زیر بر کرد فتح کرناٹک
بال بگشاد تا به تسخیرش	سر بسر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را | تاج سر کرد فتح کرناتک
نو نهال مراد را ناصر | پر ثمر کرد فتح کرناتک

باغ جهان من گلے را ندیدم | ولہ | کز و نکهت مهر و الفت نشیدم
ز مدهر که از من زاد من زادم | ولہ | ز دامان او دست خود را کشیدم
عشق بازی ما ز ازل کار من است | ولہ | من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست | | زیر خاکستر چو اخگر مانده ام
بسے سیر کردم بهار و خزان را | ولہ | زمان گل و خار را می شناسم
داغ عشقم کباب را مانم | ولہ | تیغ کا هم شراب را مانم
بسکه آئینه دار او گشتم | ولہ | صیقل آفتاب را مانم
هر قدر رنگ خودی باخته ام | ولہ | خویش را محرم او ساخته ام
ناصر از فضل آلهی فتح است | ولہ | هر کجا من علم او افراخته ام
نو بهار ملک میسور ست و ما و باده ایم | ولہ | بر بساط کامرانی دامن عشرت زده ایم
تا کمر در خدمت بیت الغنب بسته ایم | | بر در میخانه شب تا صبح بیدار ایم
نو بهار آمد بصحرا میروم | ولہ | از میان شهر بیرون میروم
خاکساری عاقبت آید بکار | | با چشمش سر بآسمان میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد | | شمشیر تو ز آب بقا کرد وار خم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سر ست | | ناصر ز ظل بال هما کرد وار خم
چو درد هجر آزارے ندیدم | | ازین دشوار تر کارے ندیدم
بود هر خوب را زشتے مقارن | | گلے در باغ بیخارے ندیدم

مثال آصف جم جاه نامور ... ولله ... امیر تازه گفتاری ندیدم

گر ندارم هنری شکر خدا را عمریست ... ولله ... مجلس انس ربابی هنر داشته ام

بال پروازی اگر آمین شر میدانشتم ... ولله ... پای خود زین وادی خونخوار میدانشتم

قد آن نونهال را نازم ... ولله ... پایه اعتدال را نازم

سخنش جان تازه می بخشد ... اثر این مقال را نازم

ارتفاع جاه دنیا پست تر افتاد جاه ... ولله ... در تلاش منصب سنجر نمیباید شدن

افراشت هر طرف که لوا لشکر کن ... ولله ... منصور شاه بفضل خدا لشکر کن

از بهر دفع سحر سیه مار و کفر شرک ... دارد بکف ز معجزه عصا لشکر کن

عنایت آشنا بیک سخن ما را آشنا کردی ... ولله ... با نوا چون بند بندی بود عصای من

زانکه در راه طلب گذاشتم هرگز قدم ... تو تیا شد سرمه گی دارد ز خاکپای من

خوبان دلست غنچه ز رشک دهان تو ... ولله ... گردید سرو بنده سروران تو

چنان گرد آب طوفان گذشت از سر من ... گذشت از سر من اشک آنچنان بیتو

ای کائنات جمله نظر بر رضای تو ... تا دهر و ماه ارض و سما در ثنای تو

بستم کمر خوشید صفت جاه طراز را ... چشتم بدور رکه خوش زره نواز آمده

نیاز ش سر بر سر افلاک سایان ... بر سر لطف چو اے بنده نواز آمده

از لعل لبت بر سر گفتار رسیده ... از جیب صدف گوهر شهوار رسیده

دل را اسیر زلف سیه فام کرده ... این آهوئے رمیده چسان رام کرده

ز دنیا گر دولت بر کنده باشی ... قبول مردم دل زنده باشی

بهار زندگانی گل کند گل ... ز رنگ ابر گر بارنده باشی

بمطلب میرسی روزے یقین است	ولہ	بسوئے او اگر پوینده باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے	ولہ	قربان شدم نماز خرامیدن کسے
شرمنده کرد سرو و گل و غنچه را بباغ		خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا نه نشین چو خاک بدریا نمی شوی		جوہر شناس گوہر دلہا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اے مایه ناز آمده ام		مشتاق تو اے بنده نواز آمده ام
از تابش خورشید قیامت چه غم است		در سایه گیسوئے دراز آمده ام
من در حرم بنده نواز آمده ام	ولہ	از صدق و صفا وقت نماز آمده ام
از صبح بود کلام من روشن تر		از روئے ارادت به نیاز آمده ام

نامی - مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص - تراب علی نام - عباسی الاصل ہین آپکا وطن خیرآباد ہے - من شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت مین ختم کین - اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت مین کین - تحصیل سے فارغ ہوئے کے بعد تلاش معاش مین کلکته گئے - حکام برطانیه کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس مین آئے - کمپنی کے مدرسه مین مدرس ہوئے چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے - مراجعت کے وقت مقام مکه معظمه مین سنه ۱۲۴۱ ہجری مین فردوس برین روانه ہوئے - آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے - نیک محضر و نیک سیرت تھے - خوش تقریر خوش تحریر تھے - شعر و شاعری مین

دلچسپی رکھتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا

من اشعارہ الفارسی

سحر از جنبش نسیم دگلگشت چمن — یاد م آمد روش قامت دلجوئی کسے
ہر زمان دست کشان می بردم جذبہ عشق — از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود — دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی ۔ سید اصغر حسین

ناجی تخلص ۔ سید اصغر حسین نام ۔ آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہیں آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت میں خدمات بزرگ پر مامور رہے ہیں ۔ جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز ۔ آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم حساب میں کمال مہارت رکھتے تھے ۔ اور انتظام مہمات ملک سے خوب باخبر تھے ریاست حیدرآباد میں مرکے دولت کے زمانہ تک نہایت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے ۔ منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و صدر جنگ بہادر و جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انہیں کے تفویض کیا تھا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بھی انہیں کے اہتمام میں زمانہ دراز تک رہا ۔ خوش اخلاق و نیک نیت تھے ۔ اقربا و احباب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے ۔ سادات زائرین کی بھی خدمت کرتے تھے ۔ آپنے ایک مسجد چادر گھاٹ میں موسیٰ ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت میں ایک دوکان بھی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف میں آوے ۔ آخر عمر میں حج

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی ۱۳۰۶ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت باجی صاحب ترجمہ بمصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ باز پدر۔ اہل مناصب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عالیشان کو توالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق رکھتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس حد تک ہے کہ معاصرین و اقران
آپکو اُستاد سمجھتے ہین آپکے کلام مین ہر رنگ کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ مین
اکثر مین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ فرمانے لگے اور قصائد ہی کہتے رہے
یدبیضا رکھتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون کرنے مین مشاق ہونا
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زمانہ سب سے بلند پایہ شاعر نواب
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو دعائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر بہ بر فلک — کرد چون سفر سوے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزاش — شد سوے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کد خدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسین شد — از لطف ولی اللہ و زامداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش — قربان حسین شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت تجمل — قبا پہنے کوئی زریں ہے اور کوئی نگار و نکی
بصد حسرت فلک کہتے نہ کیونکر چشم انجم سے — کہ بزم عیش امیر و نکی ہے محفل نامدار و نکی
ہوا کرتے ہیں عشرتیں بسر ان عیش میں لیکن — کبھی مجمع عزیز و نکا کبھی صحبت ہے یار و نکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم کہے دایم — فزوں ہو خضر کے ہی عمر سے عمر انکے یار و نکی
یہ دونو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہیں — رہیں خرم برآئین انسے امیدیں ہزار و نکی
بنے ہر ایک دل اور دو لہن کو ماہ کرلائیں — رہے سہرون میں چہرے چاند سے چھاؤں تار و نکی
خیال سال تاریخ آیا جب اس بسم انکو کا — کہا ناجی نے۔ بسم اللہ ہوئی دو گلعذار و نکی
۱۳

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رام پوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الرس رائے بریلی مصطفی آباد عرف رام پور ہے۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے
ضلع پیلی بھیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عام
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے۔ ۱۳۰۸ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب توسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بستی جلوا یات
احکام قرانی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا۔ تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی۔ تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے
بذریعہ نواب فسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک
آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا مکمل
ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین
نواب فسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد
مدرسہ آصفیہ واقع ناک پیٹہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین
دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ کی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب
واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے
گوشہ نشین متوکل رہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے
سمستان تالین پرگنہ مورندہی کے انجام اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال
سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا معتمات سے ہین۔ آپکو
درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین
متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع
ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسّی سے زائد ہے۔ فی زمانہ بہی تالیف کا
سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس تدریس و تالیفات شعر و
شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع
سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمّات
وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بدیہۃً موقع و محل پر واقعات
کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسمائے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب بندہ ورسمجھکے معاف فرمائینگے منجملہ اسکی کتب کے ۴۵ کتب شایع ہوچکی ہین انمین ۱۲ رسائل منظوم ہین۔ اب مین آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد ۔۔۔ جو سب سے ہو بہتر ہے بدسے زائد
دانا کہ یہ سب ہی مگر سچ یہی نہین ۔۔۔ بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی واپسی دربار قیصری کی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکہی مقبول خاص و عام ہوی۔ حسب الطلب لکہی

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کی پیشین نہین آئے
جان کرکے فدا رعایا نے کہا	دہلی سے حضور لکھنؤ مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد ۱۹۰۱ء پندرہوان جلوس سال ۱۵ جلوس مبارک مولوی امجد علیخان محسن الملک نے کانفرس کی رپورٹ مین اس فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

نصرت ۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص ۔ عباس قلیخان نام ۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا ہے کہ انکے والد

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تہا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زہیم آنکہ دوران شناسیم از وی جدا سازد	برویش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ	سخت واماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص ۔ سید عزیز نام ۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہادی ز سر وفا	مارا چو دید سستی پارا بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص ۔ محمد مہدی نام ۔ آپ محمد عارف لدیخان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی ۔ آپنے نشو و نما یہی دامان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپنے اولا کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین ۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا ۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی ۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دلمین زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا ۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین متعدبانے گئے اور ایام خورد سالی مین والد ماجد کے ساتھہ وطن سے برآمد ہوئے
اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پھر سترہ برس کی عمر مین وطن لوٹ آئے
بذریعہ مولوی تراب علیصاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم
کے لئے ملازم ہوئے۔ درس و تدریس مین تخمیناً سترہ برس تک مصروف و ملازم رہے
آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذارہ اوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی
پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن
مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان مولوی سید جام
عالم واعظ سے ملاقات ہدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بمجلس شعرا
کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے
آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف التصنیف
تھے۔ **من تالیفاته** ۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع
املا نامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد در مختار۔ ترجمہ ابالصالحین
خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب لاطبا ترجمہ موجز۔
آپ نہایت ذکی الطبع موزون تھے۔ سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے
قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست
ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست۔ **من اشعارہ الفارسی**

بہ کہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	باد بانے گشتہ موج جو پیراہن مرا

گردش چشم سیاهش سرمه آواز شد ولہ چون ستمهای رقیبان کرد فریادی مرا
ماهیم را کز آب چشم من گردیده تر یاد کن غیر از جواب خشک دادی مرا
چو آن سرو چراغان کز هوایش شعله می بالد ولہ نهال قامتم بالیده شد از گرمی تپ ها
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب ولہ دریا فتم علامت شبخون آفتاب
عاشق که شکر بوسه لبت را چو پسته گفت ولہ تشبیه تازه بزبان شکسته گفت
حیف باشد چاره عریانی مجنون نکرد ولہ آمده با این فراخی دامن صحرا بعث
جذبه عشق نظر کن که پس از مردن من ولہ خاکم آویخته با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن ایدوست هوس شد ولہ ذکر تو بپاکی گهر تار نفس شد
جواب بخت من نخواهد دید روی انقطاع ولہ رشته آمال صرف پرده های خواب شد
در شوق بوسه لب او خون دلم ولہ باشد بر نگ شیر و شکر در جهان لذیذ
کسیکه از تو سپرده ره عدم بر تیغ ولہ نهاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی - محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص - محمد شمس الدین نام - خاندان مشائخ قادریه سے تها - اسکی تخمیناً ولادت ۱۰۷۹ هجری کے آخر شهر اورنگ آباد دکن مین واقع هوئی نشو و نما بهی اسی مین کی آب و هوا مین هوا - ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دلمین پیدا هوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا هو کے سفر اختیار کیا - اس زمانه مین احمد آباد گجرات دار العلم تها - وهان مولانا وجیه الدین العلوی الگجراتی المتوفی ۹۹۹ کا مدرسه مشهور تها

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے مدرسہ مین داخل ہوکے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد و لیاقت حاصل کرکے علوی خاندان مین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقہ قادریہ شطاریہ مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب کہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا قناعت پسند و متوکل مزاج تہا۔ دنیا و مافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی و تنہائی کو پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی خداداد تہی۔ زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل ہند نے اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم کو دکنیون کو ولی کے نام پر فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے

اوائل مین ہند مین دلی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ
ولہجہ مین ابہ الامتیاز تہا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑہتی رہی اور اہل زبان
اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور
دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہین ہوئی۔ ابتک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلی کے نام لکہی گئی۔ دلی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ کے فرقہ مین علوم و فنون کی نہرین
جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبہ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے ابہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیضیابی
سے سبق شاگردی پڑہے ہین۔ اور اہل اسلام کو استاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی الوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہمارے استادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم تنگ خاندان دنیا
اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
استاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین ہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین
اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہ انقلاب انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے مصداق
ملک لایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر طعن و طعن نہین کرنا چاہیے۔
ولی شاعر پر گو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی
موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین
جولانی طبیعت دکہلاتا۔ کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پھر اسکو اسبات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیئے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیئے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندھنا چاہیئے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلد و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا سبنے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے۔ ہنا کے اطراف و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گویے گانے لگے بعض نے لکھا کہ مینک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین غزلین لکھے۔ سب معاصرین نے اسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اسکا نام اول لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان علی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اسکے برادر زادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہوچکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود ہے افسوس ہے ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ دیگر فی زمانہ مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان خوشخط دیکھے۔ وجود مین۔ اِن کُنتَ شَائِقًا فَارجِع اِلَیہ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک شیدا زادہ مسمی بوالمعانی سے نہایت محبت کرتا تھا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی مدح و تعریف مین گویا رہتا تھا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ جدائی کو گوارا نہین کرتا تھا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلی و سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بھی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تھا ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تھا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ ہی ہمراہ تھا۔ ولی کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصر نے بھی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو بڑی عظمت و شان سے دیکھا۔ کثرت محبت سے سر و آنکھون پر رکھا۔ پھر دلی مین ولی کے دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجود نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال شوق سے غزلین لکھ لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکھون پر رکھا۔ دلی کے ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سننے سے لذت اُٹھانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بھی انہین کی غزلین جاری ہوئین سننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین شعرا موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز پر غزلین مرتب کرنے لگا تھوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے۔

اُس زمانہ مین دلی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ تھے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپسے فیض باطنی بھی پایا اور آپکے فرمانے سے اپنے کلام کو دلی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے۔ انمین اکثر اشعار باکید گر مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین
ٹہیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
دلی کے محاورہ مین نہین لکہا متفرق غزلین لکہی ہین اسوقت ہندوستان مین وہی
مقام کی یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجہی جاتی تہی۔ دکن کی زبان کو دلی کی
زبان سے مقابل ہونا تعلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تہا۔
دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علماء و شعراء و مشائخ کا مورد تہا۔ اکثر علماء توران
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آکے ہین
سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تہے۔ علماء و شعرا کو معزز عہدے
عطا کرتے تہے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر مین بڑے بڑے مدرسے تہے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تہے۔ ابتک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کٹہرے باقی ہین۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قطب کے
باہر لنگر حوض کے قریب تہا مسمار ہوگیا۔ مدرسہ کا بانی و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بہی ابتک قائم ہے۔ اب اسمین محمود مین علم پڑہایا جاتا ہے مین اور [illegible] سے مشہور ہے
علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین۔ در و دیوار شکستہ
آثار پدید دست صناید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹہے
متوطن ہوگئے تہے۔ اور دکنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تہے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تہے کہ سب انکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تہے۔ ان کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب و ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین یہی لائق و فائق ہوئے
ہین۔ ابتک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم نے ان سے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب مجلس شہدا کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی وہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کردیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی وہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس ولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے وہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال　　تہا گیارہ سو پر اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بہی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول　　ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین وہ مجلس کے بہی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹہائین۔ وہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد ولی پہر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تہا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹہا کہ مر کر اٹہا۔ کہتے ہین کہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اور اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بہی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بہی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہو گی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجہ الدین علوی سے ملایا۔ اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعہ مین مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ ہم نے وجہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکہا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکہی ہے جرمنی عالم متردد دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب لالا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکہدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بہی وجہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس مولا ولی اللہ لکہدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہو گیا۔ علاوہ اِن طرفہ یہہ ہے کہ صاحب بہات نے نام گجراتی کا لکہا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے غلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین	
یہ مکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہیتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکہن ہے
دکہنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اولی — لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بہی خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو — غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکہنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف نہی ہے اسوقت سے اب تک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضاً لفظ نکو	
نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز	منہواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز
ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین	
بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی ہے	نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی ہے رنگ
ایضاً لفظ وہانچہ - بمعنی وہان	
شریعت کا جہان ہے شارع عام	یو تنکا وہانچہ کر آغاز و انجام
لفظ سنگات - بمعنی ہمراہ	
تب سون اٹہیا ہے دسون میرے غمر کا خیال	تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات
لفظ باتان - بمعنی باتین	
اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ	حرف تیرا اسکی ہین جیسین حلوۂ سوہان لذیذ
لفظ اپس - بمعنی اپنے	
کیا ہون بر مین آپسکے لباس عریانی	ولی برہ دیا یو قبا مجہے تشریف
لفظ بیگی - بمعنی جلدی	

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھہ	بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کیتیں

لفظ سٹ

عالمان دیکھہ تجھہ فصاحت کون	سٹ رہے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان - نوآبان کے باغان -

مجھہ دل کی آچمن مین کریک نظر تماشا	داغان کے ہے گلانسون روشن یو باغ مین

لفظ دستا بمعنی دیکھنا

کتاب الحسن کا یو مکھہ صفا تیرا صفا دستا — تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے واقعہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تہا — آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا -

ولی رند مشرب و حسن پرست تہا - نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا - پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا - صوفی زندہ دل صلح جو تہا - درویش دوست جگت گرو تہا - وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا - محبت کی راہ مین چلتا پرزا تہا - اور گلاب مین لالہ کیہمد اس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اداس ہوا - پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا بمرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دلی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تھا اور حسن الخالقین کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تھا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین ۔

کہیدا اس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب رنگ حیا کہیدا اس مین
آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین

ہے اُسکی مکھ سون جلوہ نما موج آفتاب
موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجھ دل کی جنت مین سویدا آہ جیون طوبی
لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سید معالی کا

تیرا قد دیکھہ اے سید معالی
سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال
سرو باغ ادا ہے امرت لال

ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز
اس سبب کم نما ہے امرت لال

لعل تیرے بہرے ہین امرت سون
نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال
استاد چال سرو ہے چال گوہر لال

برجا ہے اُسکی دل کو کہون گلشن بہار
آتا ہے جسکے دل مین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوی عشق سون آباد سب ہندوستان	حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خان
ہیچ وتاب ہیلان اسوقت مین بیجا نہین جب	لٹ پٹی دستار سون آتا ہے دو نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر وسیاحت کا مشتاق تہا۔ چند روز سورت مین رہا۔ وجد وسماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے۔ لاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم مارتا رہا۔ حسینان ہر جائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط وخال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پر نور یک شہر	بلاشک وشبہ ہے جگ مین مقصد دہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت	کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت وصورت سون سورت	ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر روصفائی	ولی ہے بیشتر حسن ادائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک وصاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان اور ہر ایک مصرع بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام ونشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط وخال کی تعریف مین اور حسن وجمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ ومعانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ ومعانی کا باہم ربط وضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جمایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین ولی ودکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دو مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہیں بطور نمونہ مذکور کئے ہین
اہل زبان تمیز کر سکتے ہین ۔ ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق
و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا ۔ حسن اعتقاد مین پورا تھا ۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تھا
اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم مارتا تھا ۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا
اولیاء کرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا مستغنی المزاج و وضعدار تھا ۔ اہل دنیا سے
غرض و تعلق نہین رکھتا تھا ۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے
انعام و اکرام کا خواہان ہوا ۔ جو کچھ کہا خدا و رسول کی حمد و ثنا مین کہا ۔ اہل بیت و اصحاب
کرام و اولیاء عظام کو بھی نہین بھولا ۔ جو کچھ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا
سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے ۔ یہ خاصان خدا کے لئے
مخصوص ہے ۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین ہی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا ۔ اکثر شعرا
مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے
ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین ۔

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

رجا ہے اگر جگمین ولی پھر کہ دوجی بار
رکھہ شوق تیرے شعر کا شہ فی حسن آوے

یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
مشہور جیون کر سخن اس بلبل شیرین کا

تجھہ حسن کی تعریف مین جب رشتہ بولے
سنے اسکون یقین اٹھہ جان و اسو حسان عجم آکر

تیری تواضع دیکھہ کر بر جا ہے یہ جان ولی
گر بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب — جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی — کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ نظام — کمر سون کہینچا خنجر چیرتا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے دلچسپ — الفت ہے دل جان سون مجھے میم مگر سون
پڑے سنکڑا چہل چیون مصرع برق — اگر مصرع لکہون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی رباعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی — در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی — زان سانکہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ؎

با عجاز سخن گر اوڑ چلے وہ — ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا — جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
وی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی — یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجھہ تیری پلکون کے انی نے — یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
دیکہنا صبح تجھہ رخسار کا ولہ — ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھہ یار کا — ولہ — ہے وظیفہ مجھہ دل بیمار کا
آرزوئے چشمہ کوثر نہین — تشنہ لب ہون شربت دیدار کا
بلبل و پروانہ کو زمان کے تئین — کام تہا تجھہ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اُس مخزن اسرار کا
گر ہوا ہے طالب آزادگی — بندہ ہو سبحہ و زنار کا
مند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھہ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہوتا سیر چن پر نثار — مدعا ہے چشم گوہر بار کا
بیوفائی نکر خدا سون ڈر — ولہ — جگ منہائی نکر خدا سون ڈر
ہے جدائی مین زندگی مشکل — آجدائی نکر خدا سون ڈر
اُس سون جو آشنائی ڈر کری — آشنائی نکر خدا سون ڈر
آرسی دیکھہ تہو مغرور — خودنمائی نکر خدا سون ڈر
اے ولی غیر آستانۂ یار — جبہہ سائی نکر خدا سون ڈر
جب صنم کون خیال باغ ہوا — ولہ — طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھہ ہر جانب — نازنین صاحب داغ ہوا
پان سین تجھہ لبان کے سرخ ہوا — جگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیون نہو روشن — جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولی گلبدن کون باغ مین دیکھہ — دل صد برگ باغ باغ ہوا
جسوقت اے سیر چمن تو بے حجاب ہوگا — ولہ — ہر ذرہ تجھہ جمالک سون جون آفتاب ہوگا
مت جا چمن مون لالہ بلبل پہ مت ستم کر — گرے سو تجھہ نگہہ کی گلگل گلاب ہوگا

مست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن ۔ ولہ ۔ تجھہ مکھہ کی تاب کیسے آئینہ آب ہوگا
نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کو لیکر ۔ سینے پہ عاشقان کے اب فتحیاب ہوگا
رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھہ پر روا بیظلم ۔ محشر مین تجھسین آخر میرا حساب ہوگا
مجھکو ہوا ہے معلوم اے مست جام خورین ۔ تجھہ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا
ہاتف نے یون دیا ہے مجھکو ولی بشارت ۔ اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

تجھہ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا ۔ ولہ ۔ ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا
سینہ مین اب محشر تلک کوئی نہین کو بسکے وہ ۔ جو تجھہ نین کے جام سون می پی کے متوالا ہوا
پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلیٰ مقصود کون ۔ جو عشق کے بازار مین مجنون نہ رسوا ہوا

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خود نمائی کا ۔ ولہ ۔ چڑھا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا
یہہ تل تجھہ مکھہ کے کعبہ مین مجھے سود حجر دستا ۔ ولہ ۔ ز نخدان مین تیرے مجھہ چاہ زمزم کا اثر دستا
کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد ۔ ولہ ۔ ہے علم اوپر معطل صورت شمشیر طلا
بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان ۔ ہے ہوس کی صاف سینہ مین تدبیر طلا
یوسف کنعانی مکھہ یہ تیری نے رلیخا وش نہین ۔ سورہ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا

خمار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجکون ۔ ولہ ۔ رکھون نشہ سمن انکھیان مین گرد مست آوے
عجب نین گرگلان دورین پکڑ کر صورت قمری ۔ اداسون جب چمن بہتر وہ سرو سرفراز آوے
تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے ۔ ولہ ۔ جس منے یکبار وہ گل پیرہن آوے
سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی ۔ گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے
کھینچین اس انکھیان منے جون کحل الجواہر ۔ عشاق کے گر ہاتھہ وہ خاک چرن آوے
ہرگز سخن سخن کو لاوے نہ زبان پر ۔ جس ہن مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت ۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص ۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تہا ۔ بلدۂ چارکار مین پیدا ہوا ۔ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلی مین آیا ۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا ۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبدالقادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا ۔ پہر دلی سے دکن مین آیا ۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا ۔ حضرت بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی ۔ اسوقت تکیہ مین بابا شاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے ۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے ۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکھنے سے حیران ہوتی تہی ہموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوئی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمۂ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد ۔ مسجد اقدس خیلے باصفا اتمام یافتہ ۔ خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین ۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین ۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے ۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا ۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کے ساتہہ ریزش کرتا ہے ۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اُسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا تمام صحن گلہائے رنگا رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بہی فیض بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اُسکی سیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جاے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ۔۔۔ ہمین است و ہمین ست و ہمین ست

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہا انتہا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تہا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تہا۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور رنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ ۲ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشہ ما ۔۔۔ خود بخود بشکند از موج صفا شیشہ ما

ہمت ز مکافات عمل مستغنی ست ۔۔۔ گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشہ ما

صاف نیرنگی ما نشئہ دیگر دارد ۔۔۔ جام جمشید بود دُردِ تہ شیشہ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم ۔۔۔ ہست در خامہ نقاش گرہ ریشہ ما

وحدت از ساغر حیرانت می نابی دہ ام ۔۔۔ میتراود دمی گلگون از رگ و ریشہ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تہے۔ امرا مین معزز و مکرم تہے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہیں کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پھر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمپتستان شعرا مین لکھتے ہین کہ موزون طبع و خوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بھرا ہوا ہے۔ لطف مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت و خوش خصلت تہا یاران ہم صحبت کے ساتھہ اخلاق و اشفاق سے ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتدبہ و منصب برقرار و بحال تہا۔ دولت آصف و فقیر نواز تہا۔ ۱۱۸۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ من الشعارا الدھندی

آرسی کو دیکھہ حوروں نے درخشان کر دیا	ذرہ بیقدر کو خورشید تابان کر دیا
نامہ درد جدائی لکھا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکھون نے افشان کر دیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنی رنگین لعلون سے بدخشان کر دیا
رونق بزم زمین شمع رخ ساقی ہین	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا سب ہین

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص - مرزا علی اصغر نام - وطن اصفہان ہے - بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی رکھتا تہا - فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا - شعر گوئی مین لائق شعر خوب کہتا تہا - وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تہا - آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر باسید کامیابی ہند مین آیا - سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا یکایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا - یہہ واقعہ ۱۱۸۳ھ ہجری مین واقع ہوا من الشعارہ

پس از ریزش مدار روئے امدن از پریشانی	فوارے میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نمیدارد بلی زیبش سحاب	اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہیں - عالم و فاضل و شاعر کامل تھے مولانا محتشم کے شاگرد ہیں - آپ ۹۹۹ ہجری میں شہر زندہ میں تھے - اپنے اور بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی میں ایک مصرع کہا ع مرا کبود و عمل ابو تراب ساختہ اس کی بیت میں مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی میں صرف ہوئی - کلام میں شیرینی ہوتا ہے - وطن سے ہند میں پہنچا - قضا مقام میں آکر کچھ دن رہے پھر آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایہ عنایت میں رہنے لگا - اخر عمر میں کاشان کو پھر گئے وہیں فوت ہوا اور دکن میں مدفون ہے انہی کا کلام - صاحب بارہ شعرا نے مدفن انکا گولکنڈہ دکن لکھا - **من اشعارہ الفارسی**

فشاند از عرق ہر گاہ زلف عنبر افشان را	ولہ	بروں آرد ز ظلمت چشمہ ہائی آب حیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من گاہے		ازاں ہر گز ندیدم ہیچ خوش در دمان را
ز آسیب جنوں دیدیم ہر پائے ز شادانی		بیاب دگر کہ بوسید آن نا آشنا آن را
گر سر شک آتشین بر رود دامن دور نیست	ولہ	شعاع تواند گاہ شرار خویش را
دور از رو چشم در نظارہ را مسماری کرد	ولہ	ہر گاہ بہ خنجرے گریبان دل کاری کرد
از شوق سوختن دل من ہوا گرفت	ولہ	بانگ کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	ولہ	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	ولہ	خاک سیہ بکاسۂ چشم غزالہ کرد
شب گزاری بدل بی خور و خواہم کردی	ولہ	آنقدر گرم گشتی کہ کبابم کردی

واصل - مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص - مرزا ترک علی بیگ نام - اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے - باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت مال و دولت سے کچھ نفع نہین اٹھایا - درویشی کے اسستہ مین ثابت قدم ہوئے - مدۃ العمر قناعت توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے - حقائق تصوف معارف تعرف مین فرد فرید تھے - مسائل توحید و خبر و مین ید طولیٰ رکھتے تھے - شاہ صاحب کی خانقاہ مین مکثت پذیر رہتے شاہ صاحب کے اکثر مریدون نے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے - بیان اصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش رہتا کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش رہتے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے - اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی - کثرت رقت و جوش محبت سے سبکے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوتے تھے - خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی - آپ عارف کامل

وصوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر وموزون الطبع تھے۔ شوق وذوق میں طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار
آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردوں نے
کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہائے منتشر کا شیرازہ باندھکر
گلدستہ بنادیا۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ
کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائیں آپکا کلام
توحید وتصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند
ودلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہیں کہ فارسی میں آپکے دو دیوان تھے۔
آپنے ایک دیوان عالم شباب میں لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب میں تیار کیا۔ ہر ایک
دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا
انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمیں سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد
لکھینگے۔ تاکہ شائقین کو دونوں کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہوجائے۔
کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب وولادت ووفات کی کیفیت نہیں لکھی۔ مگر ہمکو تحفہ
کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۶۶ھ ہجری میں زندہ تھے۔ اور ۱۱۸۳ھ ہجری میں
اس دار فانی میں موجود نہیں تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۷۸ھ ہجری کے قریب میں ہوا ہے
پیرومرشد کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی
اورنگ آباد میں واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنایا ہوا ہے۔ یزار وتبرک۔
صاحب تالیف تھے علم صرف میں جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی
اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب میں

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعۃ البر و ما یتعلق بہا۔ و قطعۃ الاطعمۃ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما
یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما

کار ہا بکشاید از امداد پیران بیشتر
قامت خم گشتۂ محراب عا داریم ما

راست بر سر و قد ما جامۂ عریانیست
ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

ولہ

از دور ورق از سبکتری بساحل میرسد
این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازہ گردد در وجود من ز رشک آہ و عشق او
راحت افزائے دل این آب و ہوا باشد مرا

از جوش گریۂ شوق تو رقص من پیداست
بود حباب صفت خانۂ پر آب مرا

از درج گفتار تو در دل گرہ وارد صدف
معدن از لعل تو دارد در جگر چون ناہبا

ولہ

از زہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر
شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را

پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق
زینہار شد امتیاز ز عاشق نواز ما

بنا رم از فروغ حسن و آن داغ محبت را
کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیار ا را
چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند
رہ بود پرگوہر مطلب دم غواص را

نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است
گوش باید چون صدف تا بشنود موعظ ما

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع
پیداست از معنی ما اختراع ما

بہر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب
امداد حسن بس بود بر روشن چراغ ما

در سینۂ ما گوہر ذاتی چو گرہ بست
جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تا هست گرم بر رخ تو اشتیاق ما	افتد بجان سراز زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد به نیرنگی	شتافت شیشه هرگز نبیند رنگها
صبحدم آن مهر تابان تا که بردارد نقاب	در تماشاگاه جنبش سر برآرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف ورویف الف۔ قافیہ الف ورویف ب علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا لحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری برادی

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصف جاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خارمات شائستہ کے بعد منصب ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصف جاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر مقرر تھے۔ دلاور خان رعالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ ۱۱۱۱ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایہ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد نازدرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جا گزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برارمین حکام سے لیتا تھا اسپر قانع تھے زہد کے طالب تھے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری بیشمار تھی آپ کی صحبت مین ہمیشہ مین کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال و پاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لالی آبدار و در رشتا ہوا پروتے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ الیچپور برار مین مدفون ہوئے۔

بلدہ الیچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن ولد شہید کا روضہ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفائے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکھے **ھو ھذہ**

اگر زمان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فقیلہ میان روشن نمی تواند نمود۔ و اگر تقریر سراپا غرق لجہ حیرت گردد خبر سامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ تر میسر و از فیض بے پروا خرمی بر سطح تن زلال حیرت گوارست از موج لباس رنگا رنگ و از حباب تاج یاقوت بر سر از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چنداں ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ دماہ غیر زردستگاہ رنگ زردی نپندوختہ ؎

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چنداں	کہ چون پروانہ گرد دل پر افشان

ز سیر این چراغان پر فسون — شود پیرایهٔ نظاره گلگون
بهین عکس چراغان در نم آب — بهار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر — خرامد هر نگه آئینه در بر
تماشا محو انداز سرور است — که اینجا شش جهت لبریز نور است
خمیر این چراغان باشد از برق — که روشن می کند از غرب تا شرق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور — بلند از هر طرف فوارهٔ نور
مگر بحر خور آمد در تلاطم — که شد نظاره ها را دست و پا گم
ازین سیر بهار عالم آرا — که هست از قدرت حق معنی انشا
بود گر بهره ات آگاه بودن — چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر در دلت شمع شعور است — چراغ دیده را روغن ز نور است
بهر حال اندک از ظاهر سفر کن — ز دل در معنی هر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفة الشعرا مین لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب صفدر جاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کیے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی مجکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور اکثر روز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ دیر تک خوب لطف ہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالے غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل عنا مین لکھا کہ جناب وفا صاحب تر جمہ سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور سے پاس

آئے تھے ایک سال تک قیام کرکے ۱۱۸۲ ہجری مین ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ مین اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا۔ بزرگ سیرت و صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر تھے مین مین نے چودہ برس مین موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم مین ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑھا نہین گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ **هوهذا**

بادۂ عشرت دہد جام لب جانانہ ام
گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

گاہ یاقوتم زدل وز دیدہ گہ گوہر شمار
بحر و بر در آستین دارد جواہر خانہ ام

باشرر چشمی پرواز دارد اشک من
خاک ناکردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق ست و سرعت سبک پا تر گشت از پیری دو بالا بازئ طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن عاقلی ست
گر گشتم از گوشۂ زنجیر پا دیوانہ ام

بر چراغ رسم ظاہر ہستم و امن فشاند
روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل
نے بسونے شیشہ بخشد نشانی پیمانہ ام

نیست تعمیرم نماید مہر عشق پاکباز
تا فلک چیدہ است ناہموار می یرانہ ام

داشت در بر دفتر بال و پر از تعلیم شمع
کرد شب روشن سواد سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدر کمال
پیش این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر
از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ پا بوسش وفا آسان نمی آید بدست
چون حنا عمریست با خود جگر ہمخانہ ام

خواب شیرین عنبر نمک ریزد بچشم از اشک شور | از خموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از عرق شان پیدا | نگین را روسیاهی گردد از نام و نشان پیدا
نشان زان کمر دقت شناسان را شد حاصل | ز تصویر عدم گردد بجز حرفی درمیان پیدا

ز جام خون جگر یک خرد چگونه شود | وله | چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست
در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست | وله | بر سر خوان کرم هر که دل مهمان کیست
قرب هر جا نیست با جانان چو در بطن رحم | وله | زین معیت نیک آگاهی نصیب جان کیست
خاموشی بگزیدم ستم فهم کیست | در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست
بوی خلق خوش علاج درد ما کی میکند | وله | کار آب زندگانی این عطر خاکی می کند
گر دو چشم خاکی ما راه سیر و حا فی | وله | یک مژه جان بر نگهت گل زمین چمن رقصند
شبی روشندلان جا گرم اگر گردند از صحبت | سحر از سرمه پیما چو شمع از انجمن رقصند

ز جبین چو موج نکهت صورت گل شود | وله | تو از کشاد و خندی خط موصل شود
عشقت ز بس بجانم گلی انتخاب میکند | وله | ما را کسی که دید تماشا می کند
شبی بخاطر گلشن گذشت فرقت | وله | ز ند ز خون رگ گل هزار جوش بنوز
شبی مگر ز غنچه لبت داشتند | ندای خنده گل میرسد بگوش بنوز
بیا که بی مئے وصل تو چون سبوی تهی | نگه بدیده من هست هار دوش بنوز

در انگاه یادت پنهان خود نشینم | وله | تا میتوان ترا دید خود را چو به بینم
قناعت پیشه کن بگذر ز حرص و بد معاشی هم | وله | بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم
چو شد از شوخی چشم سیاه پر ایاغ من | دل پر خون بر نگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم هر نفس مے آرد از دل نکهت لفت	ولہ	مگر گلهائے داغ سینہ شب بوئے باغ من
دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہیل است		مہر آنست کہ خود بنمائے و گرے

وحشت - شیخ عبدالواحد تہانیسری

وحشت تخلص - شیخ عبدالواحد ساکن تہانیسر الوطن - شاعر خوشخو و پرگو تہا - الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و نشین کو استعمال کرتا تہا - صنعف تالیف و تنافر کلمات سے کچہ پروا نہین کرتا تہا اولاً میر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا - ثانیاً میر عبدالقادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا - ہند سے دکن مین آیا - شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا - امرا و اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب و خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعداللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش ہوئے اسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین تہا - بعد ازان درہم و برہم ہو گیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اورنگ آباد مین مدفون ہوا من کلامہ

با کمال اوج درپستی طالع کردہ اند		آسمان وقت خود بودم کہ نما کم کردہ اند
تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد	ولہ	اظہار حال بے قلم موئی نمی شود
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است		آرزو در سینہ بشکن جلوہ آزار نازک است
صد بیابان نالہ پرداز خموشی گشتہ ایم		سرمہ میداند کہ فریاد دل ما نازک ہست
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست		شیشہ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است
بجغلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند		بہم چو دیدہ تصویر محو یکرنگ اند

فغان ز بیخبری های این خودی مستان
که کعبه در بغل و پیر هنر از فرسنگ اند

جوابم بر لبش گرد خط نارسته را ماند
بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوال من

ز بس وحشت مرا بر دشمنان هم رحم می آید
تپانی اعضا شیران میشود آب زلال من

بسکه از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
جوهر آئینه فریاد دل رنجور بود

در بیابانی که چشم بیخودی وا کرده ایم
هر کف خاکی تجلی خانهٔ منصور بود

خامان پردازی همت تماشا کرده ام
صد بیابان عالم از ویرانهٔ من دور بود

وفا - ابو العلی حیدرآبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہیں آپکے والد ماجد و جد امجد اس ریاست میں شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہیں آپکے بزرگ ریاست میں معزز و مکرم تھے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت میں ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک بڑی خانہ عمارت نہایت عالیشان و با عظمت بنا کرائی اور اسمیں ہزارہا روپئے کے جھاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول میں اس مکان کو روشنی و فرش و غیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمیں وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تھے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے بھی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب میں لکھیں گے - آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو ونما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ وفارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا میر خیرات تعلیخان سخی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف و شستہ ہے ایہام و استعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق و نیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے تقریر موالف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی۔ **من اشعارہ الھندی**

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی
جان کہا نیکو شب ہجر ہماری آئی

کبہی گلشن مین جو اس گل کی سواری آئی
ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی

سر کو ٹکراتے ہے تنگ لحد سے پیہم
بعد مردن جو انہین یاد ہماری آئی

پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو
شکر للہ کہ پہر باد بہاری آئی

وہ بہی خوش نے لگا نہانے کے ہاتون سے جگر
کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی

آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین
یار سے اس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدر آبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدر آباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت و خواند مین بقدر ضرورت مہارت و لیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و بامزہ ہوتا ہے۔ **من اشعارہ الھندی**

یاس و امید مین ہے شب وعدہ کشمکش
دیدہ نہ بند ہے نہ کہلا انتظار کا

اُسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی
ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا

برباد ہو کے یکمین پہنچتے مین ہم کہان
پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا

موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوے
اب ہمکو دیکھنا ہے مآل انتظار کا

واقف کو آج دیکھ کے آنسو نکل پڑے
کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند مین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن تمیز کے بعد والی ماجد کی خدمت مین کتب سیر معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوے اور علم ادب کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیر ہی زمانہ مین وارد ہند ہوے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے انوار الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بہی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اول میر افضل قاقشالی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکہدیا - اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا ۱۱۶۰ھ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت دتا ہل حیدرآبادی لکھدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے ٹھیک
و درست لکھا۔ ہم بھی آپکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
وہانے والے کی ولادت حیدرآباد مین کیونکر ہوی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین۔
صاحب گلدستہ نے لکھا کہ پہر آپ مدت دراز کے بعد حیدرآباد دکن سے ٹہہر کر مدراس
مین رونق افزا ہوے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا مین سکونت اختیار
کرلی پہر مدراسی الوطن مشہور ہوے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ سخن دان
و سخن سنج تہے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمہ فیضان سے فیضیاب ہوے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوی ہین۔ آپ صوفی مشرب بندہ دل تہے درویش و
وکالا تہے۔ خوشمزاج و خوش اخلاق کیا امیر کیا فقیر کیا ہندو کیا مسلم سب سے
اتفاق تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تہے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تہے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ ورق مین قسم قسم کے
حلوے اور انواع انواع شکر پارے دکہلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین۔

تاکہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے
آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار
ہین - رسالہ عروض وقوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین - آخر الفجوائے
کل مین علیہا فان ۱۱۸۴ ہجری مین تہٹہ گڑہ مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار
ہو کر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ بالفارسی

بہنگام شب گر آن دلبر طنازی آید — کہ مہتاب از تماشا سر بہ انداز می آید
بگلگشت چمن نازک نہالم میرسد آیا — کہ در گوش ز شاخسار بانگ گل آواز می آید
ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزم — کہ امروز از گل پیمانہ بوی ناز می آید
مگر مطرب شنیدہ از نالہ ہای وا لہ آہنگی — کہ با ہر تار عنبر بیدلی ہا ساز می آید
ز بس در رہگذار وحشی خرد ریہا نمودم — دماغ آشنائی ہا بہ چشم عقل خام
نیم صید گرانجانی نسیم گلشن شوقم — ہوا خواہ بہار جلوہ ہای بی خیالانم
خیالش شمع بزم وصل تمنایش گل حسرت — بہار شعلہ زار گلستان چراغانم
خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت — چو مار تار یک شب ماہتاب گرفت
ز برگ لالہ حنا بستہ عزم رہ دارد — نظارہ ام مگر آئینہ دار شتاب گرفت
ہر کہ پیچ لالہ در دل سوخت داغ عشق را — ساخت بر یزدانی سینا داغ عشق را
لالہ ہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ — دستہ رنگین بستہ ام گلہای باغ عشق را
بوشن ز بنا گوش تو شد چشم ترا — منت کشد از صدف آب گہر ما
آئینہ دل مشرق انوار تجلی ہست — ما مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

والهٔ نکهت نخل مهر منت خورشید — ولهٔ از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما
صاف طینت را بود در خاکساری پرتو — ولهٔ مشت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را
سینهٔ صافان دل فیض همدردی روشن است — جلوهٔ آبے نماید پر غبار آئینه را
والهٔ تمکنت تو بیجا شد که چشم عیش — ولهٔ روئے بهار در آئینهٔ هوا
تا سایهٔ رخت تو افتد بر آفتاب — ولهٔ هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
والهٔ ندشت طاقت نظارهٔ جمال — روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
مرزا ے ساقی غلام گل مستی بحسب دل — ولهٔ که خواب خوش بپاے سر مینا می برد مارا
قدر را والهٔ شیدا بود این مصرع صهبا — همان میطلبد صبح صحرا صبحرا می برد مارا
گشت عاشق دولت شمع مزار گل کفید — پرتو نا نوش شمع از پر بلبل کفید
تا کف خوبان بگیرد شیشهٔ کوثر بسنگ — ولهٔ جان والهٔ نثار را کعب لعل دل کفید
بیخ هستی بس که در آغوش نیستی خوش است — صورت معنی ز بیچ و تاب آغوش منست
کیست تا وی دهد پروانه را از خود نشان — شعلهٔ تمکین مهر و زری پوش منست
بسکه شوق شد بسوے شراب — ولهٔ رو دم از خود و ز گفتگوے شراب
زخم عشق تو تا گشت شاخ گل ستم — ولهٔ نمود و کوچه باغ است آستین مرا
بسکه شبها آهوے چشم کسے آید بخواب — ولهٔ می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما
رقص بسمل کند از نالهٔ زنجیر دلم — ولهٔ اے پری شوخی دیوانه مبارک باشد
از چنین کز غنچه لعل لبت خواهد شکفت — بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
کرد دل را بروش میتاب از ایماے لطف — زخمی این تیغ می گردد زمرهم خسته تر
تا خیالش بدلم جلوهٔ مانوسی ریخت — چون حنا خون جگر دیده بپا بوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	ولہ	شمشیر بدوش و دیدمش دوش
باز لف تو دل چہ کارہا داشت		من حلقہ بگوش دیدمش دوش
بر نیاید نگہ از ضعف ز چشمم بے تو	ولہ	با شمارات تو وابستہ شفائے تمنم
غلط انداز شوخی عشق تو زگہوارہ چشم	ولہ	اشک چون کودک خوکردہ بدامن گستاخ
لالہ خونین دل و گل زخمی نرگس بیمار	ولہ	در چمن دل بچہ تقریب شود واہتو
غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم پرہیز	ولہ	شوخ جادو فن من طرفہ پرستار آمدہ
قلمے قاصد از شوقش رقم ساز و چسان حرفی	ولہ	کز او حرفے تو پنداری کہ جانے زبان حرفے
ز بس از خویش رفتم در خیال نرگس مست	ولہ	مرا مشتاق خود چون مردمک پنداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب ضیا

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قریر کے فرزند ہیں - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی شیعی میں سے ہیں - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ میں ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ میں ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ نزد علما و فضلاے قصبہ تحصیل کیں - پھر مدت تک مالوہ میں رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے ۱۲۹۲ھ میں شہر الہ آباد وکن میں وارد ہوئے اسوقت یہاں مدرسہ انجمنی جاری و قائم تھا - آپ علم ریاضی میں ہوشیار و چالاک تھے - اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھ زیادہ تھا لہذا انجمنی کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ میں شریک ہوئے - آپکو مکرمی مولوی [illegible] وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہوئے تب طلبہ میں

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار سے صیغۂ انجینری مین کوئی
خدمت پر مقرر ہو جائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسۂ اعزہ حیدرآباد مین امراء شرفاء زادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسۂ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسۂ انجینری کے مہتمم مکلمن صاحب سے درخواست کرکے دلانا چاہئے
یہ مقرر ہوا ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب صوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکھا کہ آپ محمد ہادی صاحب سلمہ اللہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے بھیجئے ہم اُن کو وہی تنخواہ
دینگے جو محکمۂ انجینری مین ملیگی۔ صاحب صوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بھیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے معلم مدرس ہوئے۔ اور آپکی ہمواری و بیڑہ صورتی
[illegible] سال تک مدرسۂ اعزہ مین ریاضی مین مشغول رہے اور دیانت کے ساتھ
اور آپکے [illegible] سال آپ عہدہ کا مباہی ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تھی کہ مدرسہ مین آئندہ کسیقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہوم ہوگئی۔ بڑا سبب
یہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے مہتمم مرتی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہیں رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تھی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوینده یابنده ۱۳۰۷ھ ہجری مین سرکار عالی کے
محکمۂ صفائی مین مساوی الہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمۂ مذکورہ مین خدمت
مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔
جب ۱۳۰۹ھ ہجری مین بندگان عالی عرش آشیانی حضور پرنور میر محبوب علیخان آصف جاہ ملک
فتح جنگ آصفجاہ ششم نظام دکن مین تشریف لائے۔ رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ
صفائی کے طرف سے انتظام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے
جو کام صفائی کے متعلق تھا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگان عالی اور ذیشان سامی
خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور اپنا کیا ہوا دیوان نظر مین
تصنیف کرکے مطبوع کرکے ماتھا وہ بھی پیش کیا۔ حضور نے دیکھکر بہت
دعا کی اسمین سے چند اشعار پڑھوا کے سنائے حضرت بندگان عالی ملحوظ ہوئے۔
آپ موزون الطبع و صاحب الکلام تھے مشکل سے مشکل زمین مین بھی
شیرین کے آشفتہ تھے روانی طبع سے
آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے علامات عیان اور
آپ ہمدردی قوم مین جان مال سے
کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہئے کہ
کہانوں کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی
تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کہانوں کے چندہ بھی سالانہ
توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو
ہند کے مسلمانون کو آپ ہی ہمدردی کی تحریک سے

گئے تھے اور جہاں جہاں اس قسم کے مدرسے تھے وہاں بھی گئے ہیں۔ غرض کہ
آپ فنافی العلوم تھے۔ صفائی کی کچہری میں جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن
منعقد ہوتا ہے اس جلسے کے آپ ہی موجد ہیں۔ جلسہ میں شہر کے معززین شعرا
و امرا و عہدے دار جمع ہوتے ہیں۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا میں قصائد پڑھتے
ہیں۔ حاضرین سکے نچھاور کرتے ہیں و تعریف کے ساتھ داد دیتے ہیں۔ اسی جلسہ میں سیر افزا
کو دیکھ کے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر میں متعدد مقام میں جلسے منعقد ہوئے ہیں
سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں حضور خلد منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندوؤں کے
بال میں رہلوے کی شاخ ہوا مصرع یہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے)
شعرائے اس تاریخ میں نظمیں لکھیں۔ اخباروں میں مطبوع ہوئیں۔ آپ نے بھی بتاریخ
۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کو اپنے ہی واقع انکوٹہ میں اسطبل میں غزل سنائی
اور بہت سی داد و تحسین حاصل کیا۔ اب میں اس غزل کے چند اشعار ذیل میں
درج کرتا ہوں۔ آپکا کلام بھی جوش و سلوبی سے خالی نہیں ہے۔ آخیر عمر میں
ہوا ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۳۲۲ ہجری میں اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔
انا للہ و انا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے
نکالی ہے۔ اصل جنت الخلد ہے جس کے اعداد ۱۳۲۲ ہیں۔ دروازہ چادر گھاٹ مسجد کے صحن میں
موضع مدی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین سے تھے اللھم اغفرلہ
آپکے اولاد امجاد الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ
بارگاہ میں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ من اشعارہ الھندی

کہیں سے شمع دیکھا لاؤ پری کو	کہ پٹ پکڑے ہوئے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان — یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے — نگہ با ہمدگر جب سے لڑی ہے
چمن مین کس کی آمد اس گھڑی ہے — کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل ہین — کہین نرگس ہی در تکتے کھڑی ہے
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی — کہین قمری کی کو کو ہر گھڑی ہے

وزیر۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد۔ آپ نواب ناصر الدولہ آصفی کے نواسے فرزند دوم نواب نظامی کے بخت جگر ہین۔ ریاست کے رؤسا مین ممتاز۔ اور سلطنت کے عمائد مین سے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی۔ تربیت پرورش بھی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی۔ نشو ونما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد اتالیق مقرر کئے گئے۔ آپ بہت ہوشیار تھے دو تین سال مین کتابین درسیہ فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتابین بھی پڑھین چند مدت عربی کا بھی شغل رہا۔ چند رسائل نحو صرف کے ختم کئے پھر اسے مواقع واقع ہوئے کہ آئندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تھی۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۹۳ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تھی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ ہی پہنا کلام میر موصوف کو دکھلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی و امرا دکنی مین اس مہارت و وطنیت کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فرید اور امرا مین وحید ہین مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور اُستاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر پسندیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے آپ خوش خلق و حلیم الطبع مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ علما و حکما کے ساتھ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے جوہر شناس ہین۔ اغنیا و اجلا کو اولاد کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے دینا چاہیے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہیے کہ سرکاری عہدہ ہائے جلیلہ کے لائق ہو جائین آپ خوش عقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی کامل و صاحب دل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین۔ ہر ایک مہمان کی مہمان داری و خاطر داری پوری طور سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگان عالی حضور پر نور بھی آپکو بہت چاہتے ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہوگی۔

فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۲۹۰ھ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعار الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا
منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا

قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو
حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا

کب ہاتھ میں ہے باگ مرے اختیار کی
ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا

پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم
پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح ۔ میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص ۔ ارادت خان خطاب ہے ۔ کشمیری الاصل ۔ جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد میں لکھا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادت خان نامی ساداتِ بارہ سے تھا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد ۔ اور جہانگیری زمانہ میں میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تھا ۔ شاہ جہان کے زمانہ جلوس میں وزیر ہوا ۔ بعد ازاں صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا ۔ اور کبھی کبھی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا ۔ کسی وقت بیکار نہیں رہا آخر بادشاہ نے اسکو جارتنا کی جہان بھیجا ۔ وہاں کی حکومت کرے ۔ اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہاں بخیر و خوبی حکومت کرکے ۱۰۵۸ ہجری میں فوت ہوا ۔ اُسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تھی اُس حقیقت سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا ۔ اور اُسکا چھوٹا لڑکا میر محمد ارادت خان عالمگیری زمانہ میں داراشکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال میں اس دار فانی سے رحلت کی ۔ اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب مورد ثی ارادت خان مامور ہوا ۔ اور ۱۱۱۰ ہجری میں چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۰۸ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازاں گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چہارہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دہلی مین سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد۔ اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تہا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بہی تہا۔ میر کی نسبت سیاقی نامہ کے دیباچہ مین لکہتا ہے ؎ طرح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر میتوان کشید۔ صراط مستقیم طریق وسط و نعمت غیر مغضوب تحقیق و در غنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود۔ آن جوش فرمائے خم در پیمانہ صاف پیمائے صراحی و پیالہ تبلانہ غسالہ شمس شموی باطن من چنان معوکردہ کہ فہمی مزاج و معوا عوجاج اصلا نماند انتہی ؎ اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکہا ہے۔ ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین ؎

اے فلک بے وفا ز ظلم بے بیداد گر	اے ز سوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
اے گریبان سیہ ری اے خاک بر سر میکنی	ز یخنین شور قیامت از چہ باندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر دادہی بیداد ہی
خاک بر سر بیخبت در ہجرت دل شادہی

پہیمی زائر تحقیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۱۵ ہجری ملا۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور انکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے ؎ فاتوا بسورۃ من مثلہ ؎ اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے۔ ہم فلک المعارج و فخر دارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکھتے ہین ؎

کے گیرد از عزیمت من سست نیم تار	نہ بخشی فلک کسلاند اگر بہار
از موج بحر ہمتم اول قدم بود	نہ کشتی فلک چو بیابند بر کنار

قصیدہ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات لطف ہمت خان	کہ فخر می کند از ذات پاک او خانی
چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس	کہ باد دولت ہر دو سرش زر افشانی
مرا خرید بنرخے کہ لائق او بودم	رہین منت اویم ز راستی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکھے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکھا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تھا۔ مہر کا نقش الحق واضح تھا۔ منجملہ رسائل۔ مثنوی مرات دیدار + کمند وحدت + نغمہ وشیون مقابل مخزن اسرار مقابل سلسلۃ الذہب مقابل لمدن آئینہ راز + تاب زنار + ساقی نامہ ۔ اسرار مثنوی مقابل محمود ایاز مقابل سبحۃ الابرار ہم بحر سکندر نامہ در پیروی مثنوی نظامی یہہ سات مثنویات کو ۱۰۷۵ ہجری مین شروع کیا اور ۱۰۷۸ ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرات دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ وشیون ایک جزو۔ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار۔ آئینہ راز کے ۵ جز

دتاب نار ایک جزء ساقی نامہ دو جزء اسرار معنوی ایک و نیم جزء۔
ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات و غیرہ اشعار پر
شامل ہے۔ صاحب گل عنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے
اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

پرواز چون کند ہمہ مرغ جان ما — در پای گل بخاک سپار آشیان ما
دل از طپش زرفتن خود میدہد خبر — آواز پا بود جرس کاروان ما
از مقراض فنا نوبت شمع زندگانی را — بود آب دم شمشیر سبکدل سرگرانی را
با اسیرے چکند معجزۂ یوسف حسن — ہفت در واشتد و نکشود در زندان را
بزخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست — سواد سرمۂ شبہائے تار را در یاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند — چو رفت محمل لیلیٰ غبار را در یاب
باسکندر دانشت صحبت رزم و رویان میتہ — خضر باشد گر خورد تنہا شراب
واضح از شور جنون صبح قیامت شدہ ام — آنچہ انجام دو عالم بود آغاز منست
داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است — رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
تا بے حجاب بوے گل آید بزم دل — در نو بہارہ چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بخبر سوے جنون تدبیر چیست — اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر چیست
بوے خون از نفس باد صبا می آید — شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین دلی کہ زہد فروشی بخاک ما — دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند
راحت و رنج بود خواب پریشانی چند — یوسفی چند ترا شدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید
کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس
گرد غربت بست بر مارخنۂ چاک قفس

سیر کردم گرمی ارباب دنیا سوختم
در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت را سپر انداختم
تیغ کین بر ما مکش اے خصم مردی کن

بر جنون دیدم خبر نے خود ندارم
نگہم کجا فتادہ دل من کجا نشستہ

بکا غذا خگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را
مبادا گریہ بر حالم کنی اے نامہ بر رحمے

آبرو جوش طپش زد در دل ناشاد بتی
صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پای بیش نیست
چشم بر راہ خرابی دارد این بنیاد ہے

کہی کعبہ یہ مانہ بادا انقدر باقی
کہ مینا سجدہ سا غر کند من مسجد ساقی

رباعے منہ

دنیا کہ در و دل بہوس پیچیدہ است
رنج است آلا و جنش فہمیدہ است

غوغاش تمام حسرت و بیمرگی است
چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ - کا ر نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہین - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی - تولدًا عطی مولدًا مدراسی ہین والد ماجد کے ہمراہ کم سنی مین حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوی - ہن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی و عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین - آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین متقرر ہوے - درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے - عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے - ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے - ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوے - حسن خدمات کے صلہ مین اعلیٰ روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین - چند مدت مرقوم الامر اعلیٰ مرحوم کے پایگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے - پایگاہ سے ہی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے - آپ دس سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین - اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیٹ ممبر ہین - آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دونون کے نزدیک عزیز و مکرم ہین - آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی اور ڈاف و اسکاٹ نے اعزاز انتظام ڈوسنین مین سیلوٹ فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی - اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین - آپ علم دوست و ہنر پسند ہین - علما و فضلا
شعرا و وظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع ہی
بناءً علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے - سخن سنج و سخن فہم ہین - فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص اور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زمانہا مطبوع ہوکے شایع ہوچکا ہے۔ آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب ذوق و منصف مزاج ہوگا اودیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمینا پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اوڈیشس نظام فنانس و میونسپل شایع ہوچکا۔ سرکار سے انعام صلہ ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہوچکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین۔ غرائب الجمل۔

فن طیور مین۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے مین۔ چار جلدین شایع ہوچکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہند نے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام۔ اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپئے سکۂ مجیدیہ منظور فرمایا ہے۔ ہر چھ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولفنے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردین۔ اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈھ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قدیم نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک سنہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈھ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین۔

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید۔ عقل و فراست و تدبیر مین ذات حمید مین صائب الرائے و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین۔ معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین۔ ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے۔ جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تند مزاج و سخت گیر ہین۔ جو بزرگ دور اندیش فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین۔ چنانچہ فقیر مولف بھی سنی سنائی باتون پر عمل کرکے آپسے بہت کم ملتا تھا لیکن اب زمانہ مجھے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ مین لمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب نواب صاحب ترجمہ واقع مین عزیز الوجود ہین۔ مغفنات سے ہین خدا تعالے آپکو سلامت رکھے۔ آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین۔ آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آپ اتمام نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین۔ ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کر رہے ہین اور کتب ہے لغات طبع کر کے خلائق کو بلا قیمت ہدیہ و تحفہ تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زمانہا نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر و العافیہ - فقیر مولف آپ کی تالیفات کو سرسری محققانہ دیکھتا ہے - درست و لائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی دقت ثابت ہوتی ہے ابتک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی اسیطرح دیگر رسائل بھی ہین - فی الحال آصف اللغات لکھہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -

اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین اور مولف کے کلام کی داد دین - **من اشعارہ الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض دلجویت یک صفحہ صد دیوان		یک شعر دوا بویت بہتر ز غزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	گہ آتش نشانہ آب تابش آب و آتش را
زچشمم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون		بہم آورد در مضمون جہانش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب جاری دارد از مژگان پرشم در راہ عشق		گر بود چشمے کہ او آزرد و بر می دارد آب
پنبہ بہر داغ نہد چشم پر آب او ولے		ہر زمان زخم دل عشاق بر می دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست		چرا در دیدۂ ما نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح ‌ ولله ‌ پیش تو کردش نقاب شرم ز دامان صبح
آینه حیرت است از رخ تو آفتاب ‌ سرمه کش غیرت است دیده حیران صبح
تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند ‌ ولله ‌ آب چو از سر گذشت نیم ز طوفان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر ‌ ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند
دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود ‌ ولله ‌ اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم و صلت زنده کرد ‌ در من و جان من ایجان افتراق افتاده بود
برگ گل بر نیسان ریخت بیا ساقی و ساغر ‌ ولله ‌ ز جوش باده خیز و صدف وار یا ساقی و ساغر
بتا بید شب لف تو سر شاران غافل را ‌ نماید عکس مست نیم خوابت خواب ساغر
در چشم آبدار تو آبی ندیدکس ‌ ولله ‌ در جوبهار تیغ حبابی ندیدکس
جز روی بی نقاب تو از آفتاب حسن او ‌ عشاق را بدست حجابی ندیدکس
دود آهم بر لب گلنار ی من همچو شمع ‌ ولله ‌ سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم ‌ تودهٔ خاکسترم گر دید مدفن همچو شمع
دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ ‌ ولله ‌ بجوهرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ
برآب دیدهٔ من (حاشیکه در من و تست) ‌ پلی است بستهٔ تیغ نگاهت از خم تیغ
پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه ‌ ولله ‌ برون جان مشکل است حیف چنین نگاه
تند برآید ز چشم باز در آید به چشم ‌ لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه
دیدهٔ مست خواب بی خواب دیدم باز تو خواب همی ‌ ولله ‌ بجام مست نیم مست کرشمه سازت شراب همی
رخت چو نیمی نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد ‌ ز رخ گر نقاب همی روز مهر آفتاب نیمی
چو مهر و مه با تو شد مقابل بهر دو شد آفتاب حاصل ‌ رسید نیمی بماه کامل بقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد بہ دلم حرمت نام حافظ
در چشم من است احترام حافظ
او خواجۂ شیراز و و لا بندۂ او
این نظم کجا - کجا کلام حافظ

ابروئے تو کرد عالمے را تہ تیغ
ولہ
تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ ہر ابروت بہر و لا
مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست
ولہ
حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر آنچہ باشد در دل
از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست

دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت
ولہ
در بارگہش بشکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش خبر دہد زین کہ و لا
آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت

حاسد ز حسد بہر چہ خواہد برسد
ولہ
نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب
بدخواہ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر
صد گوہر اشک سخت از چشم پدر
از تخرجۂ لطیف گفتم تاریخ
این شمع شد از قطع زبان روشن
۱۲۱۷ - ۳۰۰ = ۹۱۷
چون کاہ دکن کشن پرشاد
ولہ
شد وزیر حضور شاہ دکن
اے وا لا سال مہ وزارتی اوست
دل ہا شاد و چشم ہا روشن
۱۳۰۰

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی
اقلیم سخن کی ہے یہہ بد اقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل نہ رہا
استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
۱۳۱۲

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

جس نے وزہ چھپا ہوا وہ مقبول جہان
کیا خوب کہی ولا نے اسکی تاریخ

دیوان سخنور جلیل ذیشان
سلطان قلمرو سخن کا دیوان
۱۳۲۸

ولا ۔ سید ابو سعید المخاطب بہ ابو طیب خان

ولا تخلص ۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے ۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان امامی کے فرزند ہین ۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی میر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین ۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نا عطی صوف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کی طرف مائل ہوئے ۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے ۔ درجہ کمال کو پہنچے ۔ فن خطاطی مین بے نظیر تھے ۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کرکے یہہ بت لکھی

خط ولا فی بہر از سیر چو بلبل ولا اولین جوش بہار ست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے ۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تھا آئے ۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولاً طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر
سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے
غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے ہی عمامہ سید محمد یحییٰ خان
بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکھا - پھر آپ اسی زمانہ مین حافظ یار جنگ
کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور
نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کیے گئے - نواب مصوف اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ
سبحان اللہ کیا شان والا ہے - استاد کامل دریا دل ہین - آپکے فیضان فیض سے ہزارہا طلبہ
کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے
ایک عالم کا جیب و دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ
استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تھے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے
تھے - نظم کو ایسی ادا سے پڑھتے تھے کہ دل مسخر ہو جاتے تھے - اور نثر کو بھی ایسے لہجہ سے
ادا فرماتے تھے کہ قلوب تازہ ہوتے تھے - تاریخ دانی مین بے نظیر تھے - مثنوی معنوی و
کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تھے - اور
متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تھے - صاحب تالیف
و تصنیف تھے - مثنوی بحر غم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالۂ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد
عرفی - و چند رسالۂ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان
ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ
ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو
مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیها فان ہشتم ماہ صفر ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضۂ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع متیال پیٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العافیۃ للمتقین اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ھوھذہ

نکتہ سنج رموز دان سخن		رخت بربست چون سوئے عقبیٰ	
بیدل شاد گفت ہاتف غیب		رفت بیہمات زین جہان والا	
سرخوش عصر ابوطیب خان	ولہ	کرو زین دار فنا چون رحلت	
راقم از پیر خرد سالش خواست		گفت ہاتف بخلد در جنت	

آپ خوش خلق رنیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کر دیتے تہے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ رباعی لکہکے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ھوھذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن		سر وقدرت دیدہ سیر عالم بالا کنم	

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ؎

خارج زبیانست کمال والا		مفقود زمان ست مثال والا	
گر شبہ بخاطر زتنایم داری		این نظم نشانست زحال والا	

من اشعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون بدیہ بیانم را		کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را	
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را		کرامت کن اثر برگ حنا آسا زبانم را	

شدم همچو کمان یک استخوان پهلوان والا — وله — غم ابروش از بس کاست جسم ناتوانم را
سیه پوش است یارب در غم تو حرف حرف من — وله — کرامت کن اثر چون بت جمع و پریشت دیوان را
مدار امید بود بسم الله عنوان ما — وله — هست بیت ابروی مطلع دیوان ما
هست دور از خلل آئینش صافی گهران — وله — نتوان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب
نرم خوئی سبب من بود از ظالم — نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب
گر پسر شد به از پدر چه عجب — وله — لعل از سنگ می شود دُر ناب
اهل بصیرت از سخنی رنج می برند — وله — مو در میان دیده کم از نوک خار نیست
مس را چو زر بروی محک کس نمی کشد — سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست
گشت حسن از پرده ظاهر صورت جانانه شد — وله — عشق در جوش و خروش آمد دل دیوانه شد
خاست دود از شعله حسنی بگیتی نام یافت — چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانه شد
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از فنا — وله — این سخن از خرم مرغ نگام شغل مل رسید
جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا — سرعتش یارب بجا باشد که او بر پل رسید
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را — وله — شخص تریاکیست اکثر رغبت آهنگ شکر
دائم آفت دان مکن بر نعمت دنیا هوس — وله — می شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس
نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم قانش — مگر بختم رقم کردند ران برگشته مژگانش
جز بیاست نمود کار ریاست جاری — وله — نشود خامه روان تا نزنی آخر خط
بنگر از چشم بصیرت رفعت والای شرع — می نهد عرش برین بر تارک خود پای شرع
هست از بیت بلندی جمله دیوان اشرف — می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ
کی بود در رنگست او یکسر ز جای حرف — دهدم شیرینی لعلش بگیر پای حرف

ایکہ بہ سائل ازلب ممسک جواب خشک	ولہ	از جیب خشک سال برآید سحاب خشک
اصلا ازگرم جوشی خوبان مخور فریب	ولہ	کز جیب آفتاب برآید سراب خشک
عشق فانزکند آخر بحقیقت زمجاز	ولہ	میرسد شبنم افتادہ بہمراز بہ گل
چون درخت نوکہ سر برمیزند از جیب تخم	ولہ	ہر دو دست خود زرنگ و بہ ہم سودہ ایم
کرد دایم از سرمۂ ابروئے ترا دنبالہ دار		حسن این بہ بیند از مستتر او افزودہ ایم
دستگیر عاجز و اماندہ شمشیر ست و من	ولہ	خاک گشتن بہر دلگیر کار اکسیر ست و من
دل من از گل داغش بہ بستان میزند پہلو	ولہ	ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پہلو
زاہد کجا شناسد رمز سیاہ چشمش	ولہ	ہر کو دکے نگردد از بحث کحل آگاہ
از رخنۂ دل گوہر آہستہ بمن گوید		صد امن نہان باشد در گوشۂ تنہائی

وفائی - سلطان اسمعیل عادل شاہ

وفائی تخلص - اسمعیل عادلشاہ نام - یوسف عادلشاہ والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا - بادشاہ حلیم و کریم و سخی تہا - علم دوست تہا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا - اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا - نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا - ظلم و ستم کا روادار نہین تہا - مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا - ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا - نیک سیر و شیرین زبان تہا - زبان سے کبہی فحش نہین نکالتا تہا سخندان و سخن فہم تہا - اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا - فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی وشعر مین مہارت کامل رکھتا تہا۔ اور وفائی تخلص کرتا تہا۔ سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف ومتین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔ انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا۔ اور چارشنبہ بتاریخ ۱۶ صفر ۱۱۴۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان زرقیبد بہر آزار دست پیداری
مدار دلبری برجور وبیداد دست پنداری

مراصد محنت از عشق تو بردل میرسد ہردم
دل ویران عاشق محنت آباد دست پنداری

زعشق قامت سروسہی ماندیا در گل
دلش دمیارہ وزیار دل آزار دست پیداری

زہجرت آتشے دارم بدل کز ہر تسکینش
نصیحت ہائے مرزاہدان بادست پنداری

دل ریشش قائم آن چنان خود کردہ باتیرش
کہ پیکانش بجائے مرہم افگار دست پنداری

ولہ

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم
بجز دیدۂ اشکبار ی ندارم

شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع
پر از اشک حسرت کنار ی ندارم

من وعشق ورندی کوی ملامت
براہ سلامت گذار ی ندارم

ازان باغمش خوگر قتم وفائی
کہ غیر از غمش غمگسار ی ندارم

ولہ

دل بزلفش حکایتے دارد
از شب غم شکایتے دارد

تا کے آزار اہل دل طلبی
بیوفائی نہایتے دارد

خون دل میخورم زغصۂ یار
بارہ قیبان عنایتے دارد

دل سخنش ز آہ من شد رم	آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی مثال از ستمش	کہ ستم نیز غایتی دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ قاضی سراج الدین قادس سرہ کے فرزند ارجمند ہیں - آپکی ولادت ۱۱۳۲ ہجری میں قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر میں ہوئی نشو و نما یہی و ہاں کی ہوا میں پایا - والد ماجد و دیگر اساتذہ کی خدمت میں کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تھا - آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تھے - اور آپ پرگنہ نرل کی قضا پر مامور تھے - شعر و شاعری سے مناسبت رکھتے تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے - صرف آپکا ایک شعر ملا - **ھوھذہ**

دلخراش انکسار بود اوج اقتدار	نخلے کہ آشنا بزمین شد رسیدنی است

مولا - سید حمید الدین

مولا تخلص - سید حمید الدین نام - سعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان مولا کے فرزند ارجمند ہیں - آپکی ولادت ۱۱۳۵ ہجری میں بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائی اشعور میں اپنے والد سے کتب درسیہ فارسی و عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑھکے مدرس مدرسہ تھے اور تمام العلم موصوف علاء الدین لکھنوی و سراج العلماء مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیرآبادی و محمد حسین ہالی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے تحصیل علوم میں مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تھے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بھی شریک ہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو حیدرآباد کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت مذاق و شوق طبع تھے۔ جب مشاعرۂ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والد ماجد کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن الوف گئے کی۔ وطن مین مدۃ العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ھ ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے۔

فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔ **من اشعارہ الفارسیہ**

یافتم از فتنہ کاریہائے خال روے یار		عقل بالا دست باشد قامت کوتاہ را
الفت مال تیرہ سازد دل		دیدہ باستسی خریطہ زر را
چون ذرہ را کشد رخ گلگون آفتاب	ولہ	از خود رود چو شبنم مفتون آفتاب
محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب	ولہ	قلقل شیشۂ می سحر فروش است امشب
دست و بازوئی کہ گاہے عقدہ گس وا نکرد	ولہ	پنجۂ مریم صفت سر تا قدم پیدا عبث
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا	ولہ	صف آراستہ بر میکدہ رندان گستاخ
بہر او نقش قیامت او تا جبین کشد	ولہ	بلند چو نیش الفے بر زمین کشد
نام آوری اگر طلبی سر بسجدہ باش		کین خط سر نوشت جبین نگین کشد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم		فرمان روائے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہمچو جادہ براہے فتادہ ام		اے من فدائے رد تو گاہے گذر بکن
جان زہر است بادشاہ آفاق	بر عنی	بر نیزہ سرش رفت چو مصحف بطاق

جبریل بسدرہ یا سلیمان برتخت	یا احمد مرسل است برپشت براق

وفا - مرزا عبدالباقی

وفا تخلص - میرزا عبدالباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپا رگان کے فرزند ہیں - ملک عجم آپکے بزرگان سلف کا وطن اور اعراق عرب تا نیا خراسان و اصفہان تہا - آپکا مسقط الراس بغداد شریف ہے - ۱۱۷۰ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے وہان علماے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے علماے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی خدمت مین شعر و شاعری مین شوق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک میر الملک بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چند روز کے بعد حضور نا صر الدولہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ ۱۲۴۷ ہجری مین بتقاضاے آب و خورش مدراس مین پہنچے - کمپنی کے ایجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین اُستاد تہے - غزل کم کہتے تہے خوشنویس تہے - ہیئت علم تہے - فن خطاطی مین اُستاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من الشعرا**

بینمت گر بار رقیبان همنشین اے بیوفا
برتن از غیرت خلد هر موے چون سوزن مرا

مسکن خوبان دل از روفا بود و کنون
سخت و ناروزن ہین کہ نبود روزنے مسکن مرا

خورشید را بجز تو سنجیدایم صبح
دیدیم چون ستارہ [illegible]

ہر نکتہ کہ بود نہان در دلم ز عشق
[illegible]

خورے بے کسب فروغ ہرور ماہم مدام
[illegible]

ز وصل یار جدا اوفتادہ می گویم
[illegible]

صبح چو طغیان کند اشک جہان پیماے من
آسمان گردد زمین از چشم انجم [illegible]

وصفی - مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص - سرفراز علی نام آپ شاہجہانپور محلہ [illegible] ساکن قصبہ [illegible] صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم مہایمی [illegible] آپکی ولادت ۱۲۵۷ ہجری مین واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد مولوی [illegible] خدمت مین تعلیم پائی - موزونی طبیعت خداداد تہی - شعر و شاعری کے طرف [illegible] مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے - تہوڑی ہی مدت مین [illegible] کامل ہوئے - فارسی اردو دونون زبان مین موزون فرماتے ہین - آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے - آپکا صاحب دیوان مین [illegible] و نغمۂ عندلیب - و گنج تواریخ - و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین - آپ ۱۲۷۰ ہجری مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - صدر مرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے - مدت تک عہدۂ مذکورہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوف گئے - وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے
منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام جنگ
مرحوم کی خدمت مین ملازم ہین۔ ممن ۲ شعار ۲ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است	داد خواہ کدام صیاد است
سر شوریدہ را دوا جستم	گفت سنگ مزار فرہاد است
بیدار شود یار دلشکن نرم نگردد	در آہ من خستہ اثر ہست و اثر نیست
سنگ دیوانہ آن نرگس فتان گشتم	می شدم جام شدم گردش دوران گشتم
از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد	ریوانہ چو باہست در افتاد بر افتاد
بیمار تو در سایہ بست درین بزم	بنشست چو پرخاست چو افتاد بر افتاد
گریم چنانکہ از مژگ کباب جگر شوم	مژگا بپا گدازم و شمع سحر شوم
وصلی اگر بلا کشندم بجرم عشق	من ہم کشتگان غمش نامور شدم

وصلی۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص۔ میرزا وصلی نام ہے۔ عراقی الاصل تہا۔ خوش طبع و خوش وضع تہا
علم و فضل سے آراستہ تہا۔ سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ پرگو تہا
ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کیطرف
روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصلی صاحب جمعہ
نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین
آیا سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تہا

زور و قوت مین بڑھا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بھڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیے۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۷۷ ہجری مین واقع ہوا۔ **من کلامہ**

دل فریبانہ برہ میرود و می ترسم	کہ مبادا بود ش دل نگرانی آرے
نگار من تو چنان تندخو برآمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو برنمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص - میران محی الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد بورات کے فرزند مین آپکی ولادت سنہ ۱۰۰۵ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی - زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے - اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین - اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ؎

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما — تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی - فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے - اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے - مدرسہ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا
سایہ سان کاسے نباشد با غم و شادی مرا

از حروف ناملق شد بست من عصا
حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا

تا بانسانے نفس سان نے
شعور ما نیست اختیاری ما

کرد ما را چو نقش پا واقف
ہادی خلق خاکساری ما

چشم ہجر یار ہر سر سپید شد
اشکم مگر بہ شست بصابون آفتاب

آید یا دگر ہوائے زلفشان کسے
دلم از وبدن انجم نجروش است امشب

پندار ہستی تو حجابی ست در نظر
ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی سنہ ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر مسلسل کیے بعد دیگرے امور ہوتے رہے۔ واقف صاحب نے جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فراغ التحصیل پائے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی میں مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصراع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصراع موزون کیا ع درخندہ اختیار ندارد بہ رنگ گل۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصراع دلمین آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زرد بیا۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصراع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصراع موزون کیا ؎

دل زرد ستم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت و اتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۷۴ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے ؎

گرچہ جان میتوانم بلب نزدیک ست ۔۔۔ دور یوان بار ب نزدیک ست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شوق زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانے کی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول ۱۱۷۵ھ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ جہاں خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی ۱۱۷۶ھ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوف روانہ ہوئے۔ راستہ مین بانبی بالاپور اور اورنگ آباد ہر دو نے آپکا تمام سامان اسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہکے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

چشم بجواب وا بے تابی ما مانده ست ۔۔۔ عیشیکه دیده سیاب با ما مانده ست

کردند غریب غارتے راہزنان	سرماند و نماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک	وا ماندہ بما ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونوں بالاپور سے کہولا پور گئے یہاں سے لکھا کہ خرچ کافی نہیں ہے پھر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بھیجا۔ آخر دونوں بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ میں اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

میان چشم او و ربند دارد جان مجنون را	پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می درکار رنگ آن رخ پرنور را	حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ برکرسی ناز آرد نشست	عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامہ دائم است گرم	سر دبازاریست اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہمچو نفس مرا	نالم اگر شیخ شود ہمنفس مرا
گفتم کرا دہم دل ازین دلبران شہر	خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
فرمان آن رحیم کہ بخشش نکرد بیمل	با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس ہر چہ ممکن بود داد	با وجود حسن یوسف نغمہ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند	بیمار را زیادتی خوان گران کند
حسن در پردہ محال ست کہ ماند پنہان	غنچہ گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق	ما نیم و خاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلیرانہ نگہ میکنی مگر	دانستہ کہ دل ز تو ای یار میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم	چون شعلہ فتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف رویت کردم گل اخجل کردم
حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم

زمن شرح پریشان حالی امشب پیش او واقف
بنوعی شد ادا کان نقطہ کاکل را خجل کردم

نمیکند بدمے کار زخم کاری من
بگو کہ جمع کند دل زمن شکاری من

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم
کہ از جفائے تو بیش ست امیدواری من

در خاکس نہد دست باین رنگ کہ تو
پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی

ایکہ پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے
نخوری تیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چہ مینالی
تو خود کردی چرا فریاد گل و گلشن ندانستی

نفس شد قطع از بے ہمدمی ہا رو بکوہ آرم
مگر آنجا کنم ہمدم نہ یاد ی بفریادی

دمے زن اے نسیم بابروئے یار از ہمدری
بگو کے باشما ایں قاطع پیوند ہا چوں کرد

واژہ ۔ حکیم شاہ زین العابدین خان

واژہ تخلص ۔ شاہ زین العابدین نام ۔ نسبا و لقبا و قدما قادری ماہل تخلص
گلزار اعظم کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ غلام محمد ماہل المتخلص بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت اللہ خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے محمد پور میں آئے ۔ سکونت پذیر ہوئے ۔ واژہ صاحب کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد میں کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری ماہل و محمد سلم خان شایان سے ختم کیں ۔ اور شعر و سخن کی مشق بھی
بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمت میں کتب طب کی سند حاصل
کر کے مطب میں مشغول ہوئے ۔ اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمت میں

پڑہ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی - اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بھی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطار اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کی طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بیمثل - جامع علوم و فضائل تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر - و صدقۃ الفطر - و تکمیل المہام فی الصیام - و تبصرۃ الواہب - و تکمیل الحجۃ فی بیان السنۃ المبدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مراۃ الحق وغیرہا چند روز شاعرہ اعظم کی محفل مین باریاب رہے - ملازمت سرکار سے فائز المرام ہوئے - آخر مقام ملیور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احباب سے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب - **من اشعارہ**

سادہ لوحان را تحمل از جفائے خلق نیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست	بیخودی باشد مرا بہر سجود آن پری
در شہود آن پری شبہا مرتب بودہ ام	بیخودی گر جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا	کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	چو صیاد یکہ دارد گستر د آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز۔ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر خطاب ہے۔ کلارا صاحب کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت ۱۱۷۸ ہجری مین بلدہ نیلور مدراس مین واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کمین استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان مین قدم رکھا۔ سید ابوطیب خان والا و محمد سلام خان و جوہری و مستعد خان و لاو غیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ اعلیٰ کو پہنچا۔ معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے۔ چندروز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے۔ امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم
مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی
کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوی۔ من نتائج طبعہ

رضا تقی چو را ہنما می شود مرا — آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
تا ہم نفس خویش کہ مانند بوئے گل — مرکب زود رو ش باد صبا می شود مرا

چہ پرسی اے پیرو حالت دیوانہ خود را — ولہ — گریبان چاک و بسر خاک و در جان حسرتے دارد
چمن را اعتبار تازگی از پا یہ افتادے — ولہ — نہی جستی گر از رخسار گلگونش تو سل گل

رکت ہمرز شتہ محو ہوائے گلشن دنیا — ولے ہر چیو فا یہاش خندد بے تا مل گل
بیاد لعل لبہا یش چو لالہ خون دل نوشم — مرا پا آتش و چون آتش یاقوت خاموشم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگا رینش — چو بوئے گل ز تحریک نوا زسری پر دہ ہوشم
در حجاب زلف خویش پنہان کردہ — بہر ما صبح وطن شام غریبان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن — چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
گر آید ہر مرا سم ان ت نیز نگ ما نو سے — بر آید از نے پر ستو انم با نگ نا قو سے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانجہان کا خلف اصدق ہے۔ مرزا محمد خانجہان
مورخ کے بنا رمین ہین۔ آپکے جد اعلیٰ نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے
ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تہا۔ آپ بہی بائیس سال

کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تھی فتوحات مکیہ و فصوص
و تمہید مطالعہ میں رہتی تھی یکایک انمیں محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و مافیہا سے
تارک ہوئے۔ ہر وقت دیدہ گریان و دل بریان رہتے تھے۔ آخر برہانپور سے حیدرآباد آئے
حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق
و سجادہ نشین تھے۔ اُن کی خدمت میں بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے۔ خزان بہار کے
مولف لکھا کہ حضرت نے دیکھا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے۔ بنا علیہ کہنے
دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ چند مدت بسر کرکے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت
کے لئے رخصت لی۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے۔ بیجاپور کی سرکار
میں مقیم ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ عالم فاضل منشی بے نظیر طبیعت میں ذکاوت تھی پر
تھی شعر گوئی کا خیال ہوا۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کہنے لگے میر محمد حسین والہ حیدرآبادی
سے ابتدا میں اصلاح لینے لگے۔ خود استاد اپنی کلام کو دیکھکر کہتے تھے کہ استاد کلام سے
اصلاح کی ضرورت نہیں چند روز اصلاح لیکر نام کو ہیچ ترک کردی۔ فارسی کلام جسمیں
شیرینی و مزہ ہوتا ہے اور اردو بھی لطافت و نزاکت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ آپ ۲۵ ذی الحجہ
عید کے دن حیدرآباد میں رہے آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

من شعارہ بالفارسی

در ملک غم عشق تو شاہست دل ما	با فوج سہ مژگان اجل سپاہست دل ما
تا بوت بسازید ز شاخ گل نرگس	جان دادہ چشم سیہ نگاہست دل ما
گشتہ است نقرہ آب بیابان ز ماہتاب	زد جوش بحر شیر بمیدان ز ماہتاب
رنگین شدہ دست تا کہ ترا از نگار دست	بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوئے پریشان تو بیخبری نیست	ولہ	گوئے من وزخم چوگان تو بیخبری نیست
حاصل آبے و تابے بودت وانہ اشک	ولہ	چشم گریان دل بریان تو بیخبری است
کے حق نمک کند فراموش	ولہ	عاشق کہ بست مکیدہ باشد
یوسف کہ بچاہ گشت پنہان		حسن تو بخواب دیدہ باشد
ساخت با سوز ہر آنکس ہنری پیدا کرد	ولہ	سوخت بر شمع چو پروانہ پری پیدا کرد
نیاز تابت ماہ چون سوی ما می آید	ولہ	بنا نیم آفتابے را کہ بر روئے تو می آید
دل دیوانہ ما را بافسون سیمن و گلشن		تکلف بر طرف از زلف و ابروئے تو می آید
دل سیہ روز ما بیمار مصحف رخ ست		چو ہمدم با وضو را تنگ خوئے تو می آید
بجا میکرد نازا مست و مدہوش	ولہ	بیا ساغر بکف مینا در آغوش
شاخ سنبل را قلم کن گر تو ہیچ صفحہ	ولہ	مصرعے از قطعہ خوش خطی بحالست بیار
قطعہ ہائے باغ سنش ہیچ کس از چشم ہیچ		کس ندانست چشم و سبلستانست زلف
ما زخم دل خویش ہم بہم نفروشیم	ولہ	شادی نستانیم و عوض غم نفروشیم
شاہ مردان بود امام من	ولہ	گرچہ باشد کسے امام کسے
تو مصحفے خط آن خوشتر ہن چہ میدانی	ولہ	ز نقطہ ہیچ نخواندی سخن چہ میدانی
ز مخموری بمیخانہ فتادم بر قہا جامی	ولہ	عصائے گردن مینا کفے صہبا سبوئے
سہا دانشکند سوئے کمر از بار میترسم		منہ از ناز اے نازک میان بر نا رسوئے

من اشعار لہندی

جان برلب رسیدہ باقی تہا		مجہہ مین اور عشق مین حساب ہوا
کرو تم جور یار اکہو گلابی جان پہلو مین	ولہ	تمہین ہم لگا شیشہ بر مینا سے سرشار دیتے ہین

نہ شب برمین آتا نہ دن مکہہ کہا تا	ولہ	نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلا تا
تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجرانسے	ولہ	دل خون ہوا میرا دلبر کے ہاتون
آرائش حسن کو جب وہ بیٹہے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب	ولہ	دے جا کہیان میری شانہ زبانی تو ہے بہوت واقف اسکا کل سے
تاریک راتون مین تاریک تر ہین	ولہ	زلفون کی بالون مین الجہا میرا دل
ان مارپیچون سے اس مشکی مہری کو	ولہ	افسون گری سے فسونگر مہر آجا
ہجران کی تلخی سے دل ہمرا ہیگا	ولہ	میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو
کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے	ولہ	ہون تر شب سے میٹہا چکہا جا
قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ہمدم	ولہ	شہادت کا رکہتا ہے خواہش
ظالم تغافل کا اب وقت نہین ہیگا	ولہ	یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبدالہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اُسکو کہدیتے تہے۔ لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچہہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اُسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت رہے کئی مرتبہ مین نے مصرع رنجتہ طرح کئے مگر اُس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا۔ کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجہے ثابت ہوا کہ یہہ بیچارہ بے سرو مایہ ہے۔ ہان حسن صبیح رت و جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے۔ حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل کہنا اسبات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعر گوئی کے کوچہ سے نا آشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کر دیا ہو اکثر شعرنے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اور رنگ آبادی ور سالک اور رنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا مین خوب کہتے تھے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کی از انجملہ شعر گوئی بھی یک لخت ترک کر دی تھی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کم و بیش پانسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی۔ مدح شاہ سامی

نہیں ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا	رہون مین کیون نہ ثنا خوان مدام سامی کا
مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے بیجا	جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا
میری مجال کیا ہے زبان کو اہل سخن	نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا
شرف ہے مجکو جہان کے سخنوردن پہ تمام	ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر رسا کی ثنا مین

جگمین رہیگا بس حاجی اکبر کے سخن	سنکے اُسکے شعر مین گلشن مین سب بلبل خموش
نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات مین	یہہ نہین تیرا ہے ظالم کیون نہو حلوا فروش
کیون نہو آنکھون کو میرے تیرے دیدے سے تسلی	دل میرا ہے شیشہ گر آنکھین تیری ہین بادہ نوش
بقیہ مین تم بتا دو جنکو سر گزرو جتا نہین ہو	حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا
جہان فانی سے طلق ہے محبت دل بستگی نہین	یہا اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجہ پر مہربان ہوگا مت ہو بیقرار — ولہ — ہادی کامل سے مجکو یہہ بشارا ہوگیا
دلدار پر میرے ہے عجب کچھہ بہار آج — ولہ — ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری دل بتن — ولہ — ہات جل جاویگا ڈرتا رہ انگارونکو نچھیڑ
سن یہہ قاتل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے — اک کامل ہو بلبل ہزارونکو نچھیڑ
ہے سرنگون چمن مین اور زرد رنگ غم سے — ولہ — نرگس کو جب سے تمنین انکھیان تمایان مین
عشق کی بے تابیان تو ن دیکھہ — کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی - شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص - شاہ ہاشم نام بیجاپوری الاصل ہے - علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تہا - اندہا مادرزاد تہا - مگر اسکے دل کی آنکہہ روشن تہی نہایت ذکی وفہیم تہا - ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا - اکثر اسکا کلام ایہام سے ملازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے - لچھمی نرائن نے تذکرہ چمنستان شعرا مین اسکا تخلص ہاشم دکنی لکہا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہو اسکے ہاشمی ہاشم ہی لکہدیا ہوگا - لچھمی نرائن نے بہی اسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام وتخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو - اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم - سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت واخلاص رکہتا تہا - ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس وزیور اور شکل وصورت کا

ذکر تھا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ بہ شاعر مینا ہے وہاں سے اٹھ کر سب پردہ مین پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی شعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رہنا اگر مجکو دیتے ہی کرون گی گھر مین جا دار	اگر مجھہ ہوویگی فرصت صبح پھر آؤنگی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکھے گا تو دلمین کیا کہیگا	مجھے بدنام کیا کرتے کہین مین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف ۔ میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص ۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلی میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب ناصر الدولہ مظفر کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے بعد اعلی سرکار عالی کے نہایت ہی شکر گزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا ہی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپکے والد نے بھی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تھی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تھے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تھے۔ بیماری کا حال خوب استفسار کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلد نہ کرتا تھا تو آپ اس کے معالجہ سے دست بردار ہوتے تھے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علماء شہر سے

پڑھیں اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا
خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہیں۔ عمر تخمیناً چالیس
برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ھ
سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت میں مشق بعد ازاں حکیم نواب بیدار احمد خان
ہوش بریلوی کی خدمت میں سخن کی اصلاح لیتے رہے۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں
کہتے ہیں۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو میں آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الہندی

یاد آتے ہیں ترے رخسار اے سرو رواں — بھول جاتا ہوں جو میں گل کی طرف دیکھکر
چھوڑ دی خوئی جفا ہی وائے قسمت یار نے — کاوش خم جگر کا محو لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہیں کچھ بہت — دل لگا تا تھا کبھی سے نیک ساعت دیکھکر
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھ — وله — رہتا ہے کون دل میں ترا سر جھکا کے دیکھ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہم سے — وله — لوگ کافر جسے کہتے ہیں مسلماں ہے یہی
اڑ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ — وله — میں خاک رہ کوئے رسول عربی ہوں

ہادی۔ ابوالحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص۔ ابوالحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہیں۔
طبیب و حافظ قرآن ہیں فارسی و عربی میں بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں
سخن سنج و سخن فہم ہیں۔ فارسی شعرگوئی میں مولوی عبدالعلی صاحب متخلص بہ آسی
مشق کرتے رہے۔ اور اردو میں مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من ۲ شعارہ الھندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا — اللہ نگہبان ہے پھر ارض و سما کا
تا بہ رخ انور سے بڑھا حسن مہ و مہر — رتبہ تیرے زلفون سے گھٹا مشک خطا کا
کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم — بیتا ہیون مین ارض کا نالون نے سما کا

من ۲ شعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را — یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم — پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من دشت دشت از خودی خود نمیرویم — آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص گیان [illegible] نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جھجر ضلع دلی تہا۔ مگر آپکی ولادت ۱۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد والد نے وطن مالوفہ روانہ کر دیا تہا۔ آپکے والد اول اوطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے پھر ثانیًا عالم علیخان برادرزادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے۔ پھر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا۔ پھر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے پسر کو وطن سے بلوا کر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور آستاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تہا۔ شعر گوئی مین ہوشیار و ذہین تہا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تہا۔ آخر ۱۱۹۴ ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد — آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد

صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد — ولہ — رنگہا کہ داشت در ملمع خود تمام کرد

سیہ پوشیہ سنبل و مد چون حال پریشانم — ولہ — ندانم زلف مشکین کرا باب نظر کردم

رفتہ ام دیوانہ زیر خاک و ہرگز کس نکرد — ولہ — از نشتر مژگ طفلان شمع تربت روشنم

نفرماید بعرض جوہر جرأت ملک رخصت — چو شمشیر اصیل آماده ام در بست نامرے

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص - یوسف عادل شاہ نام ہے۔ نوشتہ دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکہا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی ۸۵۵ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب ترجمہ تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تھا کہ میں ایلدرم بایزید کا فرزند ہوں قریب تھا کہ سلطنت عثمانیہ میں فتنہ برپا ہو جائے لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تھا۔ پس بلحاظ حفظ ماتقدم بادشاہ اولاد سلاطین سے سوائے ولیعہد کے کسیکو زندہ نہ رکھے تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت و اہالی سیاست مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کر کے جنازہ باہر لیجائیں۔ سلطان محمد کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکھتی تھی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے نہایت ہی پریشان حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ میں اسکے دیدار سے محظوظ ہوں۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت ہی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر کی حفاظت کی فکر میں مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر ساکن سماوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کتنے غلام فروختنی ہیں۔ جواب دیا کہ پانچ غلام گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک یوسف کا ہمشکل ہمرنگ تھا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پھر سوداگر سے تمام واقعہ بیان کر کے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو میں تجھکو زر و جواہر سے مالا مال کر دونگی۔ یعنے یوسف کو غلاموں کے زمرہ میں شریک کر کے ملک عجم میں روانہ کرے خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمیں منت مانی کہ اگر میں شاہزادے کے ساتھ مع الخیر عراق عجم میں داخل ہو جاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بھیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو مکفون کرکے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پھر خواجہ اپنے وطن مالوف ساوہ مین آیا شاہزادہ کی تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتھ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے کے لئے بھیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتھ لکھوا کے روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔ شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بھی۔ والدہ فرزند کا خط دیکھکے بہت ہی خوش ہوئی۔ پھر چند روز کے بعد شاہزادے کی اتا کو مع فرزندان اتا روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی اتا اور اس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اسوقت خواجہ عماد الدین سوداگر ہندوستان گیا تھا۔ اتا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل وعیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم ہوئی۔ اس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے ان سے چار سو تومان لئے۔ انتہی کلامہم پھر ہوا۔ اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطر بالحال ہوکے ساوہ چھوڑنا چاہا۔ ساوہ سے قزوین مین آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین پھر جرات نہین کرتا بعد ازان قم سے بطریق سیر وسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان واصفہان سے سیر کرتے ہوئے شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیر کیا۔ جون بن عیش وعشرت کے ساتھ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہان سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہو گیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب مین خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کر فائز المرام ہوگا
فوراً اس بشارت کے پاتے ہی ۸۶۴ھ ہجری مین بندر ہرمز سے کشتی مین سوار ہو کے مع الخیر
والعافیہ مصطفی آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہان خواجہ عماد الدین اجرے سے جو اسکا محسن
و مربی تہا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت نظام شاہ بہمنی
خورد سال حکمران تہا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی محمود گاوان مین باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تہا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی حیلون مین شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
مین باریاب ہوا۔ بادشاہی حیلون مین شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی اجازت مین اکثر کارنمایان کئے اور متعدد معرکون مین کامیاب
و فیروز مند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تہا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تہا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا۔ تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہو گئی تمام
صوبے خود مختار ہو گئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ ہجری مین یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
مین بظاہر سنی المذہب تہا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت مین امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمر بستہ ہوا واقع مین یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین کی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ سنی المذہب تہا لیکن شاہ حنفی کی ارادت
و عقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تہا۔ ۹۰۸ھ ہجری مین ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجکو سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو معزز و مکرم رکھنا مین نے عہد کیا تھا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے کہا ہوشیاری و احتیاط کے ساتھہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب مین۔ اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و میر برید و غیرہم سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہر چہ باداباد مین اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی و مددگار رہیگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین کلمہ اشہدان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی ہٹا گئے باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام و سنیان اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بناء علیہ باہم و یقین سے تعصب بالکل دور ہو گیا تھا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تھا۔ اور اس بیت کے مضمون پر کاربند تھے ؎

گر آن بہتر و ریں بہتر تراچہ	چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تھے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تھا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا۔ بعض امر اشلاً میان محمد
الخاطب عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکہ دینکہ ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کے حال سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد مروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا۔ شجاعت و علم سے موصوف و شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تہا۔ خطاط تہا۔ خط نستعلیق خوب لکہتا تہا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکہتا تہا۔
اور علم موسیقی مین استاد۔ طنبورہ بہی خوب بجاتا تہا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا۔ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دل چسپی رکہتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتہہ رکہتا تہا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تاکہ ارکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور اُن کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند و قوی ہیکل تہا
حسن خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا۔ باوجود پیری درویش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامۂ خلائق بیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہو کے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز + بدعت نہ

دوستی خصمے آمیز ۔ درکوئے تو از ہجوم نظارگیان ۔ نہ جائے ستادن نہ زہرہ گریز

جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون بہادران کاردان کو خطوط و خرچ راہ بھیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور ان کی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ اسکے سایۂ عاطفت مین شکر گزار ہو کر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مر کر اٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر کلی و بنا کی تمام عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکمٹا دہ مٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اسکا نام پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک بیٹی مسماۃ منکو حہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک صوبہ برار کی تیسری زوجہ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس مادہ نہایت شان و عظمت کے ساتھہ سلطنت کی۔ اکثر اوقات اس کن کو خراجگذار رہنا پایا۔ ۹۱۵ ہجری مین بندگوا کو دوبارہ فتح کیا تہا۔ آخر ۹۱۶ ہجری مین بقول[1] بعض ۹۰۶ ہجری مین سو ہفتمی مین مبتلا ہو کر بعمر ۷۰ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ کہی **ھو وھدہ** بگفتا ماندہ شہنشاہ عادل ۔ حسب الوصیت قصبہ کوکی مین شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب ۹۱۶ دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصہ دوم خوالف الملوک مین بیان کیا گیا ان کنت شائقا فارجع الیہ۔

[1] تاریخ نظامی ۱۲

من اشعارہ الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلۂ ما — گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما
با آنکہ بجان با تو نکردیم بخیلی — پیش دگران بہر چہ کردی گلۂ ما
تنخالہ بہ لب آمدہ پیمانۂ عشقت — رفتیم کہ شد ہادی رہ آبلۂ ما
ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف — آسان شدہ از عشق تبان مسئلۂ ما

گر وا رسی بدرد دل ناتوان من — ولہ — کے می برد بمرگ کسان رشک جان من
درد دل خود ار نکنم کار مشکل است — ظاہر کہ میکند بتو درد نہان من
با آنکہ صد درہم بجفا آزمودہ — تیغے کشیدہ زپے امتحان من
اے گل شنیدہ است بگوش تو قصۂ ام — بلبل نخواند دوقت سحر داستان من
گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند — حرفے زبیوفائی گل از زبان من
یوسف ہزار رہی دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان من

مرا زبادۂ جامی فراغ یعنی چہ — ولہ — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چہ

سرباعے منہ

دوشینہ بر آستان یار از سر درد — می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد
بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا — بیہودہ بود کوفتن آہن سرد

اے آمدہ دیدن رخت وقت صبوح — ولہ — آثار ہزار گونہ اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست کہ رویت شد آئینۂ روح
آنکس کہ علم بہ نیکنامی فرا شت — در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زندۂ جاوید انند — مردانکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد و والد شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے -

یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۴۶ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی - نشو و نما شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تھا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تھا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تھا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکھے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند شعر ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن	مے زند جوش نو بہار سخن
سنبل زلف و سبزہ خط را	میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان زمان	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ	کہ برو آمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت	اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی	معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح
صید معنی کند شکار سخن

از بلاغت بلیغ شد نامش
کرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف میں باختلاف قافیہ

وصف لف و کاکل آید زپریشان خاطران
خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن

از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است
لغزش مستانہ میخواہم زمستان سخن

عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم
تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن

خانمان چون مشت خس بباد حسرت داد ام
آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن

شد مسلم ملک معنی عرتراز زیر نگین
ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن

اے ترا لفظ و معانی ہمچو سین حلقہ بگوش
خامہ ات شاہان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھ نہایت نیازمندی و خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چند ربدن و مہیار کے قصہ میں لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت میں ڈوبا ہوا ہے۔ **من ابیاتہ**

قلم در خون کش افسانہ عشق
پروانہ عشق

بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید
سرت سیماب گردید

مہیار کے حال میں کہتا ہے مگر جا بجا کرم خوردہ تھا

پا بر خارمی رفت
قدم منصور سان بردارمی رفت

سرشک او متاع کاروان بود
قدم با نالۂ دل ہمعنان بود

روانش شد نہان سرو یا مال
فغان قمریش فریاد خلخال

چند ربدن مہیار

من اشعارہ بالفارسی

گرچہ صد محشر ز شور نالۂ ما رنگ ریخت
آشنائے گوش نمکینش نشد پیغام ما

آنکہ نازش بر رخ آئینہ مژگان وانکرد
کے بکام او شود وصل بت خودکام ما

ز حسن خویش در عشقم ندانشت آگاہی ولہ
کرد داد آئینہ در دست تو بہار مرا

وسعت صحرائے وحشت تختگاہ عاشق است ولہ
بود آہ نارسا چتر سیاہ عاشق است

بے شکوہ سلطنت نبود سر دیوانگان
سنگ طفلان مورباش بارگاہ عاشق است

از خلوت آئینہ چو نشست ولہ
فریاد ز تو بہار بر خاست

سرمہ آلود نگاہ کہ بدادم نرسید ولہ
نالہ خونشد بدل گفت صدا عشق است

ز دیدہ بے تو خون ناب میریزد ولہ
نمک بزخم دلم ماہ ناب می ریزد

چشم مستش ز انجذاب ز غلطان فتنہ بود ولہ
فتنہ بیدار در آغوش مژگان خفتہ بود

برگ برگ این چمن آئینہ دار حیرت است
صحرا نوشاید در گلستان خفتہ بود

تا فرق تہ آرہ جانکاہ نکردیم ولہ
چون شانہ دران زلف سیاہ نکردیم

در حسرت فریاد ہمہ بال و پرم سوخت
تنگ است قفس نالہ دل خواہ نکردیم

در دل ز یاد چشمش میخانہ می تراشم ولہ
از گردش نگاہش پیمانہ می تراشم

یادے ز کاوش مژگان درازے کردیم ولہ
سینہ را پیشکش ناخن بازی کردیم

بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون ولہ
نو بہار گریہ ام طاقت گزار آستین

سیل اشکم چون گذشت از جوش بار آستین
موج طوفان خیز شد ہر تار تار آستین

آتشے افروخت در دل اضطراب تحفہ ولہ
سوخت آخر شوق بے پروا کباب تحفہ

کردہ ام ترک ستمگر انتخاب تحفہ
خون ساغر می کشد جائے شراب تحفہ

نقطۂ صفر است تمثال والف آہ رسا | ولہ | دفتر دیوانگان دارد حساب تحفہ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش | | خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ
دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ | ولہ | تلخ گوئی نیک بدعہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد | | اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نوبہار جلوہ آمد آمد انداز کیست | | صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من شعراء الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر ارزاں نہ بیچ | | ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نوبہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب | | گل کو عشق اور ہم صفیرون کو دعائے عندلیب
نین ہوس ہمکو شراب لعل و ساغر سفید | ولہ | ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
یار نے شام ملن مجھ سے کیا کار مین | | میکشون کو بس ہے ایک مہتاب کی چادر سفید
اک بیاں صاف کے نظرن سے دیکھے ہے ناعمار نرگس | ولہ | خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
دل گھبرتا ہے کہ میرا نوبہار انتظار ہی ہے | | یہان آنکھین کہلی ہین یا کہ ظالم ہان نرگس
مست بوجہ حال دل کا جیسا کباب آتش | ولہ | اشک آہ میرا جون شمع آب و آتش
اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین | | کیسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سوتے ہے آشیان مین کس نیند فصل گل مین | | مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پر تیرے اس آبگینہ کے دیکھے | | ہے سر بسنگ حسرت لعل خوش آب و آتش
گرمی سے مے کے اسکا چہرہ ہے یا عرق ناک | | اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

بیدل - میر علیم دانشخان

بیدل تخلص - میر علیم دان خان نام - آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ والدہ ماجدہ سے پڑہی۔ ذہی استعداد کامل ہوا۔ حیدر علیخان کے عہد مین بالاگہاٹ ارکاٹ مین گیا وہان ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب طلب والاجاہ پائین گہاٹ مین آیا۔ نواب والاجاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ نواب صاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔

آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف ۱۲۰۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم ہرچند پنہان عیب خود سازم		طفل اشک از بیقراری میکند رسوا مرا
چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان	وله	نمود گردش این گنبد کبود مرا
آئینہ مشربیم ز روشندلی خویش	وله	عکس جمال دوست بود در کنار ما
کے بمہد چشم آساید ز بیتابی ہجر	وله	طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است
تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد	وله	چون سایہ شب و روز وطن مسافر ماست
گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند	وله	تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد
ز بیکسی گلہ نیست در دلم یکدل	وله	گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد
کے توان دید بسوئے دگرے کز ہجرش	وله	موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر سلم ایشوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص - خواجہ حمید الدین نام - آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے - آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی - شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکھتے تہے - جو کچھ کلام موزون فرماتے تہے پسندیدہ ہوتا تہا - آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے - اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تہے - اس فن کے اساتذہ کے ساتہہ فرزین اٹہاکے کھیلتے تہے اور بازی لیجاتے طرفہ مات دیتے تہے - درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تہے - آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تہے - پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تہے - قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تہے صابر و قانع تہے - زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تہے - ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا - مور آحیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہوکے بسمت مقامات مین پہنچے - زیارت سے مشرف ہوکے مدراس مین واپس آئے - چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے - پہر یکایک ہر خاستہ خاطر ہوکے وطن مالوف حیدرآباد مین آئے عزلت نشین رہے - آخر ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے - **من کلامہ**

یاد علیست درد من حرز جان من		نام علیست درد من حرز جان من
ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت	ولہ	دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے
مطرب از اشعار جامی و ہلالی ہم بگو		اتفقے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبر مین

سہ بدر ست حسن ہم دل نجم ست حسین		جان نجم و دل بدر ست یکے از قولین

ہم سرنجم و سر سبعۂ سیارہ بدان کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تھی۔ تاریخ سے آپکی روشندلی وصاف طینتی ثابت ہوتی ہے۔ **ھو ھذا**

جائے تاریخ بہر این عاصی	خواندہ باشید فاتحہ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدرآبادی

یار تخلص۔ احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے۔ نواب آصف جاہ ثانی کے عہد میں منصب پنج ہزاری سے سرفراز تھے۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدرآباد کے خلف الصدق ہیں اور حیدرآبادی المولد۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں دکن میں تربیت و پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہوئے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی۔ طبیعت میں موزونی خداداد تھی شعر گوئی شروع کی۔ ذہن وقاد و طبع نقاد رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی زمانہ میں ہمعصروں میں بڑھ گئے کلام میں پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی۔ فارسی و ہندی دونوں زبانوں میں کہتے تھے لچھمی نرائن صاحب مخلص چمنستان شعرا میں لکھتے ہیں کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہیں۔ قریب و غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تھے۔ فقیر پر بھی نہایت مہربانی فرماتے ہیں۔ غزل کے کسی ایک شعر میں فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر میں جدا ہیں ولے معنی میں ہیں یک یار و صاحب

انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری میں زندہ تھے۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ ہم نوالہ و ہم کاسہ تھے۔ بعد ازاں ۱۱۸۵ھ ہجری میں عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ یار صاحب تہ جمہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین بیروان شہر پناہ اور نگ آباد گھوڑے پر جا رہے تہے یکایک گھوڑے سے زمین پر گرے چند روز ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ۲۴ تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے — کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

ہمارے دلکو ناحق خوبرو ہر دم جلاتے ہین — ولہ — کہین تنکدہ کے بہی برہمن کو ستاتے ہین

چمن مین آگ لگ جاتا ہے پہولونکا خجالت سے — زگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہلاتے ہین

نہ جانون اُن کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا — عبث سنگین دل سے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہون — ولہ — پڑی خاک اسطرح کی ہاے رسوائی کے جینے مین

مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین — ولہ — مین کہا تم تو کہو ہم مین جفا ہے کہ نہین

یار سے ترشرو اوروں سے یہ میٹھی باتین — کہ ہون آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کا دل جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سُن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا تک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اُسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد و لکو نہ کہئے تسمین تو کب تلک بیٹھے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سن سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہین سمجھتا تو کیا خبر ہو گی انتہا سے
یہ راہ مین مشکل ہین ایسی اہو نہین کیون قدم کو رکہا ہے تینے
اگر تو واقف نہین ہے جا پو چہ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پنتہ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خوشی مین بیٹہا رہو تو اپنی تجہے غرض کیا وفا جفا سے

موسم ہولی مین ہوتے ہین شہید	ولہ	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کہ سنکے تند فغان چمن جبین الا	ولہ	گل نے کہا کہ کانمین تیرے تڑک اٹہی
کیا گل کے نام مین بہی ہے اعجاز عیسوی		بلبل موئی پڑی تہی سو سنتے ہی پہڑک اٹہی
باغمین کہتی تہی بلبل ہائے رے تپنگ پڑی	ولہ	دل جلا میرا تب اس گل مین ٹہنڈک پڑی

من ۲۰ اشعار کا ۲ الفا مرہی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید		بلب از توبہائے خویشتم استغفار می آید
بر نگ قلقل می نازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن در نگہت گفتار می آید
بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس است دیوان مصنع کار ما
گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما	ولہ	آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سنگش از راہ وفا از پے ما می آید
سنگ او میم کہ از راہ وفا می آید

یکدل - محمد انور مرادآبادی

یکدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مرادآبادی کے فرزند ہین - آپکے والد ماجد مرادآباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مرادآباد مین داروغہ تھے - اسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تھے - پہر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے - نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح وذی استعداد و لائق تھے - آصفجاہی مقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے - آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تھے - پہر نواب صاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نواب صاحب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بہی ہمرکاب تھے - دلی مین پہنچکر ۱۱۵۱ھ مین آخرت کا سفر اختیار کیا - شعر گوئی مین لائق و ہوشیار تھے - آپکے اشعار مرغوب و دلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین و معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے - خوش رو و خوش اخلاق و ظریف الطبع صاحب مذاق تھے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تھے اکثر رقص و سرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے - اور خود بہی مکان پر جلسے کرتے تھے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ تہا تہا عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتے تھے - **من اشعارہ الفارسی**

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت		ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت
عابد ز کعبہ گفت سخن عارف از رخش		قربان او شویم کہ وجہے و جیہ گفت
از مسلک تمیز رہ عشق دور بود	ولہ	رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوه کرد باده و زاهد ندید هیچ	وله	در آفتاب دیدهٔ خفاشش کور بود
بی شاه می شود نسق مملکت خراب		شب بی تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرانشین شد از ضرر اختلاط خلق		مجنون ما بهین چه قدر با شعور بود
ندیدیم راستی ز بس بطبع مردم دنیا	وله	وزان رو سلام این همه از دست چپ کردم

الحمدلله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول دوم مجموعهٔ الزمن تذکرهٔ شعرائے دکن مولفهٔ والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خان صبوحی الملکاپوری البراری الحیدرآبادی باعانت [illegible] از انتظام خلد الله ملکه الی یوم القیام بحسن اهتمام میرزا [illegible] تاریخ [illegible] ماه [illegible] ۱۲۹۰ هجری مطابق [illegible] در مطبع رحمانی مطبوع شد [illegible] بقبول اخلاص عام گشت

راقم

محمد صدرالاسلام خان ولد مولنا ابوتراب

محمد عبدالجبار خان صدر مدرس سه اعزه

حیدرآباد دکن